جامعات المدینۃ کے نصاب میں شامل سیرت خلفائے راشدین پر مشتمل مختصر کتاب

رضی اللہ عنہم اجمعین

خُلفائے راشدین



مصنف

فقیہِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی

علیہ رحمۃ اللہ القوی

جلال الدین احمد امجدی

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)
(شعبۂ درسی کتب)

جامعات المدینہ کے نصاب میں شامل سیرت خلفائے راشدین پر مشتمل مختصر کتاب

خلفائے راشدین

تصنیفِ لطیف:

فقیہِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی

جلال الدین احمد امجدی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی

حضرت صدیق اکبر رضي الله تعالى عنه

حضرت عمر فاروق رضي الله تعالى عنه

حضرت عثمان غنی رضي الله تعالى عنه

حضرت علی المرتضی رضي الله تعالى عنه

پیشکش: المدینة العلمیة (دعوت اسلامی)

شعبہ: درسی کتب

الصّلوة والسّلام عليك يارسول الله وعلى الك وأصحابك يا حبيب الله

نام کتاب : **خلفائے راشدین**

پیش کش : مجلس المدينة العلمية (شعبہ درسی کتب)

سن طباعت: رجب المرجب ۱۴۳۳

کل صفحات: 352

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

❁......**کراچی:** شہید مسجد کھارادر باب المدینہ کراچی	۰۱	فون:021-32203311
❁......**لاھور:** داتادربار مارکیٹ گنج بخش روڈ	۰۲	فون:042-37311679
❁......**سردارآباد:** (فیصل آباد) امین پور بازار	۰۳	فون:041-2632625
❁......**کشمیر:** چوک شہیداں میرپور	۰۴	فون:058274-37212
❁......**حیدرآباد:** فیضان مدینہ آفندی ٹاؤن	۰۵	فون:022-2620122
❁......**ملتان:** نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ	۰۶	فون:061-4511192
❁......**اوکاڑہ:** کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد نزد تحصیل کونسل ہال	۰۷	فون:044-2550767
❁......**راولپنڈی:** فضل داد پلازہ کمیٹی چوک اقبال روڈ	۰۸	فون:051-5553765
❁......**خان پور:** درانی چوک نہر کنارہ	۰۹	فون:068-5571686
❁......**نواب شاہ:** چکرا بازار نزد MCB	۱۰	فون:0244-4362145
❁......**سکھر:** فیضان مدینہ بیراج روڈ	۱۱	فون:071-5619195
❁......**گوجرانوالہ:** فیضان مدینہ شیخوپورہ موڑ گوجرانوالہ	۱۲	فون:055-4225653
❁......**پشاور:** فیضان مدینہ گلبرگ نمبر ۱ النور سٹریٹ صدر	۱۳	

E.mail: WWW.dawateislami.net,ilmia@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

''بسْمِ اللّٰہ الرَّحْمٰن الرَّ حِیْم'' کے ۱۹ حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ۱۹ ''نیتیں''

فرمانِ مصطفٰی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم: **نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ** یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر للطَبَرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ۶/۱۸۵)

دو مَدَنی پھول:

{۱} بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

{۲} جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوۃ اور {۳} تعوُّذ و {۴} تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ {۵} رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لیے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا۔ {۶} حتی الوسع اس کا باوُضو اور {۷} قِبلہ رُو مطالعہ کروں گا {۸} کتاب کو پڑھ کر کلام اللہ و کلام رسول اللہ عزوجل و صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب کروں گا {۹} درجہ میں اس کتاب پر استاد کی

بیان کردہ توضیح توجہ سے سنوں گا {۱۰} استاد کی توضیح کو لکھ کر "اِسْتَعِنْ بِیَمِیْنِکَ عَلٰی حِفْظِکَ" پر عمل کروں گا {۱۱} طلبہ کے ساتھ مل کر اس کتاب کے اسباق کی تکرار کروں گا {۱۲} اگر کسی طالب علم نے کوئی نامناسب سوال کیا تو اس پر ہنس کر اس کی دل آزاری کا سبب نہیں بنوں گا {۱۳} درجہ میں کتاب، استاد اور درس کی تعظیم کی خاطر غسل کر کے، صاف مدنی لباس میں، خوشبو لگا کر حاضری دوں گا {۱۴} اگر کسی طالب علم کو عبارت یا مسئلہ سمجھنے میں دشواری ہوئی تو حتی الامکان سمجھانے کی کوشش کروں گا {۱۵} سبق سمجھ میں آجانے کی صورت میں حمد الٰہی عزوجل بجالاؤں گا {۱۶} اور سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں دعاء کروں گا اور بار بار سمجھنے کی کوشش کروں گا {۱۷} سبق سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں استاد پر بد گمانی کے بجائے اسے اپنا قصور تصور کروں گا۔ {۱۸} کتابت وغیرہ میں شَرعی غلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطّلع کروں گا (مصنّف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا) {۱۹} کتاب کی تعظیم کرتے ہوئے اس پر کوئی چیز قلم وغیرہ نہیں رکھوں گا۔ اس پر ٹیک نہیں لگاؤں گا۔

☆...☆...☆...☆

فہرست

ہلاکت میں ڈالنے والے اعمال

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

''ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچتے رہو، وہ یہ ہیں: (۱) اللہ عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) اللہ عزوجل کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود کھانا (۶) جہاد کے دن میدان سے فرار ہونا اور (۷) سیدھی سادی، پاک دامن، مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔''

(صحیح البخاری، الحدیث: ۲۷۶۶، ص ۲۲۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینۃ العلمیۃ

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی ضیائی دامت برکاتھم العالیہ

الحمد للہ علی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم! تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن وخوبی سر انجام دینے کے لیے متعدِّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ”المدینۃ العلمیۃ“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللہُ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبہ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۲) شعبہ دَرسی کُتُب
(۳) شعبہ اِصلاحی کُتُب
(۴) شعبہ تفتیشِ کُتُب
(۵) شعبہ تراجِم کُتُب
(۶) شعبہ تخریج

''المدینۃ العلمیہ''کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت،اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلَّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت،عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولیٰنا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہْل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی''کی تمام مجالس بَشُمُول ''المدینۃ العلمیۃ''کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضراء شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیشِ لفظ

قرآن مجید میں اللّٰه تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ ...﴾

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللّٰه کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے **اور انھیں پاک کرتا ہے**۔ (سورۂ اٰل عمران، الآیۃ ۱۶۴، پ ۴)

اللّٰه تعالیٰ نے اس آیتِ مبارکہ میں خبر دی ہے کہ حضور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم قلوب کو پاک کرنے والے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ **آپ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم **نے صحابہ کرام کا کامل تزکیۂ نفس فرمایا لہذا وہ نیکوکار، صالح، بلند اخلاق اور اوصافِ حمیدہ والے ہیں۔ انکی نیتیں صحیح اور ان کا عمل ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔**

یہی وجہ ہے کہ رب تعالیٰ نے ایمان کا معیار صحابہ کرام کو ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پاگئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں۔ (سورۃ البقرۃ، الآیۃ ۱۳۷)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْحَنَّان مذکورہ آیت کے تحت ''تفسیر نور العرفان'' میں فرماتے ہیں ''**اس سے معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جس کا ایمان صحابۂ کرام کی طرح ہو، جو ان کے خلاف ہو کافر ہے، وہ حضرات ایمان کی کسوٹی ہیں۔**'' (نورالعرفان، البقرۃ، الآیۃ۱۳۷)

نیز تزکیۂ نفوس فرمانے والے اور صحابۂ کرام کو اخلاق کی بلندیوں پر پہنچانے والے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ، فَبِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ**''

یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کسی کی تم پیروی کرو گے، ہدایت پا جاؤ گے۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب، الفصل الثالث، الحدیث: ۶۰۱۸، ۳/۳۳۵)۔

یوں تو تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھم ہی ہدایت کے درخشندہ ستارے ہیں لیکن خلفائے راشدین اس معاملے میں تمام سے ممتاز و یگانہ ہیں، چنانچہ حدیث پاک میں بھی انہیں ''خلفائے راشدین'' فرمایا گیا یعنی ''ہدایت یافتہ خلفاء'' نیز ہمیں ان کی اتباع کی خصوصی تاکید کی گئی، چنانچہ

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی ہے ''**عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ**'' یعنی میری اور خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرو۔

(مؤطا امام مالک، ابواب الحدود فی الزنا، باب الحد فی الشرب، تحت الحدیث: ۱۶۰۹، ۳/۱۰۸)

جو قومیں اسلاف کی سیرت کو اپنے لئے مشعلِ راہ نہیں بناتی، وہ ذلت و پستی کے عمیق گھڑھے میں گر جاتی ہیں، بیابانوں کی تاریک راہیں ان کا مقدر بن جاتی ہیں، شاہراہِ دستور کے بجائے گمراہیوں کی اندھیر وادیوں میں بھٹکتی پھرتی ہیں۔

آج مسلمان قوم نے صحابۂ کرام اور بالخصوص خلفائے راشدین کی سیرت کو پسِ پشت ڈال دیا، شاید یہی وجہ ہے کہ وہ انتہائی تیزی کے ساتھ بے عملی کے سیلاب میں بہتی چلی جارہی ہے۔

اصلاحِ امت کے لئے کڑھنے والے علمائے ربانیین ''صحابہ کرام اور اولیائے عظام'' کی سیرت پر کتابیں لکھتے آئے ہیں تاکہ امت کا رشتہ اسلاف سے جوڑ کر اسے بے عملی، ذلت و رسوائی کی اندھیر وادیوں سے نکالا جاسکے۔

انہیں میں فقیہِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین امجدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی **بھی ہیں جنھوں نے مستند روایات پر مشتمل کتاب ''خلفائے راشدین'' لکھ کر امت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔**

الحمدللہ علی احسانہ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' کی ''مجلس المدینۃ العلمیہ'' کے ''شعبہ درسی کتب'' نے کتاب ''خلفائے راشدین'' پر بہتر انداز میں کام کرنے کی سعی کی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

اس کتاب میں ہمارے کام کا اسلوب:

(۱)......اس سے پہلے مختلف اداروں سے چھپنے والی ''خلفائے راشدین''میں کتابت اور پروف ریڈنگ کی اغلاط تھی، ہم نے اول تا آخر کئی بار اسکا مطالعہ کر کے حتی الوسع اغلاط کو دور کر دیا ہے،

(۲)......علاماتِ ترقیم (رموزِ اوقاف) کا بھی حتی المقدور خیال رکھا گیا ہے۔

(۳)......قرآنی آیات کی رائج الوقت خوبصورت رسم الخط میں پیسٹنگ کی ترکیب کی گئی ہے۔

(۴)......آیات مبارکہ کے حوالے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے نیز احادیث مبارکہ اور حکایات وغیرہ کی تخریج بھی کی گئی ہے۔

(۵)......مصنف علیہ الرحمۃ کے ذکر کردہ حوالہ جات سے امتیاز کے لئے المدینۃ العلمیہ کی طرف سے کی گئی تخریج کو نیچے حاشیہ میں ڈالا گیا ہے۔

(٦)...... قارئین کے ذوق کو مزید بڑھانے کے لئے موقع مناسبت کے پیش نظر مین ہیڈنگ، سب ہیڈنگ، اور اشعار کا اضافہ کیا گیا ہے نیز شہنشاہِ سخن استاذِ زمن مولانا حسن رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی ''ذوقِ نعت'' سے مناقبِ خلفاء راشدین کے منتخب اشعار کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

(۷)...... یہ کتاب چونکہ تنظیم المدارس کے نصاب میں شامل ہے لہذا طالبات کی آسانی کے پیشِ نظر ابواب کے آخر میں ''مشق'' کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(۸)...... احادیث اور عربی عبارات کو علیحدہ فونٹ کے ساتھ نمایاں کیا گیا ہے۔

(۹)...... ترضی، تصلیہ اور ترحّم کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔

(۱۰)...... جس مقام پر ضرورت محسوس کی گئی وہاں حاشیہ میں وضاحت پیش کی گئی ہے۔

(۱۱)...... فارمیٹنگ کے اہتمام کے ساتھ ساتھ اہم عبارات کو بولڈ بھی کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ و تمام علماءِ اہلِ سنت دَامَتْ فُیُوضُہم کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر قائم فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس ''**المدینة العلمیة**'' کو دن پچیسویں، رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الکریم الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبۂ درسی کتب

مجلس المدینة العلمیة

امیر المؤمنین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک باکمال اُستاد کہ جو بہت سی خوبیوں کا جامع ہوتا ہے اپنے جس شاگرد میں جس خوبی کی ممتاز صلاحیت پاتا ہے اسی خوبی میں اس کو باکمال بناتا ہے جس میں فقیہ بننے کی زیادہ صلاحیت پاتا ہے اسے فقیہ بناتا ہے جس میں مقرر بننے کی صلاحیت واضح ہوتی ہے اسے کامیاب مقرِر بناتا ہے اور جس میں مصنف بننے کی صلاحیت غالب ہوتی ہے اسے باکمال مصنف ہی بناتا ہے۔

تو ہمارے آقا و مولیٰ جناب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے جس صحابی میں جس خوبی کی ممتاز صلاحیت پائی اسی وصفِ خاص میں اسے کامل بنایا لہٰذا اپنے پیارے صحابی **حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میں **صدیق** بننے کی صلاحیت کو واضح طور پر محسوس فرمایا تو اسی وصف میں ان کو ممتاز و کامل بنایا اور صدیق ہونا ایسا وصف ہے جو بہت سی خوبیوں کا جامع ہے اور اِس وصفِ خاص کے سب سے زیادہ مستحق صرف **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذاتِ گرامی تھی اِسی لیے وہ اس سے سرفراز فرمائے گئے۔

اصدق الصادقیں سید المتقیں
چشم و گوشِ وَزارت پہ لاکھوں سلام

آپ کی خلافت

خلیفہ کیسے مقرر ہوئے:

آقائے دوعالم نُورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **وفات** کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ ان کا نائب اور خلیفہ کس کو مقرر کیا جائے...؟

حدیث شریف کی مشہور کتاب **سننِ بیہقی** میں حضرت **ابو سعید خدری** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ خلافت کے معاملہ کو حل کرنے کے لئے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن حضرت **سعد بن عبادہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان میں جمع ہوئے۔ جن میں حضرت **ابو بکر صدیق**، حضرت **عمر فاروق اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور دوسرے بہت سے اجلہ صحابہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن موجود تھے۔

سب سے پہلے ایک انصاری کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے لوگوں سے اس طرح خطاب کیا کہ **اے مہاجرین!** آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ جب **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ حضرات میں سے کسی شخص کو کہیں کا عامل مقرر فرماتے تھے تو انصار میں سے بھی ایک شخص کو اس کے ساتھ کردیا کرتے تھے لہٰذا اِسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ **خلافت** کے معاملہ میں بھی

ایک شخص مہاجرین میں سے ہو اور ایک انصار میں سے ہو پھر ایک دوسرے انصاری کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اسی قسم کی تقریر فرمائی۔

ان لوگوں کی تقریروں کے بعد حضرت **زید بن ثابت** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا: **حضرات!** کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **مہاجرین میں** سے تھے لہذا ان کا نائب اور خلیفہ بھی مہاجرین ہی میں سے ہوگا اور جس طرح ہم لوگ پہلے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معاون و مددگار رہے اب اسی طرح **خلیفۂ رسول اللّٰہ** کے مددگار رہیں گے۔

یہ فرمانے کے بعد اُنہوں نے حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اب یہ تمہارے والی ہیں اور پھر حضرت **زید بن ثابت** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ سے **بیعت** کی اس کے بعد حضرت **عمر فاروق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اور پھر تمام انصار و مہاجرین رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے **آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے **بیعت** کی۔

حضرت زبیر کا بیعت کرنا:

اس کے بعد حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر پر رونق افروز

ہوئے اور ایک نگاہ ڈالی تو اس مجمع میں **حضرت زبیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نہیں پایا، فرمایا کہ ان کو بلایا جائے۔

جب **حضرت زبیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے تو حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے فرمایا کہ آپ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پھوپھی کے صاحبزادے اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خاص صحابیوں میں سے ہیں، مجھے اُمید ہے کہ آپ مسلمانوں میں اِختلاف نہیں پیدا ہونے دیں گے۔

یہ سُن کر انہوں نے کہا کہ اے **خلیفۂ رسول اللہ!** آپ کوئی فکر نہ کریں یہ کہنے کے بعد کھڑے ہوئے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے **بیعت** کرلی۔ [1]

حضرت علی کا بیعت کرنا:

پھر حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **مجمع** پر ایک نظر ڈالی تو اس میں **حضرت علی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ موجود نہ تھے فرمایا کہ **علی** بھی نہیں ہیں ان کو بھی بلایا جائے جب **حضرت علی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو طالب کے صاحبزادے! آپ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، ابوبکر صدیق، مبایعتہ، ص ۵۲)(السنن الکبری، کتاب قتال اہل البغی، باب الائمۃ من قریش، الحدیث: ۱۶۵۳۸، ۸/۲۴۶)

چچازاد بھائی اور ان کے **داماد** ہیں مجھے اُمید ہے کہ آپ اسلام کو کمزور ہونے سے بچانے میں ہماری مدد کریں گے۔

اُنہوں نے بھی **حضرت زبیر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح کہا کہ **اے خلیفۂ رسول اللہ!** آپ کچھ فکر نہ کریں یہ کہہ کر انہوں نے بھی **بیعت** کرلی۔[۱] (تاریخ الخلفاء)

...... "**مدارج النبوۃ**" میں ہے کہ **حضرت علی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "**قَدَّمَکَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم فَمَنِ الَّذِیْ یُؤَخِّرُکَ**" یعنی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو آگے بڑھایا تو پھر کون شخص آپ کو پیچھے کر سکتا ہے۔[۲]

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اِس فرمان میں اس واقعہ کی جانب اشارہ ہے جو سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی علالت کے زمانے میں **حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آگے بڑھایا اور آپ ہی کو تمام صحابہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا **اِمام** بنایا۔

۱... (تاریخ الخلفاء، ابوبکر صدیق، مبایعتہ، ص ۵۲)(السنن الکبری، کتاب قتال اہل البغی، باب الائمۃ من قریش، الحدیث: ۱۶۵۳۸، ۸/۲۴۶)

۲... (مدارج النبوۃ، باب دوم، ۲/۲۳، فارسی، برکات رضا)

......یہاں تک کہ **ابنِ زمعہ** کی حدیث میں ہے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لوگوں کو حکم فرمایا کہ وہ ابو بکر کے پیچھے **نماز** پڑھیں مگر اتفاق سے اس وقت حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ موجود نہ تھے تو **حضرت عمر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آگے بڑھے تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں لیکن حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "**لَا لَا لَا یَـاْبَی اللّٰہُ وَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ یُصَلِّی بِالنَّاسِ اَبُوْ بَکْر**" یعنی نہیں، نہیں، **اللّٰہ** اور مسلمان ابو بکر ہی سے راضی ہیں، وہی لوگوں کو **نماز** پڑھائیں گے۔(1) (تاریخ الخلفاء، ص ۴۳)

بہر حال اس طرح حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو متفقہ طور پر خلیفہ تسلیم کر لیا گیا اور کسی نے اختلاف نہیں کیا اور **اللّٰہ** کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان حرف بحرف صحیح ہوا کہ میرے بعد **خلافت** کے بارے میں خدائے تعالیٰ اور مؤمنین **ابو بکر** کے علاوہ کسی کو قبول نہ کریں گے۔

اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان کیوں نہ صحیح ہو کہ وہ **اللّٰہ** کے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں **ندی** کا بہتا ہوا دھارا رُک سکتا ہے،

---

1 ... (تاریخ الخلفاء، ابوبکر صدیق، مبایعته، ص ۴۳) (سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب استخلاف، الحدیث: ۴۶۶۰، ۴/۲۸۴)

درخت اپنی جگہ سے کھسک سکتا ہے بلکہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے مگر اللہ کے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان نہیں ٹل سکتا۔

آپ کی خلافت پر آیاتِ قرآنی

پہلی آیت مبارکہ:

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کا اِستدلال علمائے کرام کی ایک جماعت نے اس آیتِ کریمہ سے کیا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ٘ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍؕ ﴾

یعنی اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں اور اللہ ان کا پیارا ہے وہ لوگ مسلمانوں پر نرم ہوں گے اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں وہ لوگ جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت

سے نہیں ڈریں گے۔[۱] (پ۶، ع۱۲)

مفسرین کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قوم سے مراد حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کے **اصحاب** ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **وفات** کے بعد جب کچھ عرب اسلام سے برگشتہ ہوگئے تو حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کے **اصحاب** ہی نے مرتدوں سے جہاد کیا اور پھر ان کو مسلمان بنایا۔

......اور **حضرت ابو قتادہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال فرمانے کے بعد جب عرب کے کچھ لوگ مرتد ہوئے اور **حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے **قتال** فرمایا تو اس زمانہ میں ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ آیتِ کریمہ ﴿ **فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ** ﴾

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کے **اصحاب** ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔[۲]

---

۱ ... (سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۵۴، پ ۶)

۲ ... (الدر المنثور فی التفسیر الماثور، المائدۃ، تحت الآیۃ ۵۴، ۳/۱۰۲)

دوسری آیت مبارکہ:

اور پارہ ۲۶، ع ۱۰ میں ہے ﴿ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ﴾ یعنی ان گنواروں سے فرماؤ جو کہ پیچھے رہ گئے کہ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں۔[1]

حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ جن سے **حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جنگ فرمائی"۔[2]

اور ایسا ہی **طبرانی** میں زہری سے مروی ہے۔

......اسی لئے حضرت **ابنِ ابی حاتم** اور **ابنِ قتیبہ** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت پر حجت اور واضح دلیل ہے اِس لیے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی نے مرتدوں سے قتال کی طرف دعوت دی۔

---

۱ . . . (سورۃ الفتح، آیت ۱۶، پ ۲۶)

۲ . . . (خزائن العرفان، سورۃ الفتح، الایۃ ۱۶، پ ۲۶)

......اور حضرت **شیخ ابوالحسن اشعری** رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے **ابو عباس بن شرح** رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ **حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت قرآنِ کریم کی اِس آیت سے ثابت ہے اِس لیے کہ تمام علمائے کرام کا اِس بات پر اِتفاق ہے کہ اِس آیتِ کریمہ کے نازِل ہونے کے بعد جن لوگوں نے کہ زکوۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا یعنی اس کی فرضیت کے منکر ہو گئے تھے اور جو لوگ کہ مرتد ہو گئے تھے صرف **حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کو اُن سے قتال کی دعوت دی اور ان سے جنگ کی۔

لہذا یہ آیتِ کریمہ آپ کی **خلافت** پر دَلالت کرتی ہے اور آپ کی اطاعت کو لوگوں پر فرض کرتی ہے اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ مبارکہ کے آخر میں واضح الفاظ کے ساتھ فرمادیا ہے کہ جو کوئی اس کو نہیں مانے گا وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہو گا۔ (۱)

قصرِ پاک خلافت کے رکنِ رکیں   شاہِ قوسین کے نائب اوّلیں

یارِ غار شہنشاہِ دنیا و دیں   اصدق الصادقیں سید المتقیں

چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

۱... (الصواعق المحرقۃ، الباب الاول، الفصل الثالث، ص ۱۸)

مشق

(١) **سوال:** صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کیسے خلیفہ منتخب ہوئے ، تفصیل سے ذکر کیجئے...؟

(٢) **سوال:** حضرت زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا تعارف اور بیعت کا حال بیان کیجئے...؟

(٣) **سوال:** حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے خلافت کے استحقاق پر کونسی روایت پیش فرمائی...؟

(۴) **سوال:** مصنف علیہ الرحمۃ نے سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کے حق ہونے پر کونسی قرآنی آیات بطورِ دلیل پیش کی ہیں...؟

روحانی علاج

❁......ھُوَ اللّٰہُ الرَّحِیْم ۔ جو ہر نماز کے بعد 7 بار پڑھ لیا کرے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیطان کے شر سے بچا رہے گا اور اُس کا ایمان پر خاتمہ ہوگا۔

❁......یَامَلِکُ ۔ 90 بار جو غریب و نادار روزانہ پڑھا کرے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ غربت سے نجات پا کر مالدار رہو۔ **(ہر ورد کے اول و آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)** (فیضان سنت، ج ١، ص ١٦٨ تا ١٧٠ ملتقطاً)

آپ افضلُ البَشر بَعد الانبیاء ہیں

علمائے اہلسنت وجماعت کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے **افضل** ہیں۔

تمام لوگوں سے افضل:

حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا "**مَاطَلَعَتِ الشَّمسُ وَلاغربَتْ عَلٰی اَحَدٍ اَفۡضَلَ مِنۡ اَبِیۡ بَکۡرٍ اِلَّا اَنۡ یَّکُوۡنَ نَبِیًّا**"

یعنی سوائے **نبی** کے اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا ہو اور وہ حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے **افضل** ہو۔[1]

مطلب یہ ہے کہ دُنیا میں نبی کے بعد ان سے **افضل** کوئی پیدا نہیں ہوا۔

.........اور ایک **دوسری حدیث** میں آقائے دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں ارشاد فرمایا "**اَبُوۡبَکۡر الصّدِیۡقُ خَیۡرُ النَّاسِ اِلَّا اَنۡ یّکُوۡن نَبِیًّا**"

یعنی "حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں میں سب سے

---

۱ . . . (حلیۃ الاولیاء، ذکر من تابعی المدینۃ الخ، باب عطاء بن ابی رباح، الحدیث: ۴۳۱۵، ۳/۳۷۳)

بہتر ہیں علاوہ اس کے کہ وہ نبی نہیں ہیں۔ ''(۱)

حضرت عمر کے نزدیک مقام:

ایک بار حضرت **عمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: حضور دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ''**اَفْضَلُ النَّاس**'' یعنی لوگوں میں سب سے **افضل** ہیں اگر کسی نے اِس کے خلاف کہا تو وہ **مفتری** اور **کذاب** ہے اس کو وہ سزا دی جائے گی جو افترا پردازوں کے لیے شریعت نے مقرر کی ہے۔ (۲)

حضرت علی کے نزدیک مقام شیخین:

حضرت **علی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں ''**خَیْرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّھَا اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ**''

یعنی اس اُمت میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے **بہتر** حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھما ہیں۔ علامہ ذہبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت **علی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ **قول** ان سے **تواتر** کے ساتھ

---

۱ . . . (کنز العمال، کتاب الفضائل، ابوبکر صدیق، الحدیث: ۳۲۵۴۵، ۲/۲۴۸، الجزء ۱۱)

۲ . . . (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۲۲، ۲/۲۲۳، الجزء ۱۲) (جمع الجوامع، مسند عمر بن خطاب، الحدیث: ۱۰۵۸، ۱۱/۲۱۹)

مروی ہے۔(تاریخ الخلفاء، ص ۳۱) (۱)

افضلیت میں حضرت علی کا موقف:

اور **بخاری شریف** میں ہے کہ حضرت **محمد** بن حنفیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت **علی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا: **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد لوگوں میں کون سب سے **افضل** ہے۔ "**قَالَ اَبُوْ بَکْر**" فرمایا کہ حضرت ابو بکر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) سب سے **افضل** ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر ان کے بعد...؟ "**قَالَ عُمَر**" فرمایا کہ ان کے بعد حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **سب سے افضل** ہیں۔

حضرت **محمد** بن حنفیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما فرماتے ہیں "**خَشِیْتُ اَنْ یَّقُوْلَ عُثْمَان**" یعنی میں ڈرا کہ اب اس کے بعد آپ حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام لیں گے تو میں نے کہا کہ اس کے بعد آپ سب سے **افضل** ہیں۔

"**قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ**" حضرت **علی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق، فصل فی انه افضل الصحابة وخیرهم، ص ۴۵)

نے فرمایا کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔ (۱)

(مشکوۃ شریف، ص۵۵۵)

یعنی ازراہ انکساری فرمایا کہ میں ایک معمولی مسلمان ہوں۔

صحابہ کرام کے نزدیک مقام:

اور **بخاری شریف** میں ہے کہ حضرت ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری حیات میں ہم لوگ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ یعنی وہی سب سے **افضل و بہتر** قرار دیئے جاتے تھے پھر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اور ان کے بعد حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پھر حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد ہم صحابہ کرام کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے تھے اور ان کے درمیان کسی کو فضیلت نہیں دیتے تھے۔ (۲)

(مشکوۃ شریف، ص۵۵۵)

---

۱ . . . (مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ، الفصل الاول، الحدیث ۶۰۲۴، ۲/۴۱۵)

۲ . . . (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۶۹۷، ۲/۵۳۰)

مسئلہ افضلیت میں ائمہ کا موقف:

اور حضرت ابو منصور بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر امتِ مسلمہ کا اجماع اور اتفاق ہے کہ رسولِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے بعد حضرت **عمر فاروق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پھر حضرت **عثمان** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے بعد حضرت **علی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور پھر **عشرہ مبشّرہ** رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے باقی حضرات سب سے اَفضل ہیں ان کے بعد باقی **اصحابِ بدر** پھر باقی **اصحابِ اُحد** اور ان کے بعد **بیعت الرضوان** کے صحابہ پھر دیگر **اصحابِ رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام لوگوں سے **افضل** ہیں۔[1] (تاریخ الخلفاء)

امیر المؤمنیں ہیں آپ ، امام المسلمیں ہیں آپ
نبی نے جنتی جن کو کہا صدیق اکبر ہیں
سبھی اصحاب سے بڑھ کر مقرب ذات ہے ان کی
رفیقِ سرور ارض و سما صدیقِ اکبر ہیں
عمر سے بھی وہ افضل ہیں وہ عثمان سے بھی اعلیٰ ہیں
یقیناً پیشوائے مرتضیٰ صدیقِ اکبر ہیں

---

[1] . . . (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق، فصل فی افضل الصحابۃ الخ، ص ۴۴)

مشق

(۱) **سوال:** صدیق اکبر کے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بعد **افضل البشر** ہونے پر کونسی احادیث دلالت کرتی ہیں۔۔۔؟

(۲) **سوال:** حضرت فاروق اعظم و علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما کے نزدیک مقامِ **صدیق اکبر** کیا ہے۔۔۔؟

(۳) **سوال:** صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہم اپنے درمیان کس کو **افضل** سمجھتے تھے۔۔۔؟

(۴) **سوال:** مسئلہ افضلیت میں حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا موقف مع حوالہ بیان کیجئے نیز ائمہ کبار رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اس کے متعلق کیا نظریہ ہے۔۔۔؟

۔۔۔۔۔۔تعریف اور سعادت۔۔۔۔۔۔

حضرت سیِّدُنا امام عبداللہ بن عمر بیضاوی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۶۸۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے دُنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔''

(تفسیر البیضاوی، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۷۱، ج ٤، ص ۳۸۸)

صدیق اکبر اور قرآنی آیات

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تعریف و توصیف میں قرآن مجید کی بہت سی آیاتِ کریمہ نازل ہوئی ہیں یہاں تک کہ بہت سے بزرگوں نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ہم ان میں سے چند آیاتِ کریمہ آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

(پہلی آیت) سب سے پہلے متقی:

خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے ﴿وَالَّذِیۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ وَ صَدَّقَ بِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ﴾

یہ آیت مبارکہ چوبیسویں پارے کے پہلے رکوع کی ہے۔ اس آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جو سچائی لایا یعنی سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یعنی حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہی لوگ متقی ہیں۔ [1]

اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایسے ہی مروی ہے۔

---

١ . . . (الزمر، آیۃ ٣٣، پ ٢٤)

یعنی ﴿الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ سے مراد رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور ﴿صَدَّقَ﴾ سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حضور کی **تصدیق** کی۔[1]

ایسا ہی **تفسیرِ مدارک** میں بھی ہے۔ اور اسی کو حضرت **امام رازی** علَیْہِ الرحمۃُ والرِّضْوان نے ترجیح دی ہے اور **تفسیر روح البیان** نے بھی۔

لہٰذا ان **مفسرین کرام** کے بیان سے ثابت ہوا کہ **خدائے عزوجل** نے اس آیتِ مبارکہ میں رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی **متقی** فرمایا ہے۔

معلوم ہوا کہ وہ اس اُمت کے سب سے پہلے **متقی** ہیں اور قیامت تک پیدا ہونے والے سارے متقیوں کے **سردار** ہیں۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علَیْہِ الرحمۃُ والرِّضْوان فرماتے ہیں۔

اصدق الصادقیں سید المتقیں

چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

---

[1] . . . (تفسیر النسفی، ص ۱۰۳۸، الزمر، تحت الآیۃ ۳۳، التفسیر الکبیر، الزمر، تحت الآیۃ ۳۳، ۹/۴۵۲)

(دوسری آیت) غار میں جاں نثاری:

اور پارہ ۱۰، ع ۱۱ میں ہے: ﴿ اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى ‌ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا ‌ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴾ (۱)

تمام **مفسرین کرام** رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اب اس آیت کریمہ کا مطلب ملاحظہ فرمائیں۔

خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے ﴿ اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ ﴾

یعنی اے **مسلمانو!** اگر تم لوگ میرے رسول کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں یعنی حضور سید عالم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اور

۱... (سورۃ التوبہ، پ ۱۰، آیت نمبر ۴۰)

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ غار میں تھے۔

﴿اِذْ یَقُوْلُ لِصٰحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ﴾ جب رسول اپنے یارِ غار حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرماتے تھے کہ غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

﴿فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَ اَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ تو اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر اپنا سکینہ اُتارا۔ یعنی ان کے دل کو اطمینان عطا فرمایا اور ایسی فوجوں سے اُن کی مدد فرمائی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا۔ اور وہ ملائکہ تھے جنہوں نے کفار کے رُخ پھیر دیئے یہاں تک کہ وہ لوگ آپ کو دیکھ ہی نہ سکے۔

﴿وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ﴾ اور کافروں کی بات نیچے کر دی۔ یعنی ان کی دعوت کفر و شرک کو پست کر دیا۔

﴿وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ﴾

اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

یعنی اس افضلُ الخلق بعدالرُّسُل
ثَانِیَ اثْنَیْن ہجرت پہ لاکھوں سلام

غار میں جاں اس پہ دے چکے:

اِس آیت کریمہ میں جو آقائے دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ﴿ **لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا** ﴾ یعنی غم مت کرو کہ **اللہ** ہمارے ساتھ ہے تو اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **اپنا غم** نہیں تھا بلکہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا **غم** تھا۔

آپ فرماتے تھے "**اِنْ اُقْتَلْ فَاَنَا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَاِنْ قُتِلْتَ هَلَكَتِ الْاُمَّةُ**"

یعنی اگر میں **قتل** کر دیا گیا تو صرف ایک فرد ہلاک ہو گا اور اے **اللہ** کے رسول**!** اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قتل کر دیئے گئے تو **پوری اُمت** ہلاک ہو جائے گی۔(۱)

مرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں رحمتِ عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے
تمہاری یاد کو کیسے نہ زندگی سمجھوں
یہی تو ایک سہارہ ہے زندگی کے لئے

---

۱ . . . (اللباب فی علوم الکتاب، التوبۃ، تحت الآیۃ ۴۰، ۱۰/۹۵)

آپ کی صحابیت کا انکار کفر ہے:

بہر حال یہ آیتِ کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تعریف و توصیف میں بالکل واضح ہے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صحابی ہونے پر نص قطعی ہے کہ خدائے عزوجل نے ﴿اِذْ یَقُوْلُ لِصٰحِبِهٖ﴾ فرمایا۔۔۔

اسی لیے حضرت **حسین بن فضل** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ **"مَنْ قَالَ اِنَّ اَبَابَکْرٍ لَمْ یَکُنْ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَھُوَ کَافِرٌ لِاِنْکَارِہٖ نَصَّ الْقُرْاٰن"**

یعنی جو شخص کہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابی نہیں تھے وہ **"نصِ قرآنی"** کا انکار کرنے کے سبب کافر ہے۔[1]

صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے
اور حفظِ جاں تو جان فروضِ غُرر کی ہے
ہاں! تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

۱... (اللباب فی علوم الکتاب، التوبۃ، تحت الآیۃ ۴۰، ۱۰/۹۵)

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(تیسری آیت) سب سے زیادہ مکرم:

اور تیسویں پارے سورۃ واللیل کی آیت کریمہ ہے ﴿وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ﴿۱۷﴾ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى ۚ﴿۱۸﴾﴾

یعنی اور جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا وہ شخص جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے جو کہ اپنا مال دیتا ہے خدائے تعالیٰ کے نزدیک **ستھرا** ہونے کے لئے، نہ کہ **دکھانے** اور **سنانے** یا ان کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کیلئے **خرچ** کرتا ہے۔[1]

یہ آیتِ مبارکہ بھی حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **فضیلت** میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد **نعیم الدین** صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان **تحریر** فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت **بلال** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بہت گراں قیمت پر خرید کر **آزاد** کر دیا تو کفار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ حضرت **صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایسا کیوں کیا...؟ شاید **بلال** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ان پر کوئی احسان ہو گا جو انہوں نے اتنی گراں

۱... (سورۃ اللیل، آیۃ ۱۷، ۱۸، پ ۳۰)

قیمت دے کر خرید ا اور آزاد کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرمادیا گیا کہ حضرت صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ **فعل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے** کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ہی ان پر حضرت **بلال** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ کا کوئی احسان ہے۔(۱)

اس آیتِ کریمہ میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ﴿**اَتْقٰی**﴾ یعنی سب سے **بڑا پرہیز گار** فرمایا گیا...

اور پ۲۶ ع۱۴ کی آیت مبارکہ ہے ﴿ **اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ** ﴾ یعنی بے شک اللہ کے یہاں تم میں سب سے زیادہ **مکرم** اور **عزت** **والا** وہ ہے جو سب سے **بڑا پرہیز گار** ہے۔(۲)

تو ان دونوں آیات کریمہ کے ملانے سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خدائے عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ **مکرم** اور **عزت** **والے** ہیں۔

---

۱ ... (خزائن العرفان، سورۃ الیل، تحت الایۃ ۱۹، پ ۳۰)

۲ ... (پ ۲۶، سورۃ الحجرات، الایۃ ۱۳)

مشق

(۱) **سوال:** اس امت کے سب سے **پہلے متقی** صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، مصنف علیۃ الرحمۃ نے اسے کس آیت مبارکہ سے ثابت کیا ہے۔۔۔؟

(۲) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **صحابیت کا انکار کفر** ہے، دلیل سے ثابت کیجئے۔۔۔؟

(۳) **سوال:** حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آزاد کرنے پر صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں کونسی آیت مبارکہ نازل ہوئی۔۔۔؟

(۴) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا **اللہ تعالیٰ** کی بارگاہ میں **تمام صحابہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم سے زیادہ **معزز و مکرم** ہونا کس طرح ثابت ہوتا ہے۔۔۔؟

صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور احادیث کریمہ

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت اور ان کی عظمت کے اظہار میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ چنانچہ

(۱) سب سے زیادہ نفع:

ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

"مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قُطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ" یعنی کسی شخص کے مال نے مجھ کو اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا فائدہ کہ ابو بکر کے مال نے پہنچایا ہے۔ (مشکوۃ شریف، ۵۵۵)[1]

(۲) یار غار بھی تو۔۔۔!

اور یہ حدیث شریف بھی ترمذی میں ہے کہ آقائے دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: **"اَنْتَ صَاحِبِیْ**

---

۱ . . . (مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، الفصل الثانی، الحدیث: ۶۰۲۶، ۲/۴۱۶)

فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْض "یعنی غارِ ثور میں تم میرے ساتھ رہے اور حوضِ کوثر پر بھی تم میرے ساتھ رہو گے۔ (۱)

(۳) جہنم سے آزادی کا پروانہ:

اور ترمذی شریف میں حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے مروی ہے کہ میرے والدِ گرامی حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

"اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ" یعنی تجھے اللّٰہ نے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ اسی روز سے میرے والدِ محترم کا نام عتیق پڑ گیا۔ (مشکوۃ شریف، ۵۵۵) (۲)

تو ہے آزاد سقر سے ترے بندے آزاد
ہے یہ سالک بھی ترا بندۂ بے زر صدیق

---

۱ . . . (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، فی مناقب ابی بکر وعمر کلیہما، الحدیث: ۳۶۹۰، ۳۷۸/۵)

۲ . . . (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، فی مناقب ابی بکر وعمر کلیہما، الحدیث: ۳۶۹۹، ۳۸۲/۵)

(۴) سب سے پہلے داخل جنت:

اور ابوداود شریف کی حدیث ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”**اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَابَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ**“ **یعنی اے ابو بکر سن لو میری اُمت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہوگے۔**[1]

(۵) آپ کی نیکیاں:

اور حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے روایت ہے کہ ایک چاندنی رات میں جب کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سرِ مبارک میری گود میں تھا میں نے عرض کیا: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کسی شخص کی **نیکیاں** اتنی بھی ہیں جتنی کہ آسمان پر ستارے ہیں...؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں، عمر کی نیکیاں اتنی ہیں۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے پوچھا: اور ابو بکر کی **نیکیوں** کا کیا حال ہے...؟ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عمر کی ساری عمر کی نیکیاں ابو بکر کی **ایک نیکی** کے برابر ہیں۔ (مشکوۃ شریف، ص ۵٦۰)[2] رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

١ . . . (سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، الحدیث: ۴٦۵۲، ۴/۲۸۰)

٢ . . . (مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب، الباب ۵، الفصل الثالث، الحدیث: ٦۰٦۸، ۳/۳۴۹)

(۶) آپ کی محبت واجب:

اور حضرت **انس** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **"حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ و شُکْرُہ وَاجِبٌ علیٰ کُلِّ اُمَّتِیْ"** **یعنی ابو بکر سے محبت کرنا اور ان کا شکر ادا کرنا میری پوری اُمت پر واجب ہے۔** (تاریخ الخلفاء، ص ۴۰) [1]

(۷) کیا میرے دوست کو چھوڑ دو گے:

اور حضرت **ابودرداء** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے اور سلام کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ باتیں ہو گئیں، پھر میں نے نادم ہو کر ان سے معذرت طلب کی لیکن انہوں نے معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ سن کر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین بار ارشاد فرمایا کہ **اے ابو بکر! اللّٰہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائے۔**

---

[1] ... (الریاض النضرۃ، ۱/۱۲۹) (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق، الاحادیث الواردۃ فی فضلہ، ص ۴۴)

تھوڑی دیر کے بعد حضرت **عمر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی **حضور** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں آگئے۔ ان کو دیکھتے ہی **حضور** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ اقدس کا رنگ بدل گیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رنجیدہ دیکھ کر حضرت **عمر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دو زانو بیٹھے اور عرض کیا کہ اے **اللہ** کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں ان سے زیادہ قصور وار ہوں تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **"اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقْتَ وَوَاسَانِیْ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْنَ لِیْ صَاحِبِیْ"** یعنی جب **اللہ** نے مجھے تمہاری جانب مبعوث فرمایا تو تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا مگر ابو بکر نے میری **تصدیق** کی اور اپنی جان و مال سے میری **غمخواری و مدد** کی تو کیا آج تم لوگ میرے ایسے دوست کو چھوڑ دو گے...؟ اور اس جملہ کو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو بار فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۳۷) [1]

(۸) میرے یار کا مرتبہ تم کیا جانو۔۔؟

اور حضرت **مقدام** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت **ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے حضرت **عقیل بن ابی طالب** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کچھ

---

١ . . . (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا، الحدیث: ۳۶۶۱، ۲/۵۱۹) (تاریخ الخلفاء، ابوبکر صدیق، الاحادیث الواردۃ فی فضلہ، ص ۴۱)

سخت کلامی کی مگر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قرابت داری کا خیال کرتے ہوئے حضرت عقیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کچھ نہیں کہا اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کیا۔ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پورا ماجرا سن کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجلس میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اَلَا تَدَعُوْنَ لِیْ صَاحِبِیْ مَاشَانُکُم وَ شَانُہ' فَوَاللہِ مَامِنْکُمْ رَجُلٌ اِلاَّ عَلٰی بَابِ بَیْتِہٖ ظُلْمَۃٌ اِلَّا بَابَ اَبِیْ بَکْرٍ فَاِنَّ عَلٰی بَابِہِ النُّوْرَ فَوَاللہِ لَقَدْ قُلْتُمْ کَذَبْتَ وَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقْتَ وَ اَمْسَکْتُمُ الاَمْوَالَ وَ جَادَلِیْ بِمَالِہٖ وَ خَذَلْتُمُوْنِیْ وَ وَاسَانِیْ وَ اتَّبَعَنِیْ''

یعنی اے لوگو...! سن لو! میرے دوست کو میرے لیے چھوڑ دو تمہاری حیثیت کیا ہے؟ اور ان کی حیثیت کیا ہے؟ تمہیں کچھ معلوم ہے؟ خدا کی قسم! تم لوگوں کے دروازوں پر اندھیرا ہے مگر ابو بکر کے دروازہ پر نور کی بارش ہو رہی ہے خدائے ذوالجلال کی قسم! تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور ابو بکر نے میری تصدیق کی تم لوگوں نے مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا ابو بکر نے میرے لیے اپنا مال خرچ کیا اور تم لوگوں نے میری مدد نہیں کی مگر ابو بکر نے میری غمخواری کی

اور میری اتباع کی۔(تاریخ الخلفاء، ص ۳۷)[1]

(۹) ایک دن اور رات کی نیکی:

اور مشکوۃ شریف، ص ۵۵۶ میں ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر کیا گیا تو وہ رونے لگے اور فرمایا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ظاہری زمانہ میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک دن رات میں جو عمل اور بہترین کام کیے ہیں کاش کہ میری پوری زندگی کا **عمل** ان کی ایک رات دن کے **عمل** کے برابر ہوتا۔

ان کی ایک **رات کا عمل** تو یہ ہے کہ جب وہ **رسول اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہجرت کی رات غارِ ثور پر پہنچے (جو تقریباً ڈھائی کلومیٹر بلند ہے) تو حضور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا: "**وَاللّٰہِ لَا تَدْخُلُہٗ حَتّٰی اَدْخُلَ قَبْلَکَ**" یعنی قسم خدا کی! آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غار میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے میں نہ داخل ہو جاؤں تاکہ اگر کوئی موذی چیز سانپ وغیرہ ہو تو اس سے تکلیف مجھی کو پہنچے اور آپ **محفوظ** رہیں۔

---

[1]... (تاریخ مدینۃ دمشق، حرف العین، ۱۱۰/۳۰) (تاریخ الخلفاء، ابوبکر صدیق، الاحادیث الواردۃ فی فضلہ، ص ۴۱)

پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غار کے اندر داخل ہوئے اور اس کو خوب صاف کیا اور جب غار کے اندر ان کو کچھ سوراخ نظر آئے تو ان کو اُنہوں نے اپنی لنگی میں سے کپڑا پھاڑ کر بھر دیا اور دو سوراخوں پر انہوں نے اپنی ایڑیاں لگا دیں اس کے بعد رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ اب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اندر تشریف لائیے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غار کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔

ابھی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آرام ہی فرما رہے تھے کہ اسی حالت میں حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاؤں میں سوراخ کے اندر سے سانپ نے کاٹ لیا مگر آپ نے حرکت نہیں کی اور اسی طرح بیٹھے رہے اس لیے کہ کہیں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھ نہ کھل جائے لیکن سانپ کے زہر کی انتہائی تکلیف کے سبب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے جو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ اقدس پر گرے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھ کھل گئی اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے دریافت فرمایا: **ابوبکر کیا ہوا...؟** "**قَالَ لُدِغْتُ فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ**" عرض کیا: اے اللّٰہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان ہوں مجھ کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔

حضور رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے ان کے زخم پر اپنا لعابِ دہن لگادیا تو فوراً ان کی تکلیف جاتی رہی** مگر عرصۂ دراز کے بعد سانپ کا وہی زہر پھر لوٹ آیا جو کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کا سبب بنا یعنی اسی زہر کی وجہ سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات ہوئی۔

اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے ایک دن کا بہترین عمل** یہ ہے کہ جب حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کے بعد عرب کے کچھ لوگ مرتد ہوگئے اور انہوں نے کہا کہ ہم زکوۃ نہیں دیں گے یعنی اس کی فرضیت کے منکر ہوگئے تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو اُونٹ کی رسی جو لوگوں پر واجب ہوگی اس کے دینے سے بھی انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے ان سے عرض کیا: "**یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَاَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِھِمْ**" یعنی لوگوں کے ساتھ اُلفت سے پیش آئیں اور نرمی سے کام لیجئے تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ تم ایام جاہلیت میں تو بڑے سخت اور غضبناک تھے کیا اسلام میں داخل ہو کر کمزور اور پست ہمت ہوگئے؟ "**اِنَّہٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ وَتَمَّ الدِّیْنُ اَیَنْقُصُ وَاَنَا حَیٌّ**"۔ یعنی وحی کا آنا بند ہوگیا ہے اور دین اسلام کامل ہو چکا ہے تو

کیا میری زندگی میں وہ کمزور وناقص ہو جائے گا...؟ **مطلب یہ ہے کہ میں دینِ اسلام کو اپنی زندگی میں کمزور وناقص ہرگز نہیں ہونے دوں گا اور جو لوگ زکوۃ دینے سے انکار کر رہے ہیں میں ان سے جہاد ضرور کروں گا۔**[1]

یار کے نام پہ مرنے والا سب کچھ صدقہ کرنے والا
ایڑی تو رکھ دی سانپ کے بل پر زہر کا اثر سہ لیا دل پر
منزلِ صدق و عشق کا رہبر یہ سب کچھ ہے خاطر دلبر

یہ چند حدیثیں ہم نے آپ کے سامنے **افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں پیش کی ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں اسی قسم کے مضمون کی حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تعریف و توصیف میں وارد ہوئی ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرکارِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک سارے صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھم میں سب سے زیادہ مقرب، سب سے زیادہ پیارے اور سب سے زیادہ فضیلت و عظمت والے حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ہیں اور حضور خاتم الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جانشینی کے سب سے پہلے مستحق وہی ہیں۔

رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا و عن سائر المسلمین

---

[1] ... (جامع الاصول فی احادیث الرسول، کتاب الفضائل، الباب الرابع، الفرع الثانی فی فضائل الرجال علی الانفراد، الحدیث: ۶۴۲۶، ۸/۴۵۸)

مشق

(۱) **سوال:** ابتدائی دو احادیث مبارکہ میں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کن اوصاف کا بیان ہے۔۔۔؟

(۲) **سوال:** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام 'عتیق' کب اور کیسے مشہور ہوا۔۔۔؟

(۳) **سوال:** "**اے ابو بکر! سن لو میری اُمت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہوگے**" اس حدیث کے اصل الفاظ مع حوالہ بیان کیجئے۔۔۔؟

(۴) **سوال:** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **نیکیوں کی شان** بیان کیجئے نیز امت کو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق کس قسم کا برتاؤ رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔۔۔؟

(۵) **سوال:** ساتویں اور آٹھویں حدیث مبارکہ میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کن اوصاف کا ذکر ہے۔۔۔؟

(۶) **سوال:** صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **ایک دن اور رات کی نیکی کی عظمت** حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبانی بیان کیجئے۔۔۔؟

آپ کا نام ونسب

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا **نام عبد اللہ** ہے اور ابو بکر سے جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مشہور ہیں **تو یہ** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **کنیت** ہے اور **صدیق و عتیق** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا **لقب** ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **والد کا نام** عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے۔ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **والدہ محترمہ کا نام** سلمٰی ہے جن کی کنیت اُم الخیر ہے۔ [1] (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا)

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا **سلسلۂ نسب** ساتویں پشت میں مرہ بن کعب پر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شجرۂ نسب سے مل جاتا ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **واقعہ فیل** کے تقریباً ڈھائی برس بعد مکہ شریف میں پیدا ہوئے [2]

سبھی علمائے اُمّت کے، امام و پیشوا ہیں آپ
بِلاشک پیشوائے اَصفیا صدّیقِ اکبر ہیں
خدائے پاک کی رحمت سے انسانوں میں ہر اک سے
فُزوں تر بعد از کل انبیاء صدّیقِ اکبر ہیں

---

١ . . . (اسد الغابة، باب العين، عبد الله بن عثمان ابوبكر الصديق، ٣/٣١٥) (سيرت حلبية، ١/٣٩٠)

٢ . . . (الاكمال فى اسماء الرجال، حرف الباء، فصل الصحابة، ص٥٨٧) (الاصابة، حرف العين المهملة، ٤/١٤٥)

عہدِ طفلی میں بُت شکنی:

زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی بُت پرستی نہیں کی ہے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمیشہ اِس کے خلاف رہے یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر شریف جب چند برس کی ہوئی تو اسی زمانہ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بت شکنی فرمائی جیسا کہ **اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی** عَلَیْہِ الرحمۃ و الرِضْوان اپنے رسالہ مبارکہ **"تنزیۃ المکانۃ الحیدریہ"** ص ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (کہ وہ بھی بعد میں صحابی ہوئے) زمانہ جاہلیت میں انہیں بت خانہ لے گئے اور بتوں کو دکھا کر ان سے کہا: **"ھٰذِہٖ اٰلِھَتُکَ الشُّمُّ الْعُلٰی فَاسْجُدْ لَھَا"** یعنی یہ تمہارے بلند و بالا خدا ہیں انہیں سجدہ کرو، وہ تو یہ کہہ کر باہر چلے گئے۔

سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قضائے مبرم کی طرح بت کے سامنے تشریف لائے اور بتوں اور بت پرستوں کا عجز ظاہر کرنے کے لیے ارشاد فرمایا: **"اِنِّیْ جَائِعٌ فَاَطْعِمْنِیْ"** میں بھوکا ہوں مجھے کھانے دے۔ وہ کچھ نہ بولا فرمایا **"اِنِّیْ عَارٍ فَاکْسِنِیْ"** یعنی میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا، وہ کچھ نہ بولا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر فرمایا: میں تجھ پر پتھر مارتا ہوں **"فَاِنْ**

کُنْتَ اِلٰھاً فَامْنَع نَفْسَکَ" اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا، وہ اب بھی نرا بت بنا رہا۔ آخر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بقوت صدیقی اس کو پتھر مارا تو وہ خدائے گمراہاں منہ کے بل گر پڑا۔ اسی وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد ماجد واپس آرہے تھے، یہ ماجرا دیکھ کر فرمایا کہ "اے میرے بچے تم نے یہ کیا کیا...؟" فرمایا: کہ "وہی کیا جو آپ دیکھ رہے ہیں" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد انہیں ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھا کے پاس (کہ وہ بھی صحابیہ ہوئیں) لے کر آئے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا اس بچے سے کچھ نہ کہو جس رات یہ پیدا ہوئے میرے پاس کوئی نہ تھا میں نے سُنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے۔

"یَا اَمَةَ اللّٰہِ عَلَی التَّحْقِیْقِ اَبْشِرِیْ بِالْوَلَدِ الْعَتِیْقِ اِسْمُهُ فِی السَّمَاءِ الصِّدِّیْقِ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَّ رَفِیْقٌ"

یعنی اے اللہ کی سچی باندی! تجھے خوش خبری ہو اس آزاد بچے کی جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے اور جو محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یار و رفیق ہے۔

رواہ القاضی ابو الحسین احمد بن محمد الزبیدی بسندہ

فی معالی القرش الی عوالی العرش

آپ عہدِ جاہلیت میں:

زمانۂ جاہلیت میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی برادری میں سب سے زیادہ مالدار تھے، **مروت واحسان کا مجسمہ تھے، قوم میں بہت معزز سمجھے جاتے تھے**، گم شدہ کی تلاش آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شیوہ رہا اور مہمانوں کی آپ خوب میز بانی فرماتے تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار رؤسائے قریش میں ہوتا تھا وہ لوگ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشورہ لیا کرتے تھے اور آپ سے بے انتہا محبت کرتے تھے، **آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **قریش کے ان گیارہ لوگوں میں سے ہیں جن کو ایامِ جاہلیت اور زمانۂ اسلام دونوں میں عزت و بزرگی حاصل رہی** کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عہدِ جاہلیت میں ''خون بہا'' اور جرمانے کے مقدمات کا فیصلہ کیا کرتے تھے جو اس زمانہ کا بہت بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا۔[1] (تاریخ الخلفاء)

کبھی شراب نہ پی:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عہدِ جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پی۔ ایک بار صحابہ کرام کے مجمع میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے دریافت کیا گیا کہ

---

١ . . . (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق، فصل فی مولدہ الخ، ص ٣١) (تاریخ مدینہ دمشق، حرف العین، الرقم: ٣٣٩٨، ٣٠/٣٣٥)

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے زمانہ جاہلیت میں شراب پی ہے ؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: خدا کی پناہ ! میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ لوگوں نے کہا: کیوں ؟ فرمایا : "کُنْتُ اَصُوْنُ عِرضِی وَاَحْفَظُ مُرُوَّتِی" یعنی میں اپنی عزت وآبرو کو بچاتا تھا اور مروت کی حفاظت کرتا تھا اسلئے جو شخص شراب پیتا ہے اسکی عزت و ناموس اور مروت جاتی رہتی ہے۔ جب اس بات کی خبر حضور رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پہنچی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو بار فرمایا: ابو بکر نے سچ کہا، ابو بکر نے سچ کہا۔[1] رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

آپ کا حلیہ

ایک شخص نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھا سے عرض کیا کہ آپ ہم سے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سراپا اور حلیہ بیان فرمائیں تو حضرت صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھا نے فرمایا کہ آپ کا رنگ سفید تھا، بدن اکہرا تھا، دونوں رُخسار اندر کو دبے ہوئے تھے، پیٹ اتنا بڑا تھا کہ آپ کی لنگی اکثر نیچے کھسک جایا کرتی تھی۔ پیشانی پر ہمیشہ پسینہ رہتا تھا، چہرہ پر زیادہ گوشت نہیں تھا، ہمیشہ نظریں نیچے رکھتے تھے، پیشانی بلند تھی، انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں یعنی گھائیاں کھلی

---

1 . . . (تاریخ الخلفاء، ابوبکر صدیق، فصل فی مولده، ص ٣٠) (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، فضل الصدیق، الحدیث: ٣٥٥٩٣، ٢/ ٢٢٠، الجزء ١٢)

رہتی تھیں، حنااور کتم کا خضاب لگاتے تھے۔

.... حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علاوہ کسی کے بال سیاہ وسفید ملے ہوئے کھچڑی نہیں تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کھچڑی بالوں پر حنا یعنی مہندی اور کتم کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ (۱)

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں یہ جو بیان کیا گیا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کتم کا خضاب لگاتے تھے۔ اِس سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق سیاہ خضاب کا گمان کرنا یا اِس سے نیل اور حنا ملے ہوئے کو مطلقاً جائز سمجھ لینا محض غلطی ہے۔ تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی عَلَیْہِ الرحمۃُ و الرِضْوان کے رسالہ مبارکہ **"حک العیب فی حرمۃ تسوید الشیب"** کا مطالعہ کریں۔

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق، فصل فی صفتہ، ص ۲۵) (الطبقات الکبری، ومن بنی تمیم۔۔۔الخ، ذکر صفۃ ابی بکر، ۳/۱۴۰) (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الحدیث: ۳۹۱۹، ۲/۵۹۹)

مشق

(۱) سوال: صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام، کنیت، لقب اور حسب و نسب بیان کیجئے، نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نسب کتنے واسطوں سے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نسب سے شرف پاتا ہے۔۔۔؟

(۲) سوال: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیدائش کب ہوئی نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والدین کا نام بیان کیجئے۔۔۔؟

(۳) سوال: عہدِ طفلی میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بت شکنی کا واقعہ مفصل بیان کیجئے نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ نے اسے سنکر کیا کہا۔۔۔؟

(۴) سوال: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی شراب نہ پی، پوچھنے پر اسکا سبب کیا بیان کیا۔۔۔؟

(۵) سوال: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حلیہ تفصیلی بیان کیجئے نیز سیاہ خضاب کے متعلق مصنف علیہ الرحمہ کا موقف کیا ہے۔۔۔؟

آپ کا قبولِ اسلام

سب سے پہلے قبول اسلام:

بہت سے صحابہ کرام وتابعین عظام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے **حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **ہیں۔**

امام شعبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھما سے پوچھا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والا کون ہے...؟ توانہوں نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ثبوت میں حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وہ اشعار پڑھے جو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تعریف و توصیف میں ہیں اور ان میں سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام لانے کا ذکر ہے۔[1]

......اور ابن عساکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: "**اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَکْر**" یعنی سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام لائے۔[2]

......اور ابنِ سعد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے صحابیٔ رسول حضرت

---

١ . . . (المعجم الكبير، الحديث: ١٢٥٦٢، ١٢/ ٧١)

٢ . . . (تاريخ الخلفاء، ابوبكر الصديق، فصل في اسلامه، ص ٣٣)

ابوارْوی دوسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا: "اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ اَبُو بَکْرٍ" یعنی سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ (۱)

یہاں تک کہ حضرت میمون بن مہران رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جب دریافت کیا گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پہلے مسلمان ہوئے یا حضرت علی (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ)؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: "وَاللہِ لَقَدْ اٰمَنَ اَبُو بَکْرٍ بِالنَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم زَمَانَ بَحِیْرَاءِ الرَّاھِبِ" یعنی قسم ہے خدائے عزوجل کی! کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بحیریٰ راہب ہی کے زمانہ میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لاچکے تھے جب کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ (۲) (تاریخ الخلفاء، ص ۲۳)

بلا تردد اسلام قبول کرنا:

اور محمد بن اسحٰق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبد الرحمٰن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بیان کیا کہ رسولِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

۱ . . . (الطبقات الکبری، ومن بنی تمیم۔۔۔الخ، ذکر صفۃ ابی بکر، ۳/۱۲۸)

۲ . . . (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق، فصل فی اسلامہ، ص ۲۶) (حلیۃ الاولیاء، ۴۸۷۷، میمون بن مہران، ۴/۹۵)

نے بیان فرمایا کہ جب میں نے کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی تو اس کو تردد ہوا علاوہ ابو بکر کہ جب میں نے ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے بغیر تردد کے اسلام قبول کر لیا۔(۱)

......امام بیہقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ **حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے سابق الاسلام ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نبوت و رسالت کی نشانیاں قبل از اسلام ہی معلوم کر چکے تھے اس لیے جب ان کو اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔**(۲)

......بعض محدثین یوں فرماتے ہیں کہ **اعلان نبوت کے قبل ہی سے حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **حضور** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کے دوست تھے** اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاق کی عمدگی، عادات کی پاکیزگی اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سچائی و دیانت داری پر یقینِ کامل رکھتے تھے تو جب سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے فوراً قبول کر لیا۔ اس لیے کہ جو شخص زندگی کے عام حالات میں جھوٹ نہیں بولتا اور نہ

۱... (تاریخ مدینۃ دمشق، عبداللہ ویقال عتیق، ۴۴/۳۰)

۲... (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق، فصل فی اسلامہ، ص ۲۷)

غلط بات کہتا ہے تو بھلا وہ خدائے ذوالجلال کے بارے میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے کہ اس نے مجھے رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے اسی بنیاد پر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فوراً بلا تامل مسلمان ہو گئے۔[1]

ان تمام شواہد سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر نے رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تمام صحابہ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے اسی لیے بعض حضرات نے یہاں تک دعویٰ کیا ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سب سے پہلے مسلمان ہونے پر اجماع ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایمان لائے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

تطبیق اقوال:

ان تمام اقوال میں ہمارے امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس طرح تطبیق فرمائی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا

---

[1] . . . (البدایۃ والنہایۃ، ذکر اول من اسلم، ۲/۳۶۵)

اور لڑکوں میں سب سے پہلے **حضرت علی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایمان لائے۔ (1)

آپ کا کمالِ ایمان

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایمان سارے صحابہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سب سے زیادہ کامل تھا۔ جس کا ثبوت بہت سے واقعات سے ملتا ہے۔

...... حدیبیہ میں جن شرطوں پر صلح ہوئی ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مکہ کے مسلمانوں یا کافروں میں سے اگر کوئی شخص مدینہ چلا جائے تو وہ واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ چلا آئے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا ابھی صلح نامہ پر طرفین کے دستخط نہیں ہوئے تھے کہ ابو جندل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جو مسلمان ہو چکے تھے مکہ معظمہ سے گرتے پڑتے اور اپنی بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کے درمیان آ گئے۔

سہیل بن عمر جو ابو جندل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا باپ تھا اور کفارِ مکہ کی طرف سے صلح کی گفتگو کرنے کے لیے حدیبیہ آیا ہوا تھا جب اس نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو کہا کہ ابو جندل کو آپ میری طرف واپس کر دیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ابھی تو صلح نامہ پر فریقین کے دستخط ہی نہیں ہوئے ہیں لہذا یہ معاہدہ

---

1 . . . (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق، فصل فی اسلامہ، ص ۲۶) (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، ۵/۴۱۱)

تمہارے اور ہمارے دستخط ہو جانے کے بعد ہی نافذ ہوگا۔ اس نے کہا: تو جائیں ہم آپ سے صلح نہیں کریں گے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے سہیل! ابو جندل کو میرے پاس رہنے کی تم اپنی طرف سے اجازت دے دو اس نے کہا میں اس بات کی ہر گز اجازت نہیں دے سکتا۔

جب حضرت ابو جندل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دیکھا کہ اب میں پھر مکہ لوٹا دیا جاؤں گا تو انہوں نے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے فریاد کی اور کہا: اے مسلمانو! دیکھو میں کافروں کی طرف لوٹایا جارہا ہوں حالانکہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور آپ لوگوں کے پاس آگیا ہوں اور حضرت ابو جندل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بدن پر کافروں کی مار کے جو نشانات تھے، آپ مسلمانوں کو وہ نشانات دِکھادِکھا کر رونے لگے تو مسلمانوں کو بڑا جوش پیدا ہوا یہاں تک کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اللہ کے محبوب دانائے خفایا وغیوب جناب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پہنچ گئے اور عرض کیا: ''کیا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ کے سچے رسول نہیں ہیں؟''

ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں؟'' یعنی ہاں میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔ پھر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں؟'' حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیوں نہیں؟ یعنی بے شک ہم حق پر ہیں اور کفار باطل پر ہیں۔ اس جواب پر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: تو

پھر ہم دین کے معاملہ میں دب کر کیوں صلح کریں؟ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے عمر! بے شک میں **اللہ** کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہوں ، میں اس کی نافرمانی کبھی نہیں کرسکتا اور میرا مددگار وہی ہے۔

پھر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: کیا آپ یہ نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہم بیت **اللہ** شریف کا طواف کریں گے؟ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ٹھیک ہے مگر ہم نے یہ کب کہا تھا کہ اسی سال طواف کریں گے'' حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا کہ ''ہاں یہ صحیح ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِسی سال کے لیے نہیں فرمایا تھا۔''

پھر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس گئے اور ان سے بھی اِسی قسم کی گفتگو کی تو حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اِلْزَمْ غَرْزَہ'' یعنی ان کی رکاب تھامے رہو اور ان کے دامن سے لگے رہو بے شک وہ **اللہ** کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور **اللہ** ان کا معاون اور مددگار ہے۔ **حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے اِس جواب سے حضرت عمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔**

حدیبیہ میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جس طرح صلح فرمائی اس سے مسلمانوں کی ناگواری اور رنج و غم کا یہ عالم رہا کہ تکمیلِ معاہدہ کے بعد تین بار حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اُٹھو قربانی کرو اور سر منڈا کر احرام

کھول دو مگر کوئی اُٹھنے کو تیار نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جوش میں آکر حضور سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایسی گفتگو کی کہ جس پر وہ زندگی بھر افسوس کرتے رہے اور معافی کے لیے بہت سی نیکیاں کرتے رہے مگر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جو جواب دیا وہ ایمان افروز جواب بتا رہا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی جگہ پر بالکل مطمئن تھے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** کے رسول ہیں وہ جو کچھ کر رہے ہیں سب حق ہے۔ ہر حال میں **اللہ تعالٰی** ان کی مدد فرمائے گا۔ [1]

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کی رسالت و نبوت پر حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کا ایمان سارے صحابہ میں سب سے زیادہ کامل و اکمل تھا جس نے حضرت عمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے جوش کو بھی ٹھنڈا کر دیا۔**

معراج کی بلا تأمل تصدیق:

شبِ معراج کی صبح بہت سے مشرکین ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو کچھ خبر ہے؟ آپ کے دوست محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کہہ

۱... (صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد، الحدیث: ۲۷۳۱، ۲/۲۲۶)

رہے ہیں کہ انہیں رات کو بیت المقدس اور آسمان وغیرہ کی سیر کرائی گئی ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا کیا واقعی وہ ایسا فرما رہے ہیں...؟ ان لوگوں نے کہا ہاں وہ ایسا ہی کہہ رہے ہیں تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: **"اِنِّی لَاُصَدِّقُہ بِاَبْعَدَ مِنْ ذٰلِک"** یعنی اگر وہ اس سے بھی زیادہ بعید از قیاس اور حیرت انگیز خبر دیں گے تو بے شک میں اس کی بھی تصدیق کروں گا۔[1]

میں قتل کر دیتا:

غزوۂ بدر میں آپ کے صاحبزادے حضرت عبد الرحمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کفار مکہ کے ساتھ تھے۔ اِسلام قبول کرنے کے بعد اُنہوں نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا کہ آپ جنگِ بدر میں کئی بار میری زد میں آئے لیکن میں نے آپ سے صرفِ نظر کی اور آپ کو قتل نہیں کیا۔ اس کے جواب میں صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: **"لَوْ اَھْدَفْتَ لِیْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْکَ"** یعنی اے عبد الرحمن! کان کھول کر سن لو کہ اگر تم میری زد میں آجاتے تو میں صرفِ نظر نہ کرتا بلکہ تم کو قتل کر کے موت کے گھاٹ اُتار دیتا۔[2]

اِن واقعات سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر

۱... (المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر الاختلاف فی امر الخلافۃ، الحدیث: ۴۵۱۵، ۲۵/۴)

۲... (المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب المغازی، باب ھذا ما حفظ ابوبکر...، الحدیث: ۵۴، ۴۹۴/۸)

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایمان سارے صحابہ میں سب سے زیادہ کامل تھا بلکہ درجہ کمال کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔[۱]

سب سے کامل ایمان:

یہاں تک کہ امام بیہقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے **'شعب الایمان'** میں حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ **پوری زمین کے مسلمانوں کا ایمان اور حضرت ابو بکر صدیق کا ایمان اگر وزن کیا جائے تو حضرت صدیق اکبر کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔**

(تاریخ الخلفاء، ص ۴۰)[۲]

---

۱ ... نوٹ: مذکورہ واقعہ ہمیں کتبِ احادیث میں غزوۂ بدر کے متعلق نہیں ملا بلکہ ابن ابی شیبۃ، کنز العمال، جامع الاحادیث وغیرہ میں یہ واقعہ غزوۂ احد کے متعلق نقل ہے۔

۲ ... (تاریخ الخلفاء ص ۴۰) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۰۹، ۶/۲۲۲، الجزء ۱۲)

مشق

(۱) سوال: اوّلاً اسلام کون لایا......؟اس کے متعلق کس کا کیا موقف ہے، تفصیل کے ساتھ ذکر فرمائیں......؟

(۲) سوال: صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب اسلام پیش کیا گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بلا تردد ایمان لے آئے،اس کا سبب بیان کیجئے......؟

(۳) سوال: اوّلاً اسلام لانے کے متعلق جو مختلف اقوال ہیں ، ہمارے امام اعظم علیہ رحمۃ اللہِ الاکرم سے ان کے درمیان کس طرح کی تطبیق منقول ہے......؟

(۴) سوال: صلح حدیبیہ کا واقعہ تفصیل سے ذکر کیجئے نیز یہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کمالِ ایمان پر کس طرح دلالت کرتا ہے......؟

(۵) سوال: واقعہ معراج سننے پر صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کیا جواب دیا......؟

(۶) سوال: صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے سے کس موقع پر کہا کہ میں تمہیں قتل کر دیتا......؟

(۷) سوال: صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایمان کی شان بیان کیجئے......؟

آپ کی شجاعت

سب سے زیادہ بہادر کون:

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سارے صحابہ میں سب سے زیادہ شجاع اور بہادر بھی تھے۔

علامہ بزار رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے ...؟ ان لوگوں نے کہا کہ سب سے زیادہ بہادر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں تو ہمیشہ اپنے جوڑ سے لڑتا ہوں پھر کیسے میں سب سے بہادر ہوا۔ تم لوگ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حضرت ہم کو نہیں معلوم ہے، آپ ہی بتائیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ سنو! جنگ بدر میں ہم لوگوں نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے ایک عریش یعنی جھونپڑا بنایا تھا تاکہ گرد و غبار اور سورج کی دھوپ سے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم محفوظ رہیں تو ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کون رہے گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی حملہ کر دے "فَوَاللہِ مَادَنَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَبُوْبَکْر" یعنی تو خدا کی قسم: اس کام کے

لئے سوائے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کوئی آگے نہیں بڑھا آپ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کھڑے ہو گئے پھر کسی دشمن کو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہو سکی اور اگر کسی نے جرأت بھی کی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس پر ٹوٹ پڑے اس لیے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سب سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے۔[1] (تاریخ الخلفاء، ۲۵)

حضرت علی کے نزدیک بہادر:

اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک بار کا واقعہ ہے کہ کافروں نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ خدا ایک ہے۔

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: تو قسم خدا کی! اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علاوہ کوئی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب نہیں گیا۔ آپ آگے بڑھے اور کافروں کو مارا اور انہیں دھکے دے دے کر

---

١ . . . (تاریخ الخلفاء، ابوبکر صدیق، شجاعتہ، ص ۲۸) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۸۵، ۶/ ۲۳۴، الجزء: ۱۲)

ہٹایا اور فرمایا: تم پر افسوس ہے کہ تم لوگ ایسی ذات کو تکلیف پہنچا رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار صرف اللّٰہ ہے اور حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ لوگ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے مگر حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر فرماتے تھے اس لیے آپ سب سے زیادہ بہادر تھے۔ [1] (تاریخ الخلفاء، ۲۵)

جان دی ، دی ہوئی اُسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

غزوہ احد میں شجاعت:

اور علامہ ہیثم اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خود فرمایا کہ "**لَمَّا کَانَ یَوْمُ اُحُدٍ اِنْصَرَفَ النَّاسُ کُلُّھُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَاءَ**" یعنی جنگ اُحد کے دن سب لوگ رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تنہا چھوڑ کر اِدھر اُدھر ہو گئے تو سب سے پہلے میں نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس پہنچ کر ان

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، ابوبکر صدیق، شجاعته، ص ۲۸) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث: ۳۵۶۸۵، ۶/ ۲۳۴، الجزء: ۱۲)

کی حفاظت کی۔ [1] (تاریخ الخلفاء)

ان شواہد سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سارے صحابہ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سب سے زیادہ شجاع اور بہادر بھی تھے۔

آپ کی سخاوت

حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللہ** کے راستے میں خرچ کرنے اور سخاوت کرنے کے بارے میں بھی سارے صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہم پر فوقیت رکھتے تھے۔

حدیث شریف کی دو مشہور کتابوں **ترمذی** اور **ابوداود** میں ہے حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک روز ہم لوگوں کو **اللہ** کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنے کا حکم دیا اور حسنِ اتفاق سے اس موقع پر میرے پاس کافی مال تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر حضرت ابو بکر سے آگے بڑھ جانا کسی دن میرے لیے ممکن ہو گا تو وہ آج کا دن ہو گا، میں کافی مال خرچ کر کے آج ان سے سبقت لے جاؤں گا۔

---

[1] ... (تاریخ الخلفاء، ابوبکر صدیق، شجاعتہ، ص ٢٨) (مسند البزار، مسند ابی بکر، ماروت عائشہ عن ابی بکر، الحدیث: ٦٣، ١/١٣٢)

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں، تو میں آدھا مال لے کر خدمت میں حاضر ہوا۔ تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے دریافت فرمایا: "مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ" یعنی اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کتنا چھوڑا...؟ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آدھا مال ان کے لیے چھوڑ دیا ہے۔

پھر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **جو کچھ ان کے پاس تھا سب لے آئے۔** رسولِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے پوچھا: "**ما ابقیت لِاَھْلِکَ**" یعنی اے ابو بکر! اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ "**فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللہَ وَرَسُوْلَہ**" یعنی حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا کہ ان کے لیے **اللہ** و رسول کو چھوڑ آیا ہوں مطلب یہ ہے کہ میرے اور میرے اہل وعیال کے لیے **اللہ** اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافی ہیں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں "**قُلْتُ لَا اَسْبِقُہ اِلٰی شَیْئٍ اَبَداً**" یعنی میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی چیز میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

پر میں کبھی سبقت نہیں لے جاسکوں گا۔[1] (مشکوۃ شریف، ص٥٥٦)

سارامال راہِ خدا میں:

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے روایت ہے کہ جس روز میرے والد بزرگوار حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام سے مشرف ہوئے، اس روز آپ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تھے اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس ہزار درہم تھے۔ **آپ نے یہ سارامال رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کے حکم پر خرچ کردیا۔**[2]

.... حضرت ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایمان لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے اور جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ طیبہ ہجرت کرکے آئے تو اس مال میں سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس صرف پانچ ہزار باقی رہ گئے تھے۔ **مکہ معظمہ میں آپ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے ٣٥ہزار درہم مسلمان غلاموں کے آزاد کرانے اور اسلام کی مدد میں خرچ کرڈالا تھا۔**[3]

---

١ . . . (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر، الحديث: ٦٠٣٠، ٢/٢١٦) (سنن الترمذی، كتاب المناقب عن رسول الله، فی مناقب ابی بکر وعمر كليهما، الحديث: ٣٦٩٥، ٥/٣٨٠)

٢ . . . (فیض القدیر شرح جامع صغیر، حرف الراء، الحدیث: ٤٤١٢، ٤/٢٤)

٣ . . . (تاریخ مدینة دمشق، عبدالله ویقال عتیق، ٣٠/٦٨)

خرچ کرنے پر قرآن کی بشارت:

حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے راہِ خدا عزوجل میں چالیس ہزار دینار خرچ کیے دس ہزار رات میں، دس ہزار دن میں، دس ہزار چھپا کر اور دس ہزار علانیہ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوٰلَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾

یعنی جو لوگ اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپا کر اور علانیہ تو اِن کے لیے اِن کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور نہ ان کو کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ لوگ غمگین ہوں گے۔ (پ۳،ع٦)[1]

ابو بکر کے احسان کا بدلہ:

ترمذی شریف میں ہے رسولِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جس کسی نے بھی میرے ساتھ احسان کیا تھا میں نے ہر ایک کا احسان اتار دیا علاوہ

---

١ . . . (خزائن العرفان، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۷۴، پ ۳)

ابو بکر کے احسان کے، انہوں نے میرے ساتھ ایسا احسان کیا ہے جس کا بدلہ قیامت کے دن ان کو خدائے تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا۔

” وَ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِی مَالُ اَبِیْ بَکر “ یعنی اور ہر گز کسی کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا ہے جتنا فائدہ کہ ابو بکر کے مال نے پہنچایا ہے۔[1] (مشکوۃ شریف، ص ۵۵۵)

شاعر نے اِس جذبۂ جاں نثاری کو یوں نَظْم کیا ہے:

اِتنے میں وہ رفیقِ نُبُوَّت بھی آگیا — جس سے بِنائے عشق و محبت ہے اُستُوار

لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وَفا سَرِشت — ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اِعتبار

بولے حُضور، چاہیے فکرِ عیال بھی — کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار

اے تجھ سے دِیدۂ مہ وانجم فَروغ گیر — اے تیری ذات باعثِ تکوینِ رُوزگار

پروانے کو چَراغ تو بُلبل کو پھول بس

صدّیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

---

[1] . . . (مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، مناقب ابی بکر، الحدیث: ۶۰۲۶، ۲/۴۱۶)

مشق

(۱) **سوال:** حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک سب سے زیادہ شجاع کون تھا، تفصیل کے ساتھ ذکر کیجئے......؟

(۲) **سوال:** 'عتیقٌ مِّنَ النَّار' کی خوشخبری پانے والے صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جنگ اُحد میں کس طرح شجاعت کے جوہر دکھائے......؟

(۳) **سوال:** ''میں صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر کبھی سبقت نہیں لے جاسکتا'' یہ کس کا قول ہے نیز انھوں نے یہ کب فرمایا......؟

(۴) **سوال:** ایمان لانے کے وقت سے ہجرت کے وقت تک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کتنے روپے راہِ خدا میں خرچ کئے نیز اس موقع پر کونسی آیت مبارکہ نازل ہوئی......؟

روحانی علاج

......ھُوَاللّٰہُ الرَّحِیْم ۔ جو ہر نماز کے بعد 7 بار پڑھ لیا کرے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیطان کے شر سے بچا رہے گا اور اُس کا ایمان پر خاتمہ ہوگا۔

......یَامَلِکُ ۔ 90 بار جو غریب و نادار روزانہ پڑھا کرے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ غربت سے نجات پا کر مالدار ہو۔ **(ہر ورد کے اول و آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)** (فیضان سنت، ج۱، ص ۱۶۸ تا ۱۷۰ ملتقطاً)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

یہ اک جان کیا ہے...:

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بہت چاہتے تھے اور ان سے بے انتہا محبت فرماتے تھے۔ شروع زمانہ اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ حتی الامکان اپنے اسلام کو چھپائے رکھتا تھا اور سرکار اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی چھپانے کی تلقین فرماتے تھے تاکہ کافروں سے اذیت نہ پہنچے۔

جب مسلمانوں کی تعداد تقریباً چالیس ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے درخواست کی کہ اب اسلام کی تبلیغ کھلم کھلا اور علی الاعلان کی جائے۔ پہلے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انکار فرمایا لیکن جب صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بہت اصرار کیا تو آپ نے قبول فرما لیا اور سب لوگوں کو ساتھ لے کر مسجدِ حرام میں تشریف لے گئے۔ **حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے خطبہ شروع فرمایا اور یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا۔** حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی روز اسلام لائے۔ خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی عظمت وشرافت مکہ معظمہ میں مسلم تھی اس کے باوجود آپ کو اس قدر مارا کہ پورا چہرہ اور کان و ناک سب لہولہان ہوگئے اور خون سے بھر گئے اور ہر طرح سے آپ کو بہت مارا یہاں تک کہ بے ہوش ہوگئے۔**

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبیلہ بنو تمیم کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ آپ کو وہاں سے اٹھا کر لائے اور کسی کو بھی یہ امید نہیں تھی کہ مشرکین کی اس مار کے بعد آپ زندہ بچ سکیں گے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبیلہ کے لوگ مسجدِ کعبہ میں آئے اور اعلان کیا کہ اگر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس حادثہ میں انتقال کر گئے تو ہم ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے کہ اس نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مارنے میں بہت زیادہ حصہ لیا تھا۔

شام تک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے تو سب سے پہلا لفظ یہ تھا کہ حضور** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کا کیا حال ہے...؟** لوگوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بہت ملامت کی کہ انہی کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی اور دن بھر بے ہوش رہنے کے بعد بات کی تو سب سے پہلے انہی کا نام لیا۔ اور سب سے پہلے ان کا نام کیوں نہ لیں کہ ان کے خون کے ایک ایک قطرہ میں سرکارِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت موجزن تھی۔ کچھ

لوگ بد دلی کے سبب اور بعض لوگ اس خیال سے اٹھ کر چلے گئے کہ جب بولنے لگے ہیں تو اب آپ کی جان بچ جائے گی۔ جاتے ہوئے لوگ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا (کہ بعد میں وہ بھی مسلمان ہوئیں) ان سے کہہ گئے کہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کھانے پینے کے لیے کسی چیز کا انتظام کر دیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے کے لیے بہت کہا مگر عاشق صادق حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وہی ایک صدا تھی کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کیا حال ہے اور ان پر کیا گزری؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ نے فرمایا کہ مجھے کچھ نہیں معلوم کہ ان کا کیا حال ہے؟

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بہن اُم جمیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے پاس جا کر دریافت کرو کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کیا حال ہے؟ وہ اپنے صاحبزادے کی اس بے تابانہ درخواست کو پوری کرنے کے لیے دوڑی ہوئی اُم جمیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے پاس گئیں اور سیدنا محمد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حال دریافت کیا۔ وہ بھی اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ انہوں نے ٹال دیا، کوئی واضح جواب نہیں دیا اور کہا: اگر تم کہو تو میں چل کر تمہارے بیٹے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھوں کہ ان کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں چلو۔ حضرت ام جمیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا ان کے گھر گئیں اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حالت دیکھ کر برداشت

نہ کر سکیں بے تحاشا رونے لگیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے پوچھا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کیا حال ہے؟ حضرت اُمِّ جمیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے آپ کی والدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سن رہی ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ ان سے نہ ڈرو۔ تو اُم جمیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے کہا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بخیر وعافیت ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریافت فرمایا کہ اس وقت کہاں ہیں...؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ارقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔

فرمایا: قسم ہے خدا ذوالجلال کی کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں گا جب تک کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نہیں کر لوں گا۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ محترمہ تو بہت زیادہ بے قرار تھیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کچھ کھا پی لیں مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قسم کھالی کہ جب تک حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نہیں کر لوں گا کچھ نہیں کھاؤں گا۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ نے لوگوں کی آمد ورفت کے بند ہو جانے کا انتظار کیا تا کہ ایسا نہ ہو کوئی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھ کر پھر اذیت پہنچا دے۔

جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا اور لوگوں کی آمد ورفت بند ہو گئی تو

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان کی والدہ محترمہ لے کر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حضرت ارقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر پہنچیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **حضور** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **سے لپٹ گئے اور حضور** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **بھی اپنے عاشق صادق سے لپٹ کر روئے اور حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی حالت دیکھ کر سب رونے لگے۔**[1] (تاریخ الخلفاء وغیرہ)

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ آقائے دوعالم نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غایت درجہ محبت تھی اور کیوں نہ ہو۔

محمد ہے متاعِ عالم ایجاد سے پیارا   **پدر مادر برادر جان و مال اولاد سے پیارا**

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے   **اسی میں ہو گر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے**

لشکر اسامہ کو نہیں لوٹا سکتا:

اور حضرت صدر الافاضل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جیشِ اُسامہ کی تنفیذ کی جس کو

---

[1] ...(تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق، فصل فی شجاعتہ الخ، ص ۳۸)

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے عہدِ مبارک کے آخر میں شام کی طرف روانہ فرمایا تھا۔

ابھی یہ لشکر تھوڑی ہی دور پہنچا تھا اور مدینہ طیبہ کے قریب مقام ذی خشب ہی میں تھا کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس عالم سے پردہ فرمایا۔ یہ خبر سن کر اطرافِ مدینہ کے عرب اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہوگئے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے مجتمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر زور دیا کہ آپ اس لشکر کو واپس بلالیں اس وقت اس لشکر کا روانہ کرنا کسی طرح مصلحت نہیں۔ مدینہ کے گرد تو عرب کے طوائف کثیرہ مرتد ہوگئے اور لشکر شام کو بھیج دیا جائے؟ اسلام کے لیے یہ نازک ترین وقت تھا حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات سے کفار کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور ان کی مردہ ہمتوں میں جان پڑگئی تھی۔ منافقین سمجھتے تھے کہ اب کھیل کھیلنے کا وقت آگیا ہے۔ ضعیف الایمان دین سے پھر گئے۔ مسلمان ایک ایسے صدمہ میں شکستہ دل اور بے تاب وتواں ہورہے ہیں جس کا مثل دنیا کی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا۔ ان کے دل گھائل ہیں اور آنکھوں سے اشک جاری ہیں۔ کھانا پینا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ زندگی ایک ناگوار مصیبت نظر آتی ہے۔ اس وقت حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جانشین کو نظم قائم کرنا، دین کا سنبھالنا، مسلمانوں کی حفاظت کرنا، ارتداد کے سیلاب کو روکنا کس قدر دشوار تھا۔ باوجود اس کے رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

روانہ کیے ہوئے لشکر کو واپس کرنا اور مرضی مبارک کے خلاف جرأت کرنا صدیق سراپا صدق کا رابطۂ نیاز مندی گوارا نہ کرتا تھا اور اس کو وہ ہر مشکل سے سخت تر سمجھتے تھے۔ اس پر صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا اصرار کہ لشکر واپس بلا لیا جائے اور خود حضرت اُسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لوٹ کر آنا اور حضرت صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کرنا کہ قبائل عرب آمادۂ جنگ اور درپئے تخریبِ اسلام ہیں اور کار آزما بہادر میرے لشکر میں ہیں۔ انہیں اس وقت روم بھیجنا اور ملک کو ایسے دلاور مردان جنگ سے خالی کر دینا کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ یہ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے اور مشکلات تھیں۔

صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے اعتراف کیا ہے کہ اس وقت اگر حضرت صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جگہ دوسرا ہوتا تو ہرگز مستقل نہ رہتا اور مصائب و افکار کا یہ ہجوم اور اپنی جماعت کی پریشان حالت اسے مبہوت کر ڈالتی۔ مگر اللہ اکبر! حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پائے ثبات کو ذرہ بھر لغزش نہ ہوئی اور ان کے استقلال میں بالکل فرق نہ آیا۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ اگر پرند میری بوٹیاں نوچ کر کھائیں تو مجھے یہ گوارا ہے مگر حضور انور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مرضیٔ مبارک میں اپنی رائے کو دخل دینا اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روانہ کیے ہوئے لشکر کو واپس کرنا گوارا نہیں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایسی حالت میں آپ

نے لشکر کو روانہ فرمادیا۔

اس سے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیرت انگیز شجاعت و لیاقت اور کمالِ دلیری و جواں مردی کے علاوہ ان کے توکل صادق کا بھی پتا چلتا ہے۔ اور دشمن بھی انصافاً یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ خدائے تعالٰی نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد خلافت و جانشینی کی اعلٰی قابلیت واہلیت حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عطا فرمائی تھی۔

اب یہ لشکر روانہ ہوا اور جو قبائل مرتد ہونے کے لیے تیار تھے اور یہ سمجھ چکے تھے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اسلام کا شیرازہ ضرور درہم برہم ہو جائے گا اور اس کی سطوت و شوکت باقی نہ رہے گی۔ انہوں نے دیکھا کہ لشکر اسلام رومیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوگیا۔ اسی وقت ان کے خیالی منصوبے غلط ہوگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ سید عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے عہدِ مبارک میں اسلام کے لیے ایسا زبردست نظم فرمادیا ہے جس سے مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم نہیں ہوسکتا اور وہ ایسے غم واندوہ کے وقت میں بھی اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے سامنے اقوامِ عالم کو سرنگوں کرنے کے لیے ایک مشہور و زبردست قوم پر فوج کشی کرتے ہیں۔ لہذا یہ خیال غلط ہے کہ اسلام مٹ جائے گا اور اس میں قوت باقی نہ رہے گی بلکہ ابھی صبر کے ساتھ دیکھنا چاہیے کہ یہ لشکر کس شان سے واپس ہوتا ہے۔

فضلِ الٰہی سے یہ لشکر ظفرِ پیکر فتح یاب ہوا۔ رومیوں کو ہزیمت و شکست ہوئی۔ جب یہ فاتح لشکر واپس آیا۔ اس وقت وہ تمام قبائل جو مرتد ہونے کا ارادہ کر چکے تھے اس ناپاک قصد سے باز آئے اور اسلام پر سچائی کے ساتھ قائم ہو گئے۔

بڑے بڑے **جلیل القدر صائب الرائے صحابہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم **جو اس لشکر کی روانگی کے وقت نہایت شدت سے اختلاف فرما رہے تھے اپنی فکر کی خطا اور حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی رائے مبارک کے صائب اور ان کے علم کی وسعت کے معترف ہوئے۔**[1] **(سوانح کربلا)**

آج عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوتا:

بیہقی و ابنِ عساکر میں ہے حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں **اگر حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **خلیفہ** مقرر نہ ہوئے ہوتے **تو روئے زمین پر خدائے تعالٰی کی عبادت باقی نہ رہ جاتی۔** اسی طرح قسم کے ساتھ آپ نے تین بار فرمایا۔ لوگوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا: اے ابو ہریرہ! آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں...؟ آپ

---

۱ . . . (سوانح کربلا، ص ۴۵، مکتبۃ المدینۃ) (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، القسم الثانی، الباب الاول فی مناقب خلیفۃ رسول اللہ ابی بکر الصدیق۔۔، الفصل التاسع فی خصائصہ، ذکر شدۃ باسہ ثبات قلبہ۔۔الخ، ۱/ ۱۴۹، ۱۴۸، الجزء ۱، ملخصاً)

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ رسول خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت اسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امیر لشکر مقرر کرکے شام کی طرف روانہ فرمایا تھا اور وہ ابھی ذی خشب کے مقام پر تھے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ہو گیا۔ اس خبر کو سن کر اطرافِ مدینہ کے عرب مرتد ہو گئے۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں آئے اور اس بات پر زور دیا کہ اسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر کو واپس بلالیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "وَالَّذِی لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَوْ جَرَّتِ الْکِلَابُ بِاَرْجُلِ اَزْوَاجِ النَّبِی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَارَدَدْتُّ جَیْشًا وَجَّھَہ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم" **یعنی قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اگر رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کی پاک بیویوں کے پاؤں کتے پکڑ کر گھسیٹیں تب بھی میں اس لشکر کو واپس نہیں بلا سکتا جس کو اللّٰہ کے رسول** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے روانہ فرمایا تھا اور نہ میں اس پرچم کو سرنگوں کروں گا جس کو میرے حضور** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے لہرایا تھا۔**

پس حضرت اُسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ وہ روانہ ہوئے تو مرتد قبیلے دہشت زدہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ سلطنت روم کی حد میں پہنچ گئے۔ طرفین میں جنگ ہوئی مسلمانوں کا لشکر فتح یاب ہو کر واپس ہوا تو اس

طرح اسلام کا بول بالا ہو گیا۔[1] (تاریخ الخلفاء، ص ۵۱)

محبوبِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے **حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جو بے انتہا اور غایت درجہ محبت تھی۔ اسی محبت کا یہ اثر ہے کہ نازک وقت میں **صحابہ کرام** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہم کے زور ڈالنے کے باوجود **حضرت اسامہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **لشکر** کو واپس بلانا اور پیارے **مصطفےٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لہرائے ہوئے جھنڈے کو سرنگوں کرنا آپ نے گوارا نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے اور اسلام کا پھر سے بول بالا ہو گیا۔ **اسے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضور** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **سے حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی محبت نے اسلام کو زندۂ جاوید بنا دیا۔**

---

[1] . . . (تاریخ الخلفاء، ابوبکر صدیق، فصل فیما وقع فی خلافتہ، ص ۵۲) (تاریخ مدینۃ دمشق، عبد اللہ ویقال عتیق، ۳۰/ ۳۱۶)

مشق

(۱) سوال: ''ہم عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے'' صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبیلے والوں نے یہ کس موقع پر اور کیوں کہا نیز اس واقع سے صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عشقِ رسول کیسے ثابت ہوتا ہے......؟

(۲) سوال: صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہم لشکرِ اسامہ کو واپس لوٹانے کا کیوں مطالبہ کر رہے تھے نیز صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب میں کیا ارشاد فرمایا......؟

(۳) سوال: ''آج عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوتا'' یہ کس کا قول ہے نیز اس حکایت سے صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان کیسے ظاہر ہوتی ہے......؟

علم سیکھنے سے آتا ہے

فرمانِ مصطفٰی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم:

''علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔'' (المعجم الکبیر، ج۱۹، ص۵۱۱، الحدیث: ۷۳۱۲)

مانعینِ زکوۃ

منکرین سے جنگ کروں گا:

رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال فرمانے پر بعض لوگ تو اسلام کے سارے احکام کے منکر ہو کر مرتد ہوگئے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم زکوۃ نہیں دیں گے۔ یعنی اس کی فرضیت کے منکر ہوگئے اور زکوۃ کی فرضیت چونکہ نص قطعی سے ثابت ہے تو اس کے منکر ہو کر وہ بھی مرتد ہوگئے۔ اسی لیے شارحین حدیث وفقہائے کرام مانعینِ زکوۃ کو بھی مرتدین میں شمار کرتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے جہاد کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور بعض دوسرے صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھم نے ان سے کہا کہ اس وقت منکرینِ زکوۃ سے جنگ کرنا مناسب نہیں۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: خدائے ذوالجلال کی قسم! اگر وہ لوگ ایک رسی یا بکری کا ایک بچہ بھی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ میں زکوۃ دیا کرتے تھے اور اب اس کے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔

پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مہاجرین وانصار کو ساتھ لے کر اعراب کی طرف نکل پڑے اور جب وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو حضرت خالد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو

آپ امیرِ لشکر بنا کر واپس آگئے انہوں نے اعراب کو جگہ جگہ گھیرا تو **اللہ تعالیٰ** نے انہیں ہر جگہ فتح عطا فرمائی۔ **اب صحابہ کرام خصوصاً حضرت عمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **آپ کی رائے کے صحیح ہونے کا اعتراف کیا اور کہا کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کا سینہ کھول دیا ہے اور انہوں نے جو کچھ کیا وہ حق ہے۔**(۱)

اور واقعۃً بھی یہی ہے کہ اگر اس وقت مانعینِ زکوۃ کی سرکوبی نہ کی جاتی اور انہیں چھوٹ دے دی جاتی تو پھر کچھ لوگ نماز کے بھی منکر ہو جاتے اور بعض لوگ روزہ سے بھی انکار کر دیتے اور کچھ لوگ بعض دوسری ضروری چیزوں کا انکار کر دیتے تو اسلام اپنی شان و شوکت کے ساتھ باقی نہ رہتا بلکہ کھیل بن جاتا اور اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔

بدمذہبوں کا رد:

مانعینِ زکوۃ اور ان سے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جہاد کے نتیجہ میں حضرت صدر الافاضل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تحریر فرماتے ہیں "یہاں سے مسلمانوں کو سبق لینا چاہیے کہ ہر حالت میں حق کی حمایت اور ناحق کی مخالفت

---

۱ . . . (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۲، ص ۳۲) (الریاض النضرۃ، ۱/۱۴۷) (تاریخ مدینۃ دمشق، باب ذکر بعث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۲/۵۳)

ضروری ہے اور جو قوم ناحق کی مخالفت میں سستی کرے گی وہ جلد تباہ ہو جائے گی۔

آج کل بعض سادہ لوح باطل فرقوں کے رد کرنے کو بھی منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس وقت آپس کی جنگ موقوف کرو۔ انہیں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے طریق عمل سے سبق لینا چاہیے کہ آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے ایسے نازک وقت میں بھی باطل کی سرشکنی میں توقف نہ فرمایا۔ جو فرقے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں ان سے غفلت برتنا یقیناً اسلام کی نقصان رسانی ہے۔**[1] (سوانح کربلا)

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف کلمہ اور نماز مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں بلکہ اسلام کی ساری باتوں کو ماننا ضروری ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص اسلام کے سارے احکام پر ایمان رکھتا ہو لیکن ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک بات کا انکار کرتا ہو تو وہ کافر و مرتد ہے جیسے کہ مانعینِ زکوۃ ایک بات کا انکار کرکے کافر و مرتد ہوئے۔ **نعوذ باللہ من ذلک**

اور مسیلمہ کے ساتھی و مانعینِ زکوۃ کے کافر و مرتد ہونے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ "عرب میں کافر و مرتد نہ ہوں گے" یہ کہنا غلط ہے۔

---

[1] ...(سوانح کربلا، ص ۴۶، مکتبۃ المدینہ)

غلط الزام:

رافضی لوگ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے باغِ فدک کو غصب کر لیا اور حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کو نہیں دیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیائے کرام عَلَیْہِم الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے اور جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں سب صدقہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **"لَانُوْرَثُ مَاتَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ" یعنی ہم گروہِ انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے۔**[1] (بخاری، مسلم، مشکوۃ، ص ۵۵۰)

........اور **مسلم شریف** جلد دوم ص ۹۱ پر ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال فرما جانے کے بعد ازواج مطہرات نے چاہا کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ذریعے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مال سے اپنا حصہ تقسیم کروائیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے فرمایا: **"اَلَیْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَانُوْرَثُ مَاتَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ"** یعنی کیا

---

۱ . . . (صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، الحدیث: ۳۰۹۳، ۲/۳۳۸) (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانورث، الحدیث: ۱۷۵۸، ص ۹۲۲)

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔(۱)

.........اور **بخاری** جلد دوم ص ۵۷۵ و مسلم جلد دوم ص ۹۰ میں حضرت مالک بن اوس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ مجمعِ صحابہ جن میں حضرت عباس، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہم موجود تھے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے سب کو قسم دے کر فرمایا: کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضور** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے فرمایا ہے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے تو سب نے اقرار کیا کہ ہاں حضور** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے ایسا فرمایا ہے۔**(۲)

ان احادیث کریمہ کے صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ترکہ خیبر اور فدک وغیرہ ان کے قبضہ میں ہوا اور پھر ان کے بعد حسنین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما وغیرہ کے اختیار میں رہا مگر ان میں سے کسی نے ازواج مطہرات، حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کی اولاد کو باغِ فدک وغیرہ سے حصہ نہ دیا لہٰذا ماننا

---

۱ . . . (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نورث، الحدیث: ۱۷۵۸، ص ۹۶۲)

۲ . . . (صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، الحدیث: ۳۰۹۴، ۲/۳۳۹)

پڑے گا کہ نبی علیہ السلام کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ اسی لیے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت فاطمہ زہرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو باغِ فدک نہیں دیا، نا کہ بغض و عداوت کے سبب جیسا کہ رافضیوں کا الزام ہے اور یہ آیتِ کریمہ ﴿ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ ﴾[1] یا اس کے علاوہ قرآن مجید و حدیث شریف میں جہاں بھی کہیں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی وراثت کا ذکر ہے اس سے علمِ شریعت و نبوت ہی مراد ہے نہ کہ درہم و دینار۔

علالت اور وفات

واقدی اور حاکم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے نقل کیا ہے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے بیان فرمایا کہ والد گرامی حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی علالت کی ابتدا یوں ہوئی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ۷ جمادی الاخریٰ پیر کے روز غسل فرمایا اس روز سردی بہت زیادہ تھی جو اثر کر گئی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بخار آ گیا اور پندرہ دن تک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ علیل رہے۔ اس درمیان میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نماز کے لیے بھی گھر سے باہر تشریف نہیں لا سکے۔ آخر کار بظاہر اسی بخار کے سبب ۶۳ سال کی عمر میں ۲ سال ۲ ماہ سے کچھ زائد امورِ خلافت انجام دینے

---

[1] ... (سورۃ النمل، الآیۃ ۱۶، پ ۱۹)

کے بعد ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات ہوئی اور آقائے دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک پہلو میں مدفون ہوئے۔ (۱)

"اناللہ وانا الیہ راجعون"

فضائلِ قرآنِ کریم

فرمانِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم:

''یہ قرآن مجید اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ضیافت ہے تو تم اپنی استطاعت کے مطابق اُس کی ضیافت قبول کرو۔ بےشک یہ قرآن مجید، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مضبوط رسی، نورِ مُبین، نفع بخش شفاء، جو اسے اختیار کرتا ہے اس کے لئے ڈھال اور جو اس پر عمل کرے اُس کے لئے نجات ہے۔ یہ حق سے نہیں پھرتا کہ اس کے ازالے کے لئے تھکنا پڑے اور یہ ٹیڑھی راہ نہیں کہ اسے سیدھا کرنا پڑے۔ اس کے فوائد ختم نہیں ہوتے اور کثرتِ تلاوت سے پرانا نہیں ہوتا (یعنی اپنی حالت پر قائم رہتا ہے)۔ تو تم اس کی تلاوت کیا کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں عطا فرمائے گا۔ مَیں نہیں کہتا کہ ''الٓمّٓ'' ایک حرف ہے بلکہ ''الف'' ایک حرف ''لام'' ایک حرف اور ''میم'' ایک حرف ہے۔''

(المستدرك، الحديث: ٢٠٨٤، ج٢، ص٢٥٦)

---

۱ . . . (تاریخ مدینۃ دمشق، عبد اللہ ویقال، ۳۰/ ۴۰۹) (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الباء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۷، ملتقطاً)

مشق

(۱) **سوال:** حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کلمہ گو قبائل سے کیوں جہاد فرمایا نیز یہ کس نظریۂ اہلسنت کی تائید کرتا ہے......؟

(۲) **سوال:** کیا موجودہ دور میں بھی بدمذہبوں کا رد ضروری ہے......؟

(۳) **سوال:** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا باغِ فدک پر کیا موقف تھا، دلائل سے ثابت کیجئے......؟

(۴) **سوال:** انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی میراث کے متعلق صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا موقف دلائل کے ساتھ ثابت کیجئے......؟

(۵) **سوال:** انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی میراث کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما اور حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کا موقف بیان کیجئے......؟

(۶) **سوال:** ﴿ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ ﴾......مذکورہ آیت مبارکہ بظاہر اہل سنت کے موقف کے خلاف ہے......اس کا کیا جواب ہے......؟

(۷) **سوال:** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال کب اور کیسے ہوا نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کتنا عرصہ رہی......؟

آپ کی کرامتیں

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کئی کرامتیں ظاہر ہوئیں ہیں جن میں سے چند کرامتوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ایک بار میرے باپ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اصحابِ صفہ میں سے تین آدمیوں کو اپنے گھر لائے اور ان کو کھانا کھلانے کا حکم فرما کر خود رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں چلے گئے یہاں تک کہ آپ نے رات کا کھانا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کے یہاں کھالیا اور بہت زیادہ رات گزر جانے کے بعد اپنے مکان پر تشریف لائے۔ ان کی بیوی نے کہا کہ مہمانوں کے پاس آنے سے آپ کو کس چیز نے روک رکھا؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ تم نے ابھی تک مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے کھانا پیش کیا تھا مگر مہمانوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ یہ سُن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر سخت ناراض ہوئے اور ان کو بہت برا بھلا کہا کہ اس نے مجھ کو مطلع کیوں نہیں کیا؟ پھر کھانا منگوا کر مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لیے بیٹھ گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ "اَیْمُ اللّٰہِ مَا کُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللُّقْمَۃِ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِھَا اَکْثَرَ مِنْھَا" **یعنی خدا کی قسم! ہم جو بھی لقمہ اٹھاتے اس کے نیچے کھانا اس سے زیادہ ہو جاتا یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہو گئے اور جتنا کھانا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ بچ رہا۔** حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے متعجب ہو کر اپنی بیوی سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے کچھ زیادہ نظر آتا ہے؟ آپ کی بیوی نے قسم کھا کر کہا کہ بلاشبہ یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر وہ کھانا اٹھا کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لے گئے صبح تک کھانا بارگاہِ رسالت میں رہا۔

مسلمانوں اور کافروں کی درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا جس کی مدت ختم ہو گئی تھی تو اس روز صبح کے وقت ایک لشکر تیار کیا گیا جس میں بہت کافی آدمی تھے ۔ پوری فوج نے اس کھانے کو شکم سیر ہو کر کھایا پھر بھی اس برتن میں کھانا کم نہیں ہوا۔[1] (بخاری، جلد اول، ص ۵۰۶)

مہمانوں کے کھانے کے بعد پہلے سے بھی کھانے کا تین گنا زیادہ ہو جانا اور صبح کے وقت پوری فوج کا اس کھانے کو شکم سیر ہو کر کھانا پھر بھی برتن میں کھانے

---

۱ . . . (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب فی علامۃ النبوۃ فی الاسلام، الحدیث: ۳۵۸۱، ۲/۴۹۵)

کا کم نہ ہونا یہ **حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی عظیم کرامت ہے۔**

ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔۔؟

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے باپ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے مرض موت میں مجھے وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! میرے پاس جو کچھ مال تھا آج وہ مال وارثوں کا ہو چکا ہے۔ میری اولاد میں تمہارے دو بھائی عبدالرحمن و محمد ہیں اور تمہاری دو بہنیں ہیں۔ لہذا میرے مال کو تم لوگ قرآن مجید کے فرمان کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے عرض کیا کہ ابا جان! میری تو ایک ہی بہن بی بی اسماء ہیں یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ **آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہے اس کے پیٹ میں لڑکی ہے وہی تمہاری دوسری بہن ہے۔** چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال فرمانے کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق حبیبہ بنتِ خارجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے پیٹ سے لڑکی (اُمِ کلثوم) ہی پیدا ہوئیں۔[1] (موطا امام محمد، باب النحلی، ص ۳۴۸)

اس حدیث شریف سے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دو کرامتیں

---

[1] ... (موطا امام محمد، الحدیث: ۸۰۸، ۱/۲۸۶)

ثابت ہوئیں۔ **پہلی کرامت** یہ کہ وفات سے پہلے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ میں اسی مرض میں انتقال کر جاؤں گا اسی لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وصیت کے وقت یہ فرمایا کہ آج میرا مال میرے وارثوں کا مال ہو چکا ہے۔ **دوسری کرامت** یہ ثابت ہوئی ہے کہ حاملہ کے پیٹ میں لڑکی ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یقین کے ساتھ جانتے تھے اسی لیے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے فرمایا کہ حبیبہ بنت خارجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا جو حاملہ ہے اس کے پیٹ میں لڑکی ہے وہی تمہاری بہن ہے اور ان دونوں باتوں کا علم یقیناً غیب کا علم ہے جو بے شک حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دو عظیم الشان کرامتیں ہیں۔

آپ کی خصوصیات

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میں بہت سی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن میں سے چند خصوصیات کو ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

چار اہم خصوصیات:

ابنِ عساکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت امام شعبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ **حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خدائے عزوجل نے ایسی چار خصلتوں سے مختص فرمایا جن سے کسی کو سرفراز نہیں فرمایا۔** (اوّل) آپ کا نام صدیق رکھا اور کسی دوسرے کا نام صدیق نہیں۔ (دوئم)

آپ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ غارِ ثور میں رہے۔ (سوئم) آپ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہجرت میں رفیقِ سفر رہے۔ (چہارم) سرکار اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو حکم فرمایا کہ آپ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھم کو نماز پڑھائیں اور دوسرے لوگ آپ کے مقتدی بنیں۔ [1]

نسل در نسل صحابی:

ایک بہت بڑی خصوصیت آپ کی یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ صحابی، آپ کے والد صحابی، آپ کے بیٹے عبد الرحمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ صحابی اور ان کے صاحبزادے ابو عتیق محمد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ صحابی **یعنی آپ کی چار نسل صحابی ہیں۔** [2]

دُعا ہے کہ خدائے عزوجل ہم سب کو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سچی غلامی عطا فرمائے اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

۱ . . . (تاریخ مدینۃ دمشق، عبد اللہ ویقال عتیق، ۲۶۶/۳۰)

۲ . . . (المعجم الکبیر، نسبۃ ابی بکر الصدیق واسمہ، الحدیث: ۱۱، ۱/۵۴)

مشق

(۱) **سوال:** کھانے میں برکت والی کرامت مع حوالہ بیان کیجئے......؟

سوال: پیٹ میں بچی کی خبر دینے والی صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کرامت کس عقیدۂ اہلسنت کی مؤید ہے......؟

(۲) **سوال:** علومِ خمسہ کون سے ہیں نیز اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا اس کے بارے میں کیا موقف ہے......؟

(۳) **سوال:** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی چار خصوصیات بیان کیجئے نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر والوں میں سے کس کس کو صحابیت کا شرف حاصل ہوا......؟

منقبت درشانِ صدیقِ اکبر

برادرِ اعلیٰ حضرت، اُستاذِ زَمن، حضرتِ مولانا حسن رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان اپنے مجموعہ کلام ''ذوقِ نعت'' میں اَفْضَلُ الْبَشَر بَعْدَ الْاَنْبِیَاء، محبوبِ حبیبِ خدا، صاحبِ صدق وصفا، حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدّیق بن ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ صداقت نشان میں یوں رَطْبُ اللِّسان ہیں:

☆ بَیاں ہو کس زَباں سے مرتبہ صدّیقِ اَکبر کا
ہے یارِ غار ، محبوبِ خدا صدّیقِ اَکبر کا

☆ یاالٰہی ! رَحم فرما ! خادِم صدّیقِ اَکبَر ہوں
تری رَحمت کے صدقے ، واسِطہ صدّیقِ اَکبَر کا

☆ رُسُل اور اَنبیاء کے بعد جو اَفضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ، صدّیقِ اَکبَر کا

☆ گدا صدّیقِ اَکبَر کا، خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے ہوں میں گدا، صدّیقِ اَکبَر کا

☆ ضعیفی میں یہ قوّت ہے ضعیفوں کو قوی کردیں
سہارا لیں ضعیف و اَقوِیا صدّیقِ اَکبَر کا

☆ ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخِلِ بیعت
بنا فخر سلاسل سِلسِلہ صدّیقِ اَکبَر کا

☆ مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوئے محبوبِ خدا صدّیقِ اَکبَر کا

☆ علی ہیں اُس کے دُشمن اور وہ دُشمن علی کا ہے
جو دُشمن عقل کا دُشمن ہوا صدّیقِ اَکبَر کا

☆ لٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اِس محبت سے
کہ لُٹ لُٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدّیقِ اَکبَر کا

امیر المؤمنین

حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

حقیقت میں کمال و خوبی والا وہ شخص ہے جو دوسروں کو بھی کمال و خوبی والا بنادے تو ہمارے آقا و مولیٰ جنابِ احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حقیقت میں کمال و خوبی والے ہیں۔ جنہوں نے بے شمار لوگوں کو کمال و خوبی والا بنادیا اور ان کا یہ فیض ہمیشہ جاری رہے گا کہ قیامت تک اپنے جاں نثاروں کو کمال و خوبی والا بناتے رہیں گے۔

اور پیارے مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جن لوگوں کو کمال و خوبی والا بنادیا ان میں سے ایک مشہور و معروف امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں جو کہ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد تمام صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھم میں سب سے افضل ہیں۔

نام و نسب

آپ کا **نام** عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہے۔ **کنیت** ابو حفص اور **لقب** فاروق اعظم ہے۔ آپ کے **والد** کا نام خطاب اور **ماں** کا نام حنتمہ ہے، جو ہشام بن مغیرہ کی بیٹی

یعنی ابو جہل کی بہن ہیں۔[۱]

آٹھویں پشت میں آپ کا شجرۂ نسب سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کے خاندانی شجرہ سے ملتا ہے۔** آپ واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔[۲]

قبول اسلام :

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں اسلام سے مشرف ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس وقت اسلام قبول فرمایا جب کہ چالیس مرد اور گیارہ عورتیں ایمان لاچکی تھیں اور بعض علماء کا خیال ہے کہ آپ نے انتالیس مرد اور تیئیس عورتوں کے بعد اسلام قبول کیا۔[۳] (تاریخ الخلفاء)

عمر سے اسلام کو عزت دے:

ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دُعا فرماتے تھے۔

یَا اللہَ العالمین! عمر بن خطاب اور ابو جہل بن ہشام میں جو تجھے پیارا ہو

---

۱ . . . (سیر اعلام النبلاء، ۲/۵۰۹)

۲ . . . (تاریخ مدینہ دمشق، عمر بن خطاب، ۴۴/۱۲)

۳ . . . (تاریخ الخلفا، ص ۸۶) (اسد الغابۃ، ۴/۱۵۷)

اس سے تو اسلام کو عزت عطا فرما۔[1]

اور حاکم کی روایت میں حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھما سے ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس طرح دعا فرمائی "اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّۃً"

یعنی یا اللہ! خاص طور سے عمر بن خطاب کو مسلمان بنا کر اسلام کو عزت و قوت عطا فرما۔[2]

تو اللہ کے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ دُعا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو گئی اور حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام سے مشرف ہو گئے۔

آپ کے قبولِ اسلام کا واقعہ:

دن بدن مسلمانوں کی تعداد بڑھتے ہوئے دیکھ کر ایک روز کفارِ مکہ جمع ہوئے اور سب نے یہ طے کیا کہ محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قتل کر دیا جائے۔ (**معاذ اللہ رب العالمین**) مگر سوال پیدا ہوا کہ کون قتل کرے...؟ مجمع میں اعلان ہوا کہ ہے کوئی بہادر جو محمد کو قتل کر دے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ اس

---

١ . . . (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص ۔۔ الخ، الحدیث: ۳۷۰۱، ۵/۳۸۳)

٢ . . . (المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب عن لبس الدیباج ۔ الخ، الحدیث: ۴۵۴۱، ۴/۳۴)

اعلان پر پورا مجمع تو خاموش رہا مگر **حضرت عمر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا کہ **میں اِن کو قتل** کروں گا۔ لوگوں نے کہا: بے شک تم ہی ان کو قتل کر سکتے ہو۔

پھر **حضرت عمر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اُٹھے اور **تلوار** لٹکائے ہوئے چل دیئے۔

اِسی خیال میں جارہے تھے کہ ایک صاحب قبیلہ زہرہ کے جن کا نام **حضرت نعیم بن عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بتایا جاتا ہے اور بعض لوگوں نے دوسروں کا نام لکھا ہے۔ بہر حال انہوں نے پوچھا کہ اے عمر! کہاں جارہے ہو؟ کہا کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قتل کرنے جارہا ہوں۔ حضرت نعیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا کہ اس قتل کے بعد تم بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح بچ سکو گے۔ وہ تمہیں ان کے بدلے میں قتل کر دیں گے۔ اس بات کو سن کر وہ بگڑ گئے اور کہنے لگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے۔ تو لاؤ میں پہلے تجھی کو نپٹا دوں۔ یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی اور حضرت نعیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی یہ کہا کہ **ہاں میں مسلمان** ہو گیا ہوں اور اپنی تلوار سنبھالی۔

عنقریب دونوں طرف سے تلوار چلنے کو تھی کہ حضرت نعیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا کہ تو پہلے اپنے گھر کی خبر لے۔ **تیری بہن فاطمہ بنتِ خطاب اور بہنوئی سعید بن زید** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما **دونوں اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔** یہ سن کر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بے انتہا غصہ پیدا ہوا۔ وہ وہیں سے پلٹ پڑے اور سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے۔

وہاں حضرت خُباب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دروازہ بند کیے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ ان کی آواز سن کر حضرت خُباب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ گھر کے ایک حصہ میں چھپ گئے بہن نے دروازہ کھولا۔ آپ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا: تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ اور یہ آواز کس کی تھی؟ آپ کے بہنوئی نے ٹال دیا اور کوئی واضح جواب نہیں دیا۔ کہنے لگے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیے ہو۔ بہنوئی نے کہا: ہاں باپ دادا کا دین باطل ہے اور دوسرا دین حق ہے۔ یہ سننا تھا کہ بے تحاشا ٹوٹ پڑے ان کی داڑھی پکڑ کر کھینچی اور زمین پر پٹخ کر خوب مارا۔ ان کی بہن چھڑانے کے لیے دوڑیں تو ان کے منہ پر ایک گھونسا اتنی زور سے مارا کہ وہ خون سے تر بتر ہو گئیں۔

آخر وہ بھی حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کی بہن تھیں کہنے لگیں کہ اے عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم کو اس وجہ سے مار رہے ہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ **کان کھول کر سن لو کہ تم مار مار کر ہمارے خون کا ایک ایک قطرہ نکال لو یہ ہو سکتا ہے لیکن ہمارے دل سے ایمان نکال لو یہ ہر گز نہیں ہو سکتا اور آپ کی بہن نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ بے شک ہم لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ تجھ سے جو ہو سکے تو کر لے۔** بہن کے جواب اور ان کو خون سے

تربتر دیکھ کر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تم لوگ پڑھ رہے تھے تاکہ میں بھی اس کو پڑھوں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اس مقدس کتاب کو پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہر چند اصرار کیا مگر وہ بغیر غسل کے دینے کو تیار نہ ہوئیں۔ آخر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غسل کیا پھر کتاب لے کر پڑھی، اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اس کو پڑھنا شروع کیا۔ جس وقت اس آیتِ کریمہ پر پہنچے۔

﴿اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝۱۴﴾[1] یعنی بے شک میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔

تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہنے لگے کہ مجھے محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لے چلو۔ جس وقت حضرت خُبّاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ بات سنی تو آپ باہر نکل آئے اور کہا کہ **اے عمر! میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ کل جمعرات کی شب میں، سرکارِ اقدس** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے دعا مانگی تھی کہ یا اِلٰہَ العالمین! عمر اور ابوجہل میں جو تجھے محبوب وپیارا ہو اس سے اسلام کو**

---

[1] ... (سورۂ طٰہٰ، الآیۃ ۱۴)

قوت عطا فرما۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دُعا تمہارے حق میں قبول ہوگئی۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس وقت صفا پہاڑی کے قریب حضرت ارقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان میں تشریف فرما تھے۔ حضرت خباب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کو ساتھ لے کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادہ سے چلے۔ حضرت ارقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دروازہ پر حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور کچھ دوسرے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن حفاظت اور نگرانی کے لیے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ عمر آرہے ہیں، اگر اللّٰہ تعالیٰ کو ان کی بھلائی منظور ہے تب تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے اور اگر ان کی نیت کچھ اور ہے تو اس وقت ان کا قتل کرنا بہت آسان ہے۔

اسی درمیان میں آقائے دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ان حالات کے بارے میں وحی نازل ہوچکی تھی سرکار اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مکان سے باہر تشریف لا کر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دامن اور ان کی تلوار پکڑ لی اور فرمایا ''اے عمر! کیا یہ فساد تم اس وقت تک برپا کرتے رہو گے جب تک کہ تم پر ذلت ورسوائی مسلط نہ ہوجائے''۔

یہ سنتے ہی حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اَنَّکَ عَبْدُ اللہِ وَرَسُوْلُہ" یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔[1]

اس طرح اللہ کے محبوب پیارے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دُعا حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں مقبول ہوئی۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ الرِّضْوان فرماتے ہیں۔

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دُلہن بن کے نکلی دُعائے محمد

اور فرماتے ہیں۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دُعائے محمد

چلے تھے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اللہ کے محبوب پیارے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قتل کرنے کے لیے (معاذ اللہ) مگر خود ہی قتیل تیغ ابروئے محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہو گئے۔

---

[1] ... (اتحاف الخیرۃ المھرۃ، کتاب المناقب، فضائل عمر بن خطاب، ۹/ ۲۲۱)

شد غلامے کہ آب جو آرد
آب جو آمد و غلام ببرد

اس واقعہ سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوئی کہ اسلام بزورِ شمشیر نہیں پھیلا۔ دیکھئے اسلام قبول کرنے والے کے ہاتھ میں شمشیر ہے اور اسلام پھیلانے والے کا ہاتھ شمشیر سے خالی ہے۔

فاروق کا لقب:

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب میں کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا تو میرے اسلام قبول کرنے کی خوشی میں اسوقت جتنے مسلمان حضرت ارقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر میں موجود تھے انہوں نے اتنی زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ اس کو مکہ کے سب لوگوں نے سنا۔

میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ یارسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیوں نہیں؟ یعنی بے شک ہم حق پر ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا: پھر یہ پوشیدگی اور پردہ کیوں ہے؟ اس کے بعد ہم سب مسلمان اس گھر سے دو صفیں بن کر نکلے، ایک صف میں حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے اور دوسری صف میں، میں تھا اور اسی طرح ہم سب صفوں کی شکل میں مسجدِ حرام میں

داخل ہوئے۔ کفارِ قریش نے مجھے اور حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب مسلمانوں کے گروہ کے ساتھ دیکھا تو انکو بے انتہا ملال ہوا۔

اس روز سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے حضرت عمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔** اس لیے کہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل کے درمیان فرق واضح ہو گیا۔ (۱)

فارقِ حق و باطل امام الہدیٰ
تیغِ مسلولِ شدت پہ لاکھوں سلام

اظہارِ اسلام کا جذبہ:

حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہو گیا تو اس کے بعد اپنے ماموں ابو جہل بن ہشام کے پاس پہنچا۔ ابو جہل خاندانِ قریش میں بہت با اثر سمجھا جاتا تھا اور اس کو بھی رئیسِ قریش کی حیثیت حاصل تھی۔

میں نے اس کے دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹائی۔ اس نے اندر سے پوچھا: کون ہے؟ **میں نے کہا میں عمر ہوں اور میں تمہارا دین چھوڑ کر مسلمان ہو گیا ہوں۔** اس نے کہا: عمر! ایسا کبھی مت کرنا مگر میرے ڈر کے سبب باہر نہیں نکلا بلکہ اندر سے

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۹۰) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۵۷۴۷، ۶/ ۲۴۷، حصہ ۱۲)

دروازہ بند کرلیا۔ میں نے کہا: یہ کیا طریقہ ہے...؟ مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ دروازہ کھولا۔ میں اسی طرح دیر تک باہر کھڑا رہا۔ پھر وہاں سے قریش کے ایک دوسرے سردار اور بااثر شخص کے پاس پہنچا۔ میں نے اس کو پکارا۔ وہ نکلا تو جو بات میں نے اپنے ماموں ابوجہل سے کہی تھی کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ وہی بات اس سے بھی کہی۔ تو اس نے بھی کہا کہ ایسا مت کرنا۔ پھر میرے خوف سے گھر کے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کرلیا۔

میں نے اپنے دل میں کہا: یہ کیا معاملہ ہے کہ مسلمان مارے جاتے ہیں اور میں نہیں مارا جاتا۔ کوئی مجھ سے کچھ تعارض نہیں کرتا۔ میری یہ بات سن کر ایک شخص نے کہا کہ تم اپنا اسلام اور اپنا دین اس طرح ظاہر کرنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ ہاں! میں اسی طرح ظاہر کروں گا۔ اس نے کہا: وہ دیکھو پتھر کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ان میں فلاں شخص ایسا ہے کہ اگر اس سے تم کچھ راز کی بات کہو تو وہ فوراً اعلان کردے گا۔ اس سے اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کردو ہر جگہ خبر ہو جائے گی۔ ایک ایک آدمی کے گھر جانے کی ضرورت نہیں۔ میں وہاں پہنچا اور اس سے اپنے اسلام قبول کرنے کا ظاہر کیا۔ اس نے کہا: کیا واقعی تم مسلمان ہو چکے ہو...؟ میں نے کہا: ہاں بے شک میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ یہ سنتے ہی اس نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ اے لوگو! عمر بن خطاب ہمارے دین سے نکل گیا۔

یہ سنتے ہی ادھر ادھر جو مشرکین بیٹھے ہوئے تھے مجھ پر ٹوٹ پڑے۔

پھر دیر تک مار پیٹ ہوتی رہی۔ شور و غل کی آواز میرے ماموں ابو جہل نے سنی۔ اس نے پوچھا: کیا معاملہ ہے...؟ لوگوں نے کہا کہ عمر مسلمان ہو گیا ہے۔ میرا ماموں ابو جہل ایک پتھر پر چڑھا اور لوگوں سے کہا کہ میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دے دی۔ یہ سنتے ہی جو لوگ مجھ سے اُلجھ رہے تھے۔ الگ ہو گئے مگر یہ بات مجھے بہت ناگوار ہوئی کہ دوسرے مسلمانوں سے مار پیٹ ہو اور مجھ کو پناہ دے دی جائے۔

میں ابو جہل کے پاس پھر پہنچا اور کہا: ”**جَوَارُکَ رُدَّعَلَیْکَ**“ یعنی تیری پناہ میں تجھے واپس کرتا ہوں۔ مجھے تیری پناہ کی ضرورت نہیں۔ پھر کچھ دنوں تک مار پیٹ کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔[1] (تاریخ الخلفاء)

اسلام کی شان و شوکت میں اضافہ:

حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ **حضرت عمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کا مسلمان ہونا اسلام کی فتح تھی۔ ان کی ہجرت نصرتِ الٰہی تھی اور ان کی خلافت رحمتِ خداوندی تھی۔**

ہم میں سے کسی کی یہ ہمت و طاقت نہیں تھی کہ ہم **بیت اللہ** شریف کے

---

[1] ... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۸۹) (تاریخ مدینۃ دمشق، عمر بن خطاب، ۴۴/۳۲)

پاس نماز پڑھ سکیں مگر جب حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **مسلمان ہو گئے تو انہوں نے مشرکین سے اس قدر جنگ و جدال کیا کہ انہوں نے عاجز آکر مسلمانوں کا پیچھا چھوڑ دیا تو ہم بیت اللہ شریف کے پاس اطمینان سے علانیہ نماز پڑھنے لگے۔**[۱]

اسلام کا سب سے پہلے اعلان:

حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما سے روایت ہے کہ جس نے سب سے پہلے اپنا اسلام علی الاعلان ظاہر کیا وہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔[۲]

......اور حضرت صہیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایمان لائے تب اسلام ظاہر ہوا۔ یعنی اس سے پہلے لوگ اپنا اسلام قبول کرنا ظاہر نہیں کرتے تھے۔

ان کے ایمان لانے کے بعد لوگوں کو اسلام کی طرف کھلم کھلا بلایا جانے لگا اور ہم بیت اللہ شریف کے پاس مجلسیں قائم کرنے، اس کا علانیہ طواف کرنے، کافروں سے بدلہ لینے اور ان کا جواب دینے کے قابل ہو گئے۔[۳]

---

۱ . . . (اسد الغابۃ، عمر بن خطاب، ۴/۱۶۳)

۲ . . . (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۸۹۰، ۱۱/۱۳)

۳ . . . (الطبقات الکبرٰی، اسلام عمر، ۳/۲۰۴)

مشق

(۱) **سوال:** حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکمل نسب نامہ بیان کیجئے نیز آپ کا نسب کتنے واسطوں سے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نسب سے شرف پاتا ہے......؟

(۲) **سوال:** حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کس سال ایمان لائے، نیز آپ کی ایمان یاوری کے لئے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیا دعا فرمائی......؟

(۳) **سوال:** حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایمان لانے کا واقعہ مفصل ذکر کیجئے......؟

(۴) **سوال:** حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ''فاروق'' کا لقب کس نے، کب اور کیوں دیا......؟

(۵) **سوال:** حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایمان لانے سے اسلام کو کیا کیا فوائد حاصل ہوئے، مذکورہ باب کے تحت بترتیب ذکر کیجئے......؟

آپ کی ہجرت

علی الاعلان ہجرت:

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہجرت بھی بے مثال ہے۔ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علاوہ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے علانیہ ہجرت کی ہو۔

جب حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہجرت کی نیت سے نکلے تو آپ نے اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اور کمان کندھے پر اور ترکش سے تیر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ پھر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئے۔ وہاں بہت سے اشرافِ قریش بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اطمینان سے کعبہ شریف کا طواف کیا۔ پھر بہت اطمینان سے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔

پھر اشراف قریش کی جماعت کے پاس آکر ایک ایک شخص سے الگ الگ فرمایا: "**شَاهَتِ الْوُجُوْه**" یعنی تم لوگوں کے چہرے بد شکل ہو جائیں، بگڑ جائیں اور تمہارا ناس ہو جائے۔ اس کے بعد فرمایا: "**مَنْ اَرَادَاَنْ تَثْكَلَه اُمُّه وَيَتَمَ وَلَدُه وَتُرْمِلَ زَوْجَتُه فَلْيَلْقَنِىْ وَرَاءَ هٰذَا الوَادِىْ**"

یعنی جو شخص کہ اپنی ماں کو بے اولاد، اپنے بچوں کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اس وادی کے اس طرف آکر میرا مقابلہ کرے۔

آپ کے اس طرح للکارنے کے باوجود ان اشراف قریش میں سے کسی مائی کے لال کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ کا پیچھا کرتا۔[1] (تاریخ الخلفاء، ص ۷۹)

حضرت براء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے ہجرت کرکے حضرت مصعب بن عمیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے۔ پھر حضرت ابنِ اُمِّ مکتوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیس سواروں کے ساتھ تشریف لائے۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ رسول خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارادہ کیا ہے...؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ پیچھے تشریف لائیں گے۔

تو آپ کے بعد سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ حضور** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **بھی تھے۔** (تاریخ الخلفاء)[2]

غزوات میں شرکت

حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۹۱) (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۵۷۹۱، ۶/۲۵۷، الجزء ۱۲)

۲ . . . (اسد الغابۃ، ۴/۱۶۴) (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۹۰)

نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے ،اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ بہادر ہیں کہ غزوۂ احد میں جب کہ جنگ کا نقشہ بدل گیااور مسلمانوں میں افراتفری پیدا ہوگئی تو اس حالت میں بھی آپ ثابت قدم رہے۔(تاریخ الخلفاء) [۱]

آپ کا حلیہ

حضرت زِر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا رنگ گندمی تھا۔ آپ کے سر کے بال خود پہننے کی وجہ سے گر گئے تھے۔ قد آپ کا لمبا تھا۔ مجمع میں آپ کا سر دوسرے لوگوں کے سروں سے اونچا معلوم ہوتا تھا۔ دیکھنے میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کسی جانور پر سوار ہیں۔

اور علامہ واقدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا رنگ جو لوگ گندمی بتلاتے ہیں انہوں نے قحط کے زمانہ میں آپ کو دیکھا ہوگا۔ اس لیے کہ اس زمانے میں زیتون کا تیل استعمال کرنے کے سبب رنگ آپ کا گندمی ہوگیا تھا۔ [۲]

......اور ابنِ سعد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے روایت کی ہے کہ حضرت

۱... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۹۱)

۲... (تاریخ مدینۃ دمشق، عمر بن خطاب، ۱۸/۴۴)

ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما نے اپنے باپ حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حلیہ اس طرح بیان کیا ہے کہ آپ کا رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ آخری عمر میں سر کے بال جھڑ گئے تھے اور بڑھاپے کے آثار ظاہر تھے۔ (۱)

......اور ابنِ رجا رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ابنِ عساکر رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ طویل القامت اور موٹے بدن کے آدمی تھے۔ سر کے بال بہت زیادہ جھڑے ہوئے تھے۔ رنگ بہت گورا تھا۔ جس میں سرخی جھلکتی تھی۔ آپ کے گال اندر کو دھنسے ہوئے تھے۔ مونچھوں کے کنارے کا حصہ بہت لمبا تھا اور ان کے اطراف میں سرخی تھی۔ (۲)

فاروق اعظم اور احادیث کریمہ

حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ چنانچہ

---

۱ ...(الطبقات الکبری، ذکر ہجرۃ عمر بن خطاب، ۳/۲۴۷)

۲ ...(تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۳)(سیر اعلام النبلاء، عمر بن خطاب، ۲/۵۰۹)

(۱) عمر نبی ہوتا:

ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ سرکار اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّاب" یعنی اگر میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔ (مشکوٰۃ، ص۵۵۸)(۱)

سبحان اللہ! یہ ہے مرتبہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا کہ اگر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاتم النبیین نہ ہوتے تو آپ نبی ہوتے۔ اس حدیث شریف میں حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت کا عظیم الشان بیان ہے۔

(۲) شیاطین بھاگ جاتے ہیں:

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اِنِّیْ لَاَ نْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ" یعنی میں بلاشبہ نگاہِ نبوت سے دیکھ رہا ہوں کہ جن کے شیطان بھی اور انسان کے شیطان بھی دونوں میرے عمر کے خوف سے بھاگتے ہیں۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (مشکوٰۃ شریف، ۵۵۸)(۲)

---

۱ ... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص ۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۷۰۶، ۵/۳۸۵)

۲ ... (مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، الفصل الثانی، الحدیث: ۶۰۴۹، ۲/۴۲۰)

یہ رعب و دبدبہ ہے حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا کہ چاہے جن کا شیطان ہو یا انسان کا دونوں ان کے ڈر سے بھاگ جاتے ہیں۔

(۳) حق عمر کے ساتھ:

مدارج النبوۃ جلد دوم، ص ۴۲۶ میں ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''عمر با من ست و من با عمرم و حق با عمر ست ہر جا کہ باشد''

یعنی عمر مجھ سے ہیں اور میں عمر سے ہوں اور عمر جس جگہ بھی ہوتے ہیں حق ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

(۴) حضرت عمر کا کمالِ ایمان:

حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے **بخاری** اور **مسلم** میں روایت ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا تو خواب دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور مجھ کو دکھائے جا رہے ہیں۔ وہ سب کرتے پہنے ہوئے تھے۔ جن میں سے کچھ لوگوں کے کرتے ایسے تھے جو صرف سینے تک تھے اور بعض لوگوں کے کرتے اس سے نیچے تھے۔ پھر عمر بن خطاب کو پیش کیا گیا جو اتنا لمبا کرتا پہنے ہوئے تھے کہ زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلتے تھے۔

لوگوں نے عرض کیا کہ **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس خواب

کی تعبیر کیا ہے؟ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ دین۔(مشکوۃ شریف،۵۵۷)[1]

اس حدیث شریف میں اس بات کا واضح بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دینداری اور تقویٰ شعاری میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔

(۵)زبان و قلب پر حق:

ترمذی شریف میں حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھما سے روایت ہے کہ رسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **"اِنَّ اللّٰہ جَعَلَ الْحَقَّ علیٰ لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہ" یعنی اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو جاری فرمادیا ہے۔**[2] **(مشکوۃ شریف،۵۵۷)**

مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمیشہ حق ہی بولتے ہیں۔ ان کے قلب اور زبان پر باطل کبھی جاری نہیں ہوتا۔

(۶)آپ سے عداوت کا انجام:

طبرانی اوسط میں حضرت ابو سعید خذری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے

---

۱ ...(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، الحدیث: ۳۶۹۱، ۲/۵۲۸)

۲ ...(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص ۔۔ الخ، الحدیث: ۳۷۰۲، ۵/۳۸۳)

کہ سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ" یعنی جس شخص نے عمر سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔ اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور خدائے تعالیٰ نے عرفہ والوں پر عموماً اور عمر پر خصوصاً فخر ومباہات کی ہے۔ جتنے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام دنیا میں مبعوث ہوئے، ہر نبی کی امت میں ایک محدَّث ضرور ہوا ہے اور اگر کوئی محدَّث میری امت میں ہے تو وہ عمر ہیں۔ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! محدَّث کون ہوتا ہے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جس کی زبان سے ملائکہ بات کریں وہ محدَّث ہوتا ہے۔[1] رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ (تاریخ الخلفاء، ص ۸۱)

وہ عمر جسکے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

(۷) اس امت کے محدث:

......اور حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

---

[1] ...(المعجم الاوسط، من اسمه محمد، الحديث: ٦٧٢٦، ٥/١٠٢)

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "**وَلَقَدۡ کَانَ فِیۡمَا قَبۡلَکُم مِنَ الۡاُمَمِ مُحَدَّثُوۡنَ فَاِنۡ یَکُ فِیۡ اُمَّتِیۡ اَحَدٌ فَاِنَّہ عُمَرُ**"

یعنی تم سے پہلے امتوں میں محدث ہوئے ہیں۔ اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔[1] (مشکوۃ شریف ص۵۵۶)

(۸) دنیا کو ٹھکرا دیا:

حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے پاس دنیا نہیں آئی اور نہ انہوں نے اسکی خواہش و تمنا فرمائی مگر حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے پاس دنیا بہت آئی لیکن انہوں نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ ٹھکرا دیا۔[2]

بے شک حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے پاس دُنیا آئی کہ ان کے زمانۂ خلافت میں بہت ممالک فتح ہوئے اور بے شمار شہروں پر قبضہ ہوا جہاں سے بے انتہا مالِ غنیمت حاصل ہوا مگر آپ فقیرانہ زندگی ہی گزارتے تھے۔ آپ ہی کے زمانۂ خلافت میں شہر مدائن فتح ہوا اور وہاں سے اس قدر مالِ غنیمت حاصل ہوا کہ اس سے پہلے کسی شہر کے فتح ہونے پر نہیں حاصل ہوا تھا۔ شہرِ مدائن کے مالِ غنیمت

---

۱ ...(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب والفضائل، باب مناقب عمر، الحدیث: ۶۰۳۵، ۳/۳۴۰)

۲ ...(تاریخ الخلفاء ص ۹۵) (تاریخ مدینۃ دمشق، عمر بن خطاب، ۴۴/۲۸۷)

کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس شہر کے فتح کرنے والے لشکر کے سپاہی ساٹھ ہزار تھے۔ بیت المال کا پانچواں حصہ نکالنے کے بعد ہر سپاہی کو بارہ ہزار درہم نقد ملا تھا اور یہ مال کسریٰ بادشاہ کے اس فرش کے علاوہ تھا جو سونے چاندی اور جواہرات سے بنا ہوا تھا۔ جس کو مخصوص درباروں میں کسریٰ بادشاہ کے لیے بچھایا جاتا تھا۔ یہ فرش لشکر کی اجازت سے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں بھیج دیا گیا اس فرش کی قیمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے ایک بالشت مربع ٹکڑے کی قیمت حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بیس ہزار کی رقم ملی تھی۔ تو اس طرح حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس دنیا آتی تھی مگر آپ ہمیشہ اسے ٹھکراتے رہے۔

...... حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تحریر فرمایا کہ لوگوں کو ان کی تنخواہیں اور اس کے ساتھ عطیات کے طور پر بھی مال تقسیم کردو۔ انہوں نے آپ کو لکھا کہ میں نے ایسا ہی کیا لیکن اس کے باوجود ابھی مال بہت زیادہ موجود ہے۔ **حضرت عمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے ان کو تحریر فرمایا کہ کل مال، مالِ غنیمت ہے جو خدائے تعالٰی نے مسلمانوں کو دیا ہے لہذا وہ سب مال انہیں پر تقسیم کردو۔ وہ مال عمر یا اس کی اولاد کا نہیں۔**(1) رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

1 ...(تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۱۱۴)

مشق

(۱) سوال: حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کس شان سے ہجرت فرمائی نیزاس موقع پر کفار قریش کوآپ نے کیا فرمایا......؟

(۲) سوال: مدینہ منورہ کس ترتیب سے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہجرت کرکے پہنچے......؟

(۳) سوال: حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حلیہ مبارکہ بیان فرمائیں نیز جو لوگ آپ کا رنگ گندمی بتاتے ہیں اسکی وجہ کیا ہے......؟

(۴) سوال: فضائل کے باب کی ابتدائی پانچ احادیث میں فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کن کن فضائل وخصائل کو بیان کیا گیا ہے......؟

(۵) سوال: ''وہ عمر جسکے اعدا پہ شیدا سقر'' یہ کس کا شعر ہے، نیز اسکی تائید میں کوئی ایک روایت پیش فرمائیں......؟

(۶) سوال: محدَّث کون ہوتا ہے نیز حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس حوالے سے کیا بشارت دی گئی......؟

(۷) سوال: حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کی شان میں کیا فرمایا......؟

آپ کی رائے سے قرآن کی موافقت

حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ قرآن مجید آپ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔

رائے کے موافق نزول آیات:

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **فرماتے ہیں کہ قرآنِ کریم میں حضرت عمر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی رائیں موجود ہیں۔**(۱)

...... حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما سے روایت ہے کہ اگر کسی معاملہ میں لوگوں کی رائے دوسری ہوتی اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے دوسری۔ **توقرآن مجید حضرت عمر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔**(۲)

......اور حضرت مجاہد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ **سے مروی ہے کہ حضرت عمر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کسی معاملہ میں جو کچھ مشورہ دیتے تھے، قرآن شریف کی**

---

۱ ...(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۵۸۲۸، ۶/۲۶۹، الجزء ۱۲)

۲ ...(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص... الخ، الحدیث: ۳۷۰۲، ۵/۳۸۳)

آیتیں اسی کے مطابق نازل ہوتی تھیں۔(۱)

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ان کے رب نے ان سے اکیس باتوں میں موافقت فرمائی ہے۔(۲) ان میں سے چند باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

...... حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کی خدمت میں ہر طرح کے لوگ آتے جاتے ہیں اور حضور کی خدمت میں ازواج مطہرات بھی ہوتی ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ ان کو پردہ کرنے کا حکم فرمائیں۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میری اس عرض کے بعد امہات المؤمنین کے پردہ کے بارے میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ یعنی اور جب تم امہات المؤمنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔(۳) (پ ۲۲، ع ۴......تاریخ الخلفاء)

---

۱ ...(تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص ۹۶)

۲ ...(ہمیں کتبِ احادیث و شروحات میں یہ قول ان الفاظ سے ملا ہے کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ **اللہ تعالیٰ** نے تین اور بعض روایات کے مطابق چار باتوں میں میری موافقت فرمائی البتہ ۲۱ باتوں میں موافقت ائمہ کرام نے گنوائی ہے۔)

۳ ... (تاریخ الخلفاء، عمر بن الخطاب، فصل فی موافقات عمر، ص ۹۶)

......ملک شام سے ایک قافلہ کے ساتھ ابو سفیان کے آنے کی خبر پا کر رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اصحاب کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ سے ابو جہل کفارِ قریش کا ایک بھاری لشکر لے کر قافلہ کی امداد کے لیے روانہ ہوا۔ ابوسفیان تو راستہ سے ہٹ کر اپنے قافلہ کے ساتھ سمندر کے ساحل کی طرف چل پڑے۔ تو ابو جہل سے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ قافلہ تو بچ گیا اب مکہ معظمہ واپس چلو مگر اس نے انکار کر دیا اور حضور سیدِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کرنے کے ارادہ سے بدر کی طرف چل پڑا۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ ہم اس تیاری سے نہیں چلے تھے، نہ ہماری تعداد زیادہ ہے نہ ہمارے پاس کافی سامانِ اسلحہ ہے مگر اس وقت حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بدر کی طرف نکل کر کافروں سے مقابلہ کرنے ہی کا مشورہ دیا تو آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

﴿ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ﴾

یعنی اے محبوب! تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ (بدر کی طرف) برآمد کیا اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر

ناخوش تھا۔ (تاریخ الخلفاء) [(۱)]

وہ اللہ کا دشمن ہے جو۔۔۔؟

حضرت عبد الرحمن بن ابو یعلیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک یہودی حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملا اور آپ سے کہنے لگا کہ جبریل (علیہ السلام) فرشتہ جس کا تذکرہ تمہارے نبی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کرتے ہیں وہ ہمارا سخت دشمن ہے اس کے جواب میں حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓىٕكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِیْنَ﴾

یعنی جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔ [(۲)]

تو جن الفاظ کے ساتھ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہودی کو جواب دیا بالکل انہیں الفاظ کے ساتھ قرآن مجید کی یہ آیتِ کریمہ نازل

---

۱ ...(تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص۹۷، بزیادۃ)(الصواعق المحرقۃ، الباب الخامس، الفصل السادس، ص۱۰۰، بزیادۃ)

۲ ...(سورۃ البقرۃ، الآیۃ ۹۸، پ ۱)

ہوئی۔(۱) (پ ا،ع ۱۲)(تاریخ الخلفاء، ص ۸۴)

آیت مبارکہ کے آخری جملہ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِیْنَ﴾ سے معلوم ہوا کہ انبیاء وملائکہ کی عداوت کفر ہے اور محبوبانِ حق سے دشمنی کرنا خدائے تعالیٰ سے دشمنی کرنا ہے۔

سحری میں خصوصی رعایت:

پہلی شریعتوں میں روزہ افطار کرنے کے بعد کھانا پینا اور ہم بستری کرنا عشاء کی نماز تک جائز تھا۔ بعد نماز عشاء یہ ساری چیزیں رات میں بھی حرام ہو جاتی تھیں۔ یہ حکم حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ مبارک تک باقی رہا، یہاں تک کہ رمضان شریف کی رات میں نماز عشاء کے بعد حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہمبستری ہو گئی جس پر وہ بہت نادم اور شرمندہ ہوئے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

﴿اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآىٕكُمْ﴾(۲)

اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے

---

۱ ...(تاریخ الخلفاء ،ص ۹۸)(تفسیر بغوی،البقرة،الایة ۹۷، ۱/۶۱)(الریاض النضرة،الفصل السادس، ذکر اختصاصه بموافقة التنزیل، ۱/۲۹۵)

۲ ...(سورة البقرة،پ ۲،الآیة ۱۸۷)

پاس جانا(یعنی ان سے ہم بستری کرنا) تمہارے لیے حلال ہو گیا۔[1] (پ ۲،ع ۷)

منافق کی گردن ماردی:

بشر نامی ایک منافق تھا۔اس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا: چلو سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے فیصلہ کرالیں۔ منافق نے خیال کیا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حق فیصلہ کریں گے کبھی کسی کی طرفداری اور رعایت نہ فرمائیں گے۔ جس سے اس کا مطلب حاصل نہ ہو سکے گا اس لیے اس نے مدعیٔ ایمان ہونے کے باوجود کہا کہ ہم کعب بن اشرف یہودی کو پنچ بنائیں گے۔ یہودی جس کا معاملہ تھا وہ خوب جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے اور جو رشوت خور ہوتا ہے اس سے صحیح فیصلہ کی اُمید رکھنا غلط ہے اس لیے کعب کے ہم مذہب ہونے کے باوجود یہودی نے اس کو پنچ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو منافق کو فیصلہ کے لیے سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یہاں مجبوراً آنا پڑا۔

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو حق فیصلہ کیا وہ اتفاق سے یہودی کے موافق اور منافق کے مخالف ہوا۔ منافق حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ سننے کے بعد پھر یہودی کے درپے ہوا اور اسے مجبور کرکے حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس لایا۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ میرا اور اس کا معاملہ

---

[1] ... (تفسیر البغوی، سورۃ البقرۃ، الآیۃ ۱۸۷، ۱/۱۱۲)

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم طے فرما چکے ہیں۔ لیکن یہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلہ کو نہیں مانتا آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ٹھہرو میں ابھی آکر فیصلہ کیے دیتا ہوں۔ **یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لاکر اس منافق مدعیٔ ایمان کو قتل کر دیا اور فرمایا: جو اللّٰہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کو نہ مانے اس کے متعلق میرا یہی فیصلہ ہے تو بیان واقعہ کے لیے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:**

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا﴾ (پ۵،ع۶)

یعنی کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اُترا اور اس پر جو تم سے پہلے اُترا پھر چاہتے ہیں کہ اپنا پنچ شیطان کو بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے ہرگز نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے۔[1] (تفسیر جلالین وصاوی)

پھر کسی نے سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اطلاع کی کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس مسلمان کو قتل کر دیا جو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

---

[1] ... (صاوی مع جلالین، ۲/۴۰۰)

دربار میں فیصلہ کے لیے حاضر ہوا تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مجھے عمر سے ایسی اُمید نہیں کہ وہ کسی مومن کے قتل پر ہاتھ اٹھانے کی جرات کر سکے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے پھر مندرجہ ذیل آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۸۴)

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

یعنی تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ تسلیم کرلیں۔ پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں۔ اور دل سے مان لیں۔[1] (پ۵،ع۶)

ان واقعات سے خداوندِ قدوس کی بارگاہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عزت و عظمت کا پتا چلتا ہے کہ ان کی باتوں کے موافق وحیٔ الٰہی اور قرآن مجید کی آیتیں نازل ہوتی تھیں۔ مزید تفصیل جاننے کے لیے تاریخ الخلفاء وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، موافقتہ، ص ۹۸) (الدرالمنثور فی تفسیر الماثور، سورۃ النساء، الایۃ ۶۵، ۲/۵۸۵)

مشق

(۱) **سوال:** حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ارشاد کے مطابق کن تین باتوں میں **اللہ تعالیٰ** نے ان کی موافقت فرمائی......؟

(۲) **سوال:** یہودی کے جواب میں حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کیا فرمایا نیز اس موقع پر آپ کی موافقت میں کونسی آیت مبارکہ نازل ہوئی مع حوالہ تحریر کیجئے......؟

(۳) **سوال:** سورۃ البقرۃ کی اس آیت مبارکہ ﴿**اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآىٕكُمْ**﴾ کا شانِ نزول مع حوالہ بیان کیجئے......؟

(۴) **سوال:** حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس منافق کی گردن کیوں ماری نیز آپ کی تائید میں اس موقع پر کون سی آیتِ قرآنی نازل ہوئی......؟

آپ کی خلافت

خلیفہ کیسے مقرر ہوئے:

حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کا واقعہ علامہ واقدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی روایت کے مطابق یوں ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طبیعت علالت کے سبب بہت زیادہ ناساز ہو گئی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا جو عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں اور ان سے فرمایا کہ عمر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے...؟

انہوں نے کہا کہ میرے خیال میں تو وہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں جتنا کہ آپ ان کے بارے میں خیال فرماتے ہیں۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا کر ان سے بھی حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ مجھ سے زیادہ آپ ان کے بارے میں جانتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ تو بتلاؤ۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اور ہم لوگوں میں اِن کا مثل کوئی نہیں۔ پھر آپ نے سعید بن زید، اُسید بن حضیر اور دیگر انصار و مہاجرین رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن حضرات سے بھی مشورہ لیا اور ان کی رائیں معلوم کیں۔ حضرت اُسید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا کہ خدائے تعالیٰ

خوب جانتا ہے کہ آپ کے بعد حضرت عمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) سب سے افضل ہیں۔ وہ **اللہ** کی رضا پر راضی رہتے ہیں اور **اللہ** جس سے ناخوش ہوتا ہے اس سے وہ بھی ناخوش رہتے ہیں اور ان کا باطن ان کے ظاہر سے بھی اچھا ہے اور کارِ خلافت کے لیے ان سے زیادہ مستعد اور قوی شخص کوئی نظر نہیں آتا۔ پھر کچھ اور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھم آئے۔ ان میں سے ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا کہ حضرت عمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی سخت مزاجی سے آپ واقف ہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ اِن کو خلیفہ مقرر کریں گے تو خدائے تعالیٰ کے یہاں کیا جواب دیں گے...؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: خدا کی قسم! تم نے مجھ کو خوف زدہ کر دیا مگر میں بارگاہِ خداوندی میں عرض کروں گا کہ **یا اِلٰہَ العالمین!** میں نے تیرے بندوں میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے اور اے اعتراض کرنے والے! یہ جو کچھ میں نے کہا ہے تم دوسرے لوگوں کو بھی پہنچا دینا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا کر فرمایا: لکھیے:

بسم اللّٰہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یہ وصیت نامہ ہے جو ابو بکر بن ابو قحافہ نے اپنے آخری زمانہ میں دُنیا سے رُخصت ہوتے وقت اور عہدِ آخرت کے شروع میں عالمِ بالا میں داخل ہوتے وقت لکھایا ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب کہ ایک کافر بھی ایمان لے آتا ہے۔ ایک فاسق و فاجر بھی یقین کی روشنی حاصل کر لیتا ہے اور ایک جھوٹا بھی سچ بولتا ہے۔

مسلمانو! اپنے بعد میں نے تمہارے اوپر عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ منتخب کیا ہے۔ ان کے احکام کو سننا اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ میں نے حتی الامکان خدا اور رسول، دین اور اپنے نفس کے بارے میں کوئی تقصیر و غلطی نہیں کی ہے۔ اور جہاں تک ہو سکا تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ (یعنی حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) عدل و انصاف سے کام لیں گے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو میرے خیال کے مطابق ہو گا اور اگر انہوں نے عدل و انصاف کو چھوڑ دیا اور بدل گئے تو ہر شخص اپنے کیے کا جواب دہ ہو گا اور اے مسلمانو! میں نے تمہارے لیے نیکی اور بھلائی ہی کا قصد کیا ہے۔ ﴿وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴾[1] یعنی اور ظالم عنقریب جانیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔

پھر آپ نے اس وصیت نامہ کو سربمہر کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مہر بند ہو گیا تو آپ نے اسے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حوالے کر دیا جسے لے کر وہ گئے لوگوں نے راضی خوشی سے حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

[1] ... (سورۃ الشعراء، الایۃ ۲۲۷، پ ۱۹)

کو تنہائی میں بلا کر کچھ وصیتیں فرمائیں۔

اور جب وہ چلے گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کے لیے ہاتھ اٹھایا اور عرض کیا: **یا الٰہ العالمین! یہ جو کچھ میں نے کیا ہے اس سے میری نیت مسلمانوں کی فلاح و بہبود ہے۔ تو اس بات سے خوب واقف ہے کہ میں نے فتنہ و فساد کو روکنے کے لیے ایسا کام کیا ہے۔** میں نے اِس کے بارے میں اپنی رائے کے اجتہاد سے کام لیا ہے۔ مسلمانوں میں جو سب سے بہتر ہے میں نے اس کو ان کا والی بنایا ہے اور وہ ان میں سب سے قوی اور نیکی پر حریص ہے۔

اور یا الٰہ العالمین! میں تیرے حکم سے تیری بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں۔ خداوند! تو ہی اپنے بندوں کا مالک و مختار ہے اور ان کی باگ دوڑ تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے۔ **یا الٰہ العالمین!** ان لوگوں میں درستگی اور صلاحیت پیدا کرنا اور عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کو خلفائے راشدین میں سے کرنا اور ان کے ساتھ ان کی رعیت کو اچھی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرما۔[1]

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

رافضی لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جو اپنی زندگی میں خلیفہ منتخب کیا تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخالفت کی اس لیے

---

۱ . . . (السنن الکبریٰ، کتاب قتال اہل البغی، باب الاستخلاف، الحدیث: ۱۶۵۷۶، ۸/۲۵۷) (الطبقات الکبریٰ، باب ذکر وصیۃ ابی بکر، ۳/۱۴۸)

کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ظاہری زندگی میں کسی کو خلیفہ نہیں بنایا حالانکہ وہ اچھائی اور بُرائی کو خوب جانتے تھے اور اپنی اُمت پر پوری پوری شفقت ورافت رکھتے تھے مگر اس کے باوجود آپ نے اُمت پر کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی زندگی میں خلیفہ نامزد کر دیا جو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کھلی ہوئی مخالفت ہے۔

اس اعتراض کے تین جواب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہِ الرحمۃُ و الرِضوان **نے تحریر فرمائے ہیں** اور وہ یہ ہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اپنی ظاہری زندگی میں اُمت پر خلیفہ نہ بنانا کھلا ہوا جھوٹ اور بہتان ہے اس لیے کہ رافضی سب کے سب اس بات کے قائل ہیں کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ بنایا تھا لہٰذا اگر حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی سنتِ نبوی کی پیروی میں خلیفہ منتخب کر دیا تو اس میں مخالفت کہاں سے لازم آگئی۔

اور اگر جواب کی بنیاد مذہبِ اہلسنت پر رکھیں تو اہلسنت کے محققین اس بات کے قائل ہیں کہ سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نماز اور حج میں اپنا نائب و خلیفہ بنایا ہے اور صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن جو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رمز شناس، آپ کے کاموں کی باریکیوں سے آگاہ اور آپ کے اشاروں کو اچھی طرح سمجھتے تھے ان

کے لیے اتنا ہی اشارہ کافی تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صرف اس نقطۂ نظر سے خلافت نامہ لکھوایا کہ عرب و عجم کے نو مسلم بغیر تصریح و تنصیص کے اس سے واقف نہ ہو سکیں گے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس وجہ سے خلیفہ نہیں مقرر فرمایا کہ آپ وحیٔ الٰہی سے پورے یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ آپ کے بعد حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی خلیفہ ہوں گے، صحابہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن انہی پر اتفاق کریں گے اور کوئی دوسرا اس میں دخل اندازی نہیں کرسکے گا۔ چنانچہ احادیثِ کریمہ جو اہلسنت کی صحیح کتابوں میں موجود ہیں اس بات پر واضح طریقے سے دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "**یَأبَی اللّٰه وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْر**"

یعنی اللہ اور مسلمان ابو بکر کے سوا کسی کو قبول نہ کریں گے۔[1] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

......اور حدیث شریف میں ہے "**فَاِنَّه خَلِیْفَةٌ مِنْ بَعْدِیْ**" یعنی میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہونگے۔[2] (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ)

اور جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یقینِ کامل تھا کہ خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ہوں گے تو خلافت نامہ لکھنے کی کوئی حاجت نہ تھی۔ چنانچہ

---

۱ . . . (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر، الحدیث: ۲۳۸۷، ص ۱۳۰۱)

۲ . . . (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحدیث: ۳۲۲۶۰، ۷/۳۰، الجزء ۱۳)

مسلم شریف میں ہے کہ مرضِ وفات میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کے صاحبزادے کو بلایا تاکہ خلافت نامہ لکھیں۔ **پھر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اور مسلمان ابو بکر کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ نہیں بنائیں گے، لکھنے کی حاجت کیا ہے...؟** تو آپ نے ارادہ ترک فرمادیا بخلاف حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کہ آپ کے پاس وحی نہیں آتی تھی اور نہ آپ کو اس بات کا قطعی علم تھا کہ میرے بعد لوگ بلاشبہ عمر بن خطاب کو خلیفہ بنائیں گے اور اپنی عقل سے اسلام اور مسلمانوں کے لیے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کو اچھا سمجھتے تھے اس لیے ان پر ضروری تھا کہ جس چیز میں امت کی بھلائی دیکھیں اس پر عمل کریں۔

بحمد اللہ تعالیٰ آپ کی عقل نے صحیح کام کیا کہ اسلام کی شوکت، انتظامِ اُمورِ سلطنت اور کافروں کی ذلت جس قدر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھوں ہوئی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔

اور تیسرا جواب یہ ہے کہ خلیفہ نہ بنانا اور چیز ہے اور خلیفہ بنانے سے منع کرنا اور چیز ہے۔ مخالفت جب لازم آتی کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خلیفہ بنانے سے روکتے اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خلیفہ بنادیتے اور اگر خلیفہ بنانا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخالفت کرنا ہے تو لازم آئے گا کہ

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ بنا کر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخالفت کی۔ **العیاذ باللہ تعالیٰ** (تحفۂ اثنا عشریہ)[1]

حضرت عمر کو خلیفہ بنانے کی حکمت:

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے بعد خلیفہ بنا کر نہایت عقلمندی اور دانشمندی سے کام لیا اس لیے کہ وہ جانتے تھے اسلام اپنی خوبیوں کی بنا پر روز بروز پھیلتا ہی جائے گا۔ بڑی بڑی سلطنتیں زیرِ نگیں ہوں گی اور بڑے بڑے ممالک فتح ہوں گے، جہاں سے بہت مالِ غنیمت آئے گا۔ لوگ خوشحال و مالدار ہو جائیں گے اور مالداری کے بعد اکثر دنیا داری آ جاتی ہے دینداری کم ہو جاتی ہے۔ **اس لیے اب میرے بعد عمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **جیسے شخص کو خلیفہ ہونا ضروری ہے جو دین کے معاملہ میں بہت سخت ہیں اور شریعت کے معاملہ میں کسی کی پروا نہیں کرتے ہیں۔**

جو خلافتِ شیخین کا منکر ہو......؟

حضرت سفیان ثوری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے یہ خیال کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما سے زیادہ

[1] ... (تحفۂ اثنا عشریہ مترجم، ص ۵۲۸، ۵۲۷)

خلافت کے مستحق اور حق دار حضرت **علی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے تو اس نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما کو خطاکار ٹھہرانے کے ساتھ تمام انصار و مہاجرین رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو بھی خطاکار ٹھہرایا۔[1] **العیاذ باللّٰہ تعالیٰ**

(تاریخ الخلفاء، ص ۸۳)

کراماتِ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بہت سی کرامتیں بھی ظاہر ہوئیں ہیں۔ جن میں سے چند کرامتوں کا ذکر آپ کے سامنے کیا جاتا ہے۔

ندائے فاروقی نے فتح دلادی:

علامہ ابو نعیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دلائل میں حضرت عمر بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جمعہ کا خطبہ فرمارہے تھے، یکایک آپ نے درمیان میں خطبہ چھوڑ کر تین بار یہ فرمایا: **یَا سَارِیَۃُ الْجَبَل !** یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ **یَا سَارِیَۃُ الْجَبَل !** اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ **یَا سَارِیَۃُ الْجَبَل !** اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ اس

---

[1] ... (حلیۃ الاولیاء، سفیان ثوری، الرقم ۹۴۶۹، ۷/۳۳) (تاریخ الخلفاء ص، عمر بن خطاب، اقوال الصحابۃ والسلف فیہ، ۹۶)

طرح حضرت ساریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پکار کر پہاڑ کی طرف جانے کا حکم دیا اور اس کے بعد پھر خطبہ شروع فرمادیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بعدِ نماز حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے دریافت کیا کہ آپ تو خطبہ فرمارہے تھے پھر یکایک بلند آواز سے کہنے لگے: **يَا سَارِيَةُ الْجَبَل!** تو یہ کیا معاملہ تھا...؟

حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا قسم ہے خدائے ذوالجلال کی! میں ایسا کہنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ "**رَاَيْتُهُمْ يُقَاتِلُوْنَ عِنْدَ جَبَلٍ يُؤْتَوْنَ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ فَلَمْ اَمْلِكْ اَنْ قُلْتُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَل**"

یعنی میں نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور کفار ان کو آگے اور پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہہ دیا: اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔

اس واقعہ کے کچھ روز بعد حضرت ساریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قاصد ایک خط لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ ہم لوگ جمعہ کے دن کفار سے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ ہم شکست کھا جاتے کہ عین جمعہ کی نماز کے وقت ہم نے کسی کی آواز سنی۔

يَا سَارِيَةُ الْجَبَل! اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔ اس آواز کو سن کر ہم پہاڑ کی طرف چلے گئے تو خدائے تعالیٰ نے کافروں کو شکست دی، ہم نے

انہیں قتل کر ڈالا۔ اس طرح ہم کو فتح حاصل ہو گئی۔ [1] (تاریخ الخلفاء، ص ۸۶)

حضرت ساریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہاوند میں لڑائی کر رہے تھے جو ایران میں صوبہ آذر بائیجان کے پہاڑی شہروں میں سے ہے اور مدینہ طیبہ سے اِتنی دور ہے کہ اُس زمانہ میں وہاں سے چل کر ایک ماہ کے اندر نہاوند نہیں پہنچ سکتے تھے۔ جیسا کہ **حاشیہ اشعۃ اللمعات جلد چہارم، ص ۶۰۱** میں ہے کہ "**نہاوند در (ایران) صوبہ آذر بائیجان از بلاد جبال ست کہ از مدینہ بیک ماہ آنجانتوان رسید...**

توجب نہاوند مدینہ طیبہ سے اِتنی دُور ہے کہ اِس زمانہ میں آدمی وہاں سے چل کر ایک ماہ میں نہاوند نہیں پہنچ سکتا تھا مگر حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے مسجدِ نبوی میں خطبہ فرماتے ہوئے حضرت ساریہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کو نہاوند میں لڑتے ہوئے ملاحظہ فرمایا اور آپ نے یہ بھی دیکھا کہ دشمن مسلمانوں کو آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں اور پہاڑ قریب میں ہے' پھر آپ نے انہیں آواز دے کر پہاڑ کی طرف جانے کا حکم فرمایا اور بغیر کسی مشین کی مدد کے اپنی آواز کو وہاں تک پہنچا دیا۔ یہ حضرت عمر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی کھلی ہوئی کرامت ہے۔**

---

[1] ... (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۵۷۸۵، ۳۵۷۸۳، ۲/۲۵۶، الجزء ۱۲) (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، کرامتہ، ص ۹۹)

ہر کہ عشقِ مصطفٰے سامانِ اوست

بحر و بر در گوشئہ دامانِ اوست

حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس کرامت کو امام بیہقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی روایت کی ہے جو حدیث کی مشہور و معتمد کتاب **مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۵۴۶** پر بھی لکھی ہوئی ہے۔

تیرے لب سے جو بات نکلی:

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے...؟ اس نے کہا: جمرہ یعنی چنگاری۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے باپ کا نام دریافت فرمایا تو اس نے کہا: شہاب یعنی شعلہ۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس سے پوچھا: تمہارے قبیلہ کا نام کیا ہے...؟ اس نے کہا: حَرَقہ یعنی آگ۔ اور جب آپ نے اس کے رہنے کی جگہ دریافت کی تو اس نے حُرہ بتایا یعنی گرمی۔ آپ نے پوچھا کہ حرہ کہاں ہے...؟ اس نے کہا: ذات نطٰی (شعلہ والی) جگہ میں۔ **ان سارے جوابات کو سننے کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے فرمایا: "اَدْرِکْ اَھْلَکَ فَقَدِ احْتَرَقُوْا" یعنی اپنے اہل و عیال کی خبر لو کہ وہ سب جل کر مر گئے۔** جب وہ شخص اپنے گھر واپس ہوا تو دیکھا واقعی اس کے گھر کو آگ لگ

گئی تھی اور سب لوگ جل کر مر گئے تھے۔[1] (تاریخ الخلفاء، ص۸۶)

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مؤمن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

دریائے نیل جاری کر دیا:

حضرت ابوالشیخ کتاب العصمت میں حضرت قیس بن حجاج رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانۂ خلافت میں مصر کو فتح کیا تو اہلِ عجم ایک مقررہ دن پر حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے اور کہا: "**یَاۤ اَیُّھَا الْاَمِیْرُ اِنَّ لِنِیْلِنَا ھٰذَا سُنَّۃً لَا یَجْرِیْ اِلَّا بِھَا**" یعنی اے حاکم! ہمارے اس دریائے نیل کے لیے ایک پُرانا طریقہ چلا آرہا ہے کہ جس کے بغیر وہ جاری نہیں رہتا ہے بلکہ خشک ہو جاتا ہے اور ہماری کھیتی کا دارومدار اسی دریائے نیل کے پانی ہی پر ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ دریائے نیل کے جاری رہنے کا وہ پُرانا طریقہ کیا ہے...؟

ان لوگوں نے کہا کہ جب اس مہینہ کے چاند کی گیارہویں تاریخ آتی ہے تو

---

[1] ... (مؤطا امام مالک بروایہ یحیی اللیثی، کتاب الستئذان، باب مایکرہ من الاسماء، الحدیث: ۱۸۷۰، ۲/۴۵۳) (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، کرامتہ، ص ۱۰۰)

ہم لوگ ایک کنواری جوان لڑکی کو منتخب کرکے اس کے ماں باپ کو راضی کرتے ہیں پھر اسے بہترین قسم کے زیورات اور کپڑے پہناتے ہیں اس کے بعد لڑکی کو دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے فرمایا: "اِنَّ ھٰذَا لَا یَکُوْنُ اَبَدًا فِی الْاِسْلَام "یعنی اسلام میں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہ تمام باتیں لغواور بے سروپا ہیں۔ اسلام اس قسم کی تمام باطل باتوں کو مٹانے آیا ہے۔ وہ لڑکی کو دریائے نیل میں ڈالنے کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتے۔** آپ کے اس جواب کے بعد وہ لوگ واپس چلے گئے کچھ دنوں کے بعد واقعی دریائے نیل بالکل خشک ہو گیا۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگ وطن چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ معاملہ دیکھا تو ایک خط لکھ کر حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سارے حالات سے مطلع کیا۔

آپ نے خط پڑھنے کے بعد حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تحریر فرمایا کہ تم نے مصریوں کو بہت عمدہ جواب دیا۔ بے شک اسلام اس قسم کی تمام لغو اور بے ہودہ باتوں کو مٹانے کے لیے آیا ہے۔ میں اس خط کے ہمراہ ایک رقعہ روانہ کر رہا ہوں تم اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

جب وہ رقعہ حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پہنچا تو آپ نے اسے کھول کر پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا "**مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عُمَرَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ**

اِلیٰ نِیْلِ مِصْر، اَمَّا بَعْدُ فَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ قِبَلِکَ فَلَا تَجْرِ وَاِنْ کَانَ اللّٰہ یُجْرِیْکَ فَاَسْئَلُ اللّٰہَ الْوَاحِدَ الْقَھَّارَ اَنْ یُّجْرِیَکَ"

یعنی اللہ کے بندے عمر امیر المؤمنین کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کو معلوم ہو کہ اگر تو بذاتِ خود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر خدائے عزوجل تجھ کو جاری فرماتا ہے تو میں اللہ واحدِ قہار سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔

حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس رُقعہ کو رات کے وقت دریائے نیل میں ڈال دیا۔ مصر والے جب صبح کو نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس کو اِس طرح جاری فرمادیا ہے کہ سولہ ہاتھ پانی اور چڑھا ہوا ہے۔ پھر دریائے نیل اس طرح کبھی نہیں سوکھا اور مصر والوں کی یہ جاہلانہ رسم ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔[1] (تاریخ الخلفاء، ص۸۷)

یہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بہت بڑی کرامت ہے کہ آپ نے دریائے نیل کے نام خط لکھا اور خدائے عزوجل سے دُعا کی۔ تو وہ دریائے نیل جو ہر سال ایک کنواری لڑکی کی جان لیے بغیر جاری نہیں ہوتا تھا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے

---

۱ . . . (تاریخ مدینہ دمشق، عمر بن خطاب، ۴۴/۳۳۶) (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۰)

خط سے ہمیشہ کے لیے جاری ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ آپ بحر و بر دونوں پر حکومت فرماتے تھے۔ ایک شاعر نے بہت خوب کہا ہے۔

یاد او گر مونس جانت بود
ہر دو عالم زیر فرمانت بود

شیر نے حفاظت کی:

خلافتِ فاروقی کا زمانہ تھا ایک عجمی شخص مدینہ طیبہ میں آیا جو حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تلاش کر رہا تھا۔ کسی نے بتایا کہ کہیں آبادی کے باہر سو رہے ہوں گے۔ وہ شخص آبادی کے باہر نکل کر آپ کو تلاش کرنے لگا یہاں تک کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس حالت میں پایا کہ وہ زمین پر سر کے نیچے زرہ رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ اس نے دل میں سوچا۔ ساری دُنیا میں اس شخص کی وجہ سے فتنہ برپا ہے۔ اس لیے کہ اس وقت ایران اور دوسرے ملکوں میں اسلامی فوجوں نے تہلکہ مچا رکھا تھا لہذا اس کو قتل کر دینا ہی مناسب ہے اور آسان بھی ہے اس لیے کہ آبادی کے باہر سوتے ہوئے شخص کو مار ڈالنا کوئی مشکل بات نہیں۔

یہ سوچ کر اس نے نیام سے تلوار نکالی اور آپ کی ذاتِ بابرکات پر وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ غیب سے دو شیر نمودار ہوئے اور اس عجمی کی طرف بڑھے۔ اس منظر کو دیکھ کر وہ چیخ پڑا۔ اس کی آواز سے حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

جاگ اُٹھے۔ آپ کے بیدار ہونے پر اس نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا اور پھر مسلمان ہو گیا۔ (۱)

یہ بھی آپ کی ایک کرامت ہے کہ شیر جو انسان کے جان لیوا ہیں وہ آپ کی حفاظت کے لیے نمودار ہو گئے اور کیوں نہ ہو کہ "مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰه لَه" یعنی جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور اس طرح اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

ولی کی روحانی طاقت:

حضرت علامہ امام رازی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه سورۂ کہف کی آیت کریمہ ﴿ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ﴾ کی تفسیر میں بخاری شریف کی حدیث "اِذَا اَحْبَبْتُه كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ يَسْمَعُ بِه وَبَصَرَهُ الَّذِیْ يُبْصِرُ بِه وَيَدَهُ الَّتِیْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ يَمْشِی بِهَا . . . الخ" (۲) نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں "اَلْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ الْمَقَامَ الَّذِیْ يَقُوْلُ اللّٰه كُنْتُ لَه سَمْعاً وَّبَصراً فَاِذَا صَارَ

---

۱ . . . (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ، مقصد دوم، الفصل الرابع، ۴/۱۰۹)

۲ . . . (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: ۶۵۰۲، ۴/۲۴۵)

نُوْرُ جَلَالِ اللّٰہ سَمْعًا لَہ سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَ الْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِکَ النُّوْرُ یَدًا لَہ قَدَرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی السَّھلِ وَ الصَّعْبِ وَ الْقَرِیْبِ وَ الْبَعِیْدِ"

یعنی جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو اس مقامِ رفیع تک پہنچ جاتا ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے "کُنْتُ لَہ سَمْعًا وَّ بَصَرًا" فرمایا ہے تو جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے اور جب یہی نورِ جلال اس کی نظر ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے اور جب یہی نورِ جلال اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ بندہ آسان و مشکل اور دور و نزدیک کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔[1]

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

روحانی علاج

۞......ھُوَاللّٰہُ الرَّحِیْم ۔ جو ہر نماز کے بعد 7 بار پڑھ لیا کرے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیطان کے شر سے بچا رہے گا اور اُس کا ایمان پر خاتمہ ہوگا۔

۞......یَامَلِکُ۔ 90 بار جو غریب و نادار روزانہ پڑھا کرے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ غربت سے نجات پا کر مالدار ہو۔ **(ہر ورد کے اول و آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)** (فیضان سنت، ج۱، ص ۱۶۸ تا ۱۷۰ ملتقطاً)

۱... (التفسیر الکبیر، سورۃ الکہف، تحت الآیۃ ۹ تا ۱۲، ۷/۴۳۶)

مشق

(۱) **سوال:** حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خلیفہ کیسے مقرر ہوئے، مفصل ذکر کیجئے......؟

(۲) **سوال:** حضرت عمر کو خلیفہ بنانے پر وارد ہونے والے اعتراض و جواب کو مفصل ذکر کیجئے نیز آپ کو خلیفہ بنانے کی حکمت بھی بیان کیجئے......؟

(۳) **سوال:** شیخین کی خلافت کا منکر کن آفتوں کا سزاوار ہے......؟

(۴) **سوال:** حضرت ساریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ والی روایت کس عقیدۂ اہلسنت کی اور کس طرح مؤید ہے، نیز گھر جلنے والی حکایت سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے......؟

(۵) **سوال:** حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریائے نیل کے نام کیوں اور کس طرح کا خط لکھا......؟

(۶) **سوال:** مذکورہ روایت میں عجمی کے ایمان لانے کا ذکر ہے، اس کا کیا سبب بنا......؟

عدالتِ فاروقی

حضرت عمر اور بادشاہ جبلہ بن الایہم:

اوس و خزرج کے بعض قبیلوں نے ملکِ شام میں ایک چشمہ پر جس کا نام غسان تھا ڈیرہ ڈالا اور اس علاقہ کے کچھ شہروں پر قبضہ کر لینے کے بعد ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر دی اور ملوکِ غسانیہ کے معزز نام سے مشہور ہو گئے۔ ملوکِ غسان میں سب سے پہلا بادشاہ جفنہ ہوا ہے اور سب سے آخری بادشاہ جبلہ بن الایہم، وہ پہلے بت پرست تھے، پھر رومی بادشاہوں کے ساتھ تعلق کی وجہ سے اپنا قدیم مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے۔ قریش مکہ کے بعد سب سے زیادہ جن کو اسلام کی قوت توڑ دینے اور اس کو صفحہ ہستی سے مٹادینے کی فکر تھی وہ ملوکِ غسان تھے، عرب کے دوسرے قبیلے اگرچہ مقابلہ کے لیے آمادہ ہوئے تھے لیکن ان کے پاس باقاعدہ لشکر نہ تھا اور نہ کسی قسم کا اہم ساز و سامان تھا مگر غسانیوں کی سلطنت نہایت باقاعدہ اور منظم تھی اور ان کا لشکر بھی آراستہ تھا، اور سب سے زیادہ یہ کہ ایک زبردست بادشاہ قیصرِ روم سے ان کے تعلقات تھے جو ہر وقت ان کی امداد پر آمادہ اور مستعد تھا۔

ملکِ غسان مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے سوچ ہی رہا تھا کہ اسی دوران میں سرکارِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قاصد حضرت شجاع بن وہب الاسدی

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کے نام حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خط لے کر ایسے وقت میں پہنچے جب کہ قیصرِ روم کسریٰ کے مقابلہ سے فارغ ہو کر شکرانہ ادا کرنے کے لیے بیت المقدس آیا ہوا تھا اور غسان کا بادشاہ اس کی دعوت کے انتظام میں مشغول تھا، اسی سبب سے کئی روز تک حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قاصد حضرت شجاع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وہاں ٹھہرنا پڑا اور کئی روز تک رسائی نہ ہو سکی، آخر کسی طرح ایک روز حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قاصد ملکِ غسان کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے جو نامہ مبارک اس کو دیا اس کا مضمون یہ تھا،

"**اِنِّیۡ اَدۡعُوۡکَ اِلٰی اَنۡ تُؤۡمِنَ بِاللّٰہِ وَحۡدَہٗ یَبۡقٰی لَکَ مُلۡکُکَ**" یعنی میں تم کو صرف ایک خدا پر ایمان لانے کی طرف بلاتا ہوں، اگر تم ایمان لے آئے تو تمہارا ملک تمہارے لیے باقی رہے گا۔

شاہِ غسان سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خط پڑھ کر بھڑک اٹھا اور غصہ سے کہا کہ میرا ملک کون چھین سکتا ہے میں خود مدینہ پر حملہ کروں گا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا اور قاصد سے کہا کہ جا کر یہی بات محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے کہہ دینا۔

حضرت شجاع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ پہنچ کر جب میں نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے غسان کے بادشاہ کی پوری کیفیت بیان کی

تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بَادَ مُلْکُہ" یعنی اس کا ملک تباہ و برباد ہو گیا۔(۱)

سیرۃِ حلبیہ میں ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نامہ مبارک حارث غسانی کے نام تھا۔(۲) اور **ابن ہشام** وغیرہ دوسرے مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت **شجاع** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نامہ مبارک جبلہ بن الایہم کے یہاں لے کر گئے تھے۔(۳)

الغرض حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نامہ مبارک بھیجنے کا یہ اثر ہوا کہ جو آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی وہ بھڑک اٹھی اور ملک غسان اپنی پوری قوت کے ساتھ آمادۂ جنگ ہوا یہاں تک کہ غسانیوں ہی کی عداوت کے نتیجہ میں موتہ کا سخت ترین معرکہ ہوا جس میں مسلمانوں کو بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑا کہ بہت سے سپاہی اور کئی ایک چیدہ و برگزیدہ سپہ سالار اس جنگ میں شہید ہو گئے۔

مدینہ طیبہ پر غسانی بادشاہ کے حملہ کی خبر جب قاصد کے ذریعہ پہنچی تو مسلمان بہت تشویش اور فکر میں ہوئے کہ اگرچہ **اللہ** کے محبوب دانائے خفایا و غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد کے مطابق ملک غسان خائب و خاسر

---

۱ . . . (مدارج النبوۃ، قسم سوم، باب ششم، ۲/۲۲۸)

۲ . . . (السیرۃ الحلبیۃ، باب بیان کتبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔ الخ، ۳/۳۵۷)

۳ . . . (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، خروج رسول اللہ الی الملوک، الجزء ۴، ص ۵۱۱)

ہو گا اور اس کا ملک تباہ و برباد ہو گا لیکن مدینہ شریف پر اس کے حملہ سے نہ معلوم کتنی جانیں ضائع ہوں گی، کتنی عورتیں بیوہ ہو جائیں گی اور نہ معلوم کتنے بچے یتیم ہو جائیں گے مگر **اللہ تعالیٰ** نے اس کے حملہ سے مدینہ طیبہ کو محفوظ رکھا۔

غسانی بادشاہ جس کے مدینہ شریف پر حملہ کرنے کی خبر گرم تھی وہ حارث تھا یا جبلہ بن الایہم...؟ اس میں اختلاف ہے۔ طبرانی میں حضرت **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جو روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غسانی بادشاہ جبلۃ بن الایہم تھا۔

الغرض جبلہ بن الایہم نے مسلمانوں سے دشمنی ظاہر کرنے میں کوئی کمی نہیں رکھی مگر اس کے باوجود وہ اسلام کی خوبیوں سے واقف تھا۔ اس کے کانوں تک اسلام کی اچھائیاں پہنچتی رہتی تھیں۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سچائی کی دلیلوں اور نشانیوں کا بھی اسے علم ہوتا رہتا تھا، انصار حضرات کا مسلمان ہو کر سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے یہاں ٹھہرانا اور ان کی حفاظت و حمایت کے لیے جان و مال کو قربان کر دینا بھی آہستہ آہستہ اس کے اندر اسلام کی محبت پیدا کر رہا تھا اس لیے کہ انصار اور جبلۃ دونوں ایک ہی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

بالآخر اسلام کی محبت اس کے دل میں بڑھتی گئی یہاں تک کہ حضرت عمر

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کے زمانہ میں وہ محبت اس قدر بڑھ گئی (1) ں نے خود حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لکھا کہ میں اسلام میں داخل ہونے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں، آپ نے نہایت خوشی سے تحریر فرمایا کہ تم بلا کھٹک چلے آؤ "وَلَکَ مَالَنَا وَعَلَیْکَ مَاعَلَیْنَا" یعنی ہر حال میں تم ہماری طرح ہو جاؤ گے۔

جبلہ بادشاہ اپنے قبیلہ 'عک' اور غسان کے پانچ سو آدمیوں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا۔ جب مدینہ منورہ صرف دو منزل رہ گیا تو اس نے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں اطلاع بھیجی کہ میں حاضر ہو رہا ہوں اور اپنے لشکر کے دو سو سواروں کو حکم دیا کہ زربفت و حریر کی سرخ وزرد وردیاں پہنیں اور گھوڑوں پر دیباج کی جھولیں ڈال کر ان کے گلے میں سونے کے طوق پہنائیں اور اپنا تاج سر پر رکھا پھر پوری شان دکھلانے کے لیے اپنے خاندان کی بہترین اور مایہ ناز قرط ماریہ تاج میں لگائیں۔ ماریہ تمام غسانی بادشاہوں کی دادی تھی، اس کے پاس دو بالیاں تھیں جن میں دو موتی کبوتر کے انڈے کے برابر لگے ہوئے تھے، یہ بالیاں اپنی خوبصورتی اور بیش قیمت موتیوں کی وجہ سے بے مثل سمجھی جاتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ پوری دنیا کے بادشاہوں کے خزانوں میں ایسے موتی اور ایسی بالیاں نہیں تھیں، ملوکِ غسان کو ان پر فخر تھا اور وہ ان کو بیش قیمت اور نادر ہونے کے علاوہ اپنی صاحبِ اقبال دادی کی یادگار سمجھ کر ان بالیوں کا نہایت احترام کرتے تھے اور اسی

وجہ سے جبلہ نے یہ دکھلانے کو کہ اپنی اس شاہانہ حیثیت اور حالتِ آزادی وخود مختاری کو چھوڑ کر دینِ اسلام میں داخل ہو کر امیر المؤمنین کی پیروی کو گوارا کرتا ہوں، ان بیش قیمت بالیوں کو بھی اپنے تاج میں لگالیا تھا، اس طرح بڑی شان و شوکت کے ساتھ مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کو تیار ہوا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسلمانوں کو جبلہ کے استقبال کرنے اور تعظیم و تکریم کے ساتھ اتارنے کا حکم دیا مدینہ منورہ میں خوشی اور مسرت کا جوش پھیلا ہوا تھا، بچے اور بوڑھے سبھی اس جلوس کے نظارہ کو دیکھنے کے لیے اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑے، مسلمانوں کے لیے حقیقت میں اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کون سی بات ہو سکتی تھی کہ مذہب اسلام جس کے پھیلانے کی خدمت ان کے سپرد ہوئی تھی، اس کے اندر اس طرح راضی اور خوشی سے بڑے بڑے بادشاہ داخل ہو، مگر اس وقت یہ خوشی اس وجہ سے اور دوبالا ہو رہی تھی کہ وہی غسان کا بادشاہ جس کے حملہ کا چرچا مدینہ طیبہ میں گھر گھر تھا اور جس کے ڈر سے سب سہم رہے تھے، آج وہی بادشاہ اس طرح سر تسلیم خم کیے ہوئے مدینہ منورہ میں داخل ہو رہا ہے یہ سب خدائے تعالیٰ کی قدرت اور اسلام کی ایک کرامت تھی اور اسی وجہ سے سب چھوٹے بڑے اس جلوس کو دیکھنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

الغرض بڑی شان و شوکت اور نہایت تعظیم و تکریم سے استقبالیہ جماعت کے جھرمٹ میں شاہانہ جلوس کے ساتھ جبلہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا، حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مہمان داری کے مراسم میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی اور مدینہ طیبہ میں ان نئے مہمانوں کی آمد سے خوب چہل پہل رہی... اتفاق سے زمانہ حج قریب تھا حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر سال حج کے لیے مکہ معظمہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس سال جب وہ حج کے لیے نکلے تو جبلہ بھی ساتھ میں روانہ ہوا، وہاں بدقسمتی سے یہ بات پیش آگئی کہ طواف کی حالت میں جبلہ کی لنگی پر جو بوجہ شانِ بادشاہی زمین پر گھسٹتی ہوئی جارہی تھی، قبیلہ فزارہ کے ایک شخص کا پاؤں پڑ گیا، جس کے سبب لنگی کھل گئی۔ جبلہ کو غصہ آیا اور اس نے اتنی زور سے منہ پر گھونسا مارا کہ اس کی ناک ٹیڑھی ہوگئی۔

یہ مقدمہ خلیفہ کی عدالت میں پہنچا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بغیر کسی رعایت کے حق فیصلہ کرتے ہوئے جبلہ سے فرمایا کہ یا تو تم کسی طرح مدعی کو راضی کرلو ورنہ بدلہ دینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جبلہ جو اپنے کو بڑی شان والا سمجھتا تھا، یہ خلافِ اُمید فیصلہ اسے سخت ناگوار گزرا اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خوب جانتے تھے کہ جبلہ کو یہ فیصلہ ناگوار گزرے گا، مگر آپ نے اس کی کوئی پروانہ کی اور بادشاہ کا لحاظ کیے بغیر حق فیصلہ سنا دیا۔ اس نے کہا: ایک معمولی آدمی کے عوض مجھ

سے بدلہ لیا جائے گا۔ میں بادشاہ ہوں اور وہ ایک عام آدمی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ بادشاہ اور رعیت کو اسلام نے اپنے احکام میں برابر کردیا ہے، کسی کو کسی پر فضیلت ہے تو تقویٰ اور پرہیزگار کے سبب ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾[1] (پ۲۶،ع۱۴)

جبلہ نے کہا کہ میں تو یہ سمجھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا کہ میں پہلے سے زیادہ معزز اور محترم ہو کر رہوں گا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ اسلامی قانون کا فیصلہ یہی ہے جس کی پابندی ہم پر اور تم پر لازم ہے۔ اس کے خلاف کچھ ہرگز نہیں ہوسکتا، تم کو اپنی عزت قائم رکھنی ہے تو اس کو کسی طرح راضی کرلو ورنہ عام مجمع میں بدلہ دینے کو تیار ہو جاؤ۔ جبلہ نے کہا: تو میں پھر عیسائی ہو جاؤں گا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: تو اب اس صورت میں تیرا قتل ضروری ہوگا، اس لیے کہ جو مرتد ہو جاتا ہے اسلام میں اس کی سزا یہی ہے، جبلہ نے کہا: اپنے معاملہ میں غور و فکر کرنے کے لیے آپ مجھے ایک رات کی مہلت دیں۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی یہ درخواست منظور فرمالی اور اسے ایک رات کی مہلت دے دی تو جبلہ اسی رات کو اپنے لشکر کے ساتھ پوشیدہ طور پر مکہ معظمہ سے بھاگ گیا اور قسطنطنیہ پہنچ کر

---

[1] ... (سورۃ الحجرات، الآیۃ ۱۳، پ ۲۶)

نصرانی بن گیا۔[1] **العیاذ باللہ تعالیٰ**

یہ ہے حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بے مثال عدالت کہ آپ نے ایک معمولی آدمی کے مقابلہ میں ایسی شان و شوکت والے بادشاہ کی کوئی پروانہ کی، اسے مدعی کے راضی کرنے یا بدلہ دینے پر مجبور کیا اور اس بات کا خیال بالکل نہ فرمایا کہ ایسے جلیل القدر بادشاہ پر اس فیصلہ کا ردِ عمل کیا ہوگا لہذا ماننا پڑے گا کہ خلفائے راشدین نے اپنی اسی قسم کی خوبیوں سے اسلام کی جڑوں کو مضبوط فرمایا اور اسے خوب روشن و تابناک بنایا، رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن

انتباہ:

بعض لوگ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عدل و انصاف کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے صاحبزادے ابو شحمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شراب پی اور پھر اسی نشہ کی حالت میں زنا کیا۔ ان باتوں پر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کو کوڑے لگوائے یہاں تک کہ اسی تکلیف سے بیمار ہو کر ان کا انتقال ہو گیا، تو حضرت ابو شحمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جانب زنا اور شراب نوشی کی نسبت غلط مشہور ہو گیا ہے۔ معتمد کتاب مجمع البحار میں ہے کہ زنا کی نسبت صحیح نہیں البتہ انہوں نے

---

[1] ... (تاریخ مدینۃ دمشق، ذکر من اسمہ سری، ۵۷/۳۶۸) (اللباب فی علوم الکتاب، المائدۃ، تحت الآیۃ ۵۴، ۷/۳۸۹)

نبیذ پی تھی اور نبیذ اس پانی کو کہتے ہیں کہ جس میں کھجور بھگوئی گئی ہو اور اس کی مٹھاس پانی میں اُتر آئی ہو، **''عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ'' جلد اوّل مجیدی**، صفحہ ۸۷ میں ہے **''ھو الماء الذی تنبذ فیہ تمرات فتخرج حلاوتھا''**

اور نبیذ دو طرح کی ہوتی ہے ایک وہ کہ اس میں نشہ نہیں ہوتا، ایسی نبیذ حلال و پاک ہے اور حضرت سیدنا امام اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک اس سے وضو بنانا بھی جائز ہے، بشرطیکہ رقت وسیلان باقی ہو۔ (شرح وقایہ صفحہ مذکور)

اور ایک نبیذ وہ ہوتی ہے جس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ حرام و نجس ہوتی ہے، حضرت ابو شحمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نبیذ پی یہ سمجھ کر کہ یہ حلال ہے نشہ والی نہیں مگر وہ نشہ والی ثابت ہوئی تو حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کی گرفت فرمائی اور از راہ عدل وانصاف انہیں سزا دی۔ (۱)

ترجمانِ نبی ، میزبانِ نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

---

۳ . . . (فتاوی فیض رسول بحوالہ مجمع البحار، حصہ دوم، ص ۷۱۰)

گورنروں سے شرائط

حضرت خزیمہ بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب کسی شخص کو کہیں کا والی مقرر فرماتے تو اس سے چند شرطیں لکھوا لیتے تھے، **اوّل** یہ کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہو گا، **دوسرے** یہ کہ وہ اعلیٰ درجہ کا کھانا نہیں کھائے گا، **تیسرے** یہ کہ وہ باریک کپڑا نہیں پہنے گا، **چوتھے** یہ کہ حاجت والوں کے لیے اپنے دروازہ کو بند نہیں کرے گا اور دربان نہیں رکھے گا۔

پھر جو شخص ان شرائط کی پابندی نہیں کرتا تھا اس کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتے تھے۔ حاکم مصر عیاض بن غنم کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ ریشم پہنتا ہے اور دربان رکھتا ہے تو آپ نے حضرت **محمد** بن مسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم دیا کہ عیاض بن غنم کو جس حالت میں بھی پاؤ گرفتار کر کے لے آؤ۔ جب عیاض خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے لائے گئے تو آپ نے ان کو کمبل کا کرتا پہنایا اور بکریوں کا ایک ریوڑ ان کے سپرد کیا اور فرمایا کہ جاؤ ان بکریوں کو چراؤ تم انسانوں پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہو یعنی عیاض بن غنم کو گورنر سے ایک چرواہا بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ پوری مملکت اسلامیہ کے حکام اور گورنر

آپ کی ہیبت سے کانپتے رہتے تھے۔[۱]

...... آپ فرمایا کرتے تھے کہ کاروبارِ خلافت اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک اس میں اتنی شدت نہ کی جائے جو جبر نہ بن جائے اور نہ اتنی نرمی برتی جائے کہ جو سستی سے تعبیر ہو۔

...... امام شعبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ طریقہ تھا کہ جب آپ کسی حاکم کو کسی صوبہ پر مقرر فرماتے تو اس کے تمام مال و اثاثے کی فہرست لکھوا کر اپنے پاس محفوظ کرلیا کرتے تھے۔ **ایک بار آپ نے اپنے تمام عمال کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے اپنے موجودہ مال واثاثے کی ایک ایک فہرست بنا کر ان کو بھیج دیں۔**

انہی عمال میں حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے جو عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ جب انہوں نے اپنے اثاثوں کی فہرست بنا کر بھیجی تو حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کے سارے مال کے دو حصے کیے، جن میں سے ایک حصہ ان کے لیے چھوڑ دیا اور ایک حصہ بیت المال میں جمع کر دیا۔[۲] (تاریخ الخلفاء، ص ۹٦)

---

۱ . . . (تاریخ مدینۃ دمشق، عیاض بن غنم، ۲۸۲/۴۷)

۲ . . . (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، اخبارہ وقضایاہ، ص ۱۱۲) (کنز العمال، کتاب الجہاد، باب فی احکام الجہاد، الحدیث: ۱۱۴۱٦، ۲/۲۰۵، الجزء ۴)

راتوں میں گشت کرنا:

حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رعایا کی خبر گیری کے لیے بدوی کا لباس پہن کر مدینہ طیبہ کے اطراف میں راتوں کو گشت کرتے تھے۔ ایک بار حسبِ معمول آپ گشت فرمارہے تھے کہ انہوں نے سنا ایک عورت کچھ اشعار پڑھ رہی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ......

"رات بہت ہو گئی اور ستارے چمک رہے ہیں مگر مجھے یہ بات جگا رہی ہے کہ میرے ساتھ کوئی کھیلنے والا نہیں ہے۔ تو میں خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اگر مجھے اللہ کے عذاب کا خوف نہ ہوتا تو اس چارپائی کی چولیں ہلتیں لیکن میں اپنے نفس کے ساتھ اس نگہبان اور مؤکل سے ڈرتی ہوں جس کا کاتب کبھی نہیں تھکتا۔

اشعار کو سن کر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس عورت سے دریافت فرمایا کہ تیرا کیا معاملہ ہے کہ اس قسم کے اشعار پڑھ رہی ہے؟ اس نے کہا کہ میرا شوہر کئی ماہ سے جنگ پر گیا ہوا ہے، اس کی ملاقات کے شوق میں یہ اشعار پڑھ رہی ہوں، صبح ہوتے ہی آپ نے اس کے شوہر کو بلانے کے لیے قاصد روانہ فرمادیا اور چونکہ آپ کی زوجہ محترمہ وفات پاچکی تھیں اس لیے آپ نے اپنی صاحبزادی اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے دریافت فرمایا کہ عورت کتنے زمانے

تک شوہر کے بغیر رہ سکتی ہے...؟اس سوال کو سن کر حضرت حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے شرم سے اپنا سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہیں دیا، آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالٰی حق بات میں شرم نہیں کرتا تو حضرت حفصہ نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ تین مہینہ یا زیادہ سے زیادہ چار، تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حکم جاری فرمادیا کہ

"لَایُحْبَسُ الْجُیُوْشُ فَوْقَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ "یعنی چار مہینے سے زیادہ کسی سپاہی کو جنگ میں نہ روکا جائے۔[1] (تاریخ الخلفاء)

غریب لڑکی کو بہو بنالیا:

ایک رات آپ گشت فرمارہے تھے کہ ایک مکان سے آواز آئی۔ بیٹی ! دودھ میں پانی ملادے، دوسری آواز آئی جو لڑکی کی تھی، ماں ! امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حکم تجھ کو یاد نہیں رہا جس میں اعلان کیا گیا ہے کہ دودھ میں کوئی شخص پانی نہ ملائے، ماں نے کہا: امیر المؤمنین یہاں دیکھنے نہیں آئیں گے، پانی ملادے، لڑکی نے کہا میں ایسا نہیں کرسکتی کہ خلیفہ کے سامنے اطاعت کا اقرار اور پیٹھ پیچھے ان کی نافرمانی ...اس وقت حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ حضرت

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، اخبارہ وقضایاہ، ص ۱۱۲)(المصنّف لعبد الرزاق، کتاب الطلاق، باب حق المرأة علی زوجہا، الحدیث ۱۲۶۴۴، ۷/۱۱۸)

سالم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے فرمایا کہ اس گھر کو یاد رکھو اور صبح کے وقت حالات معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ حضرت سالم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دربارِ خلافت میں رپورٹ پیش کی کہ لڑکی بہت نیک، جواں اور بیوہ ہے، کوئی مرد ان کا سرپرست نہیں ہے، ماں بے سہارا ہے۔ آپ نے اسی وقت اپنے سب لڑکوں کو بلا کر فرمایا کہ تم میں سے جو چاہے اس لڑکی سے نکاح کرلے، تو حضرت عاصم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تیار ہوگئے، آپ نے اس بیوہ لڑکی کو بلا کر حضرت عاصم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عقد کر کے اپنی بہو بنالیا۔[1] (عشرۂ مبشرہ)

ایک وہابی کی فریب کاری:

اس واقعہ کو ایک غیر مقلد مولوی نے ایک جلسہ میں بیان کرنے کے بعد ان لفظوں میں تبصرہ کیا کہ دیکھو! امیر المؤمنین حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اتنے اعلیٰ خاندان کے ہوتے ہوئے اپنے صاحبزادے کی شادی ایک گوالن سے کردی۔ لہذا حنفیوں کا ''کفو'' والا مسئلہ غلط ہے، اتفاق سے اس جلسہ کی تقریریں سننے کے لیے ایک سنی حنفی مولوی بھی گئے تھے، غیر مقلد کی اس تقریر سے متاثر ہو کر انہوں نے یہ خیال کرلیا کہ واقعی ''کفو'' کا مسئلہ غلط معلوم ہوتا ہے، یہ بات

---

[1] . . . (عیون الحکایات، الحکایۃ الثانیۃ عشرۃ، حکایۃ بنت بائعۃ اللبن، ص ۲۸)

انہوں نے ایک سنی حنفی مفتی سے بیان کی، تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ غیر مقلد نے فریب سے کام لیا جسے آپ بھانپ نہ سکے، حنفیوں کے یہاں لڑکے کی طرف سے کفو ہونے کا اعتبار نہیں وہ چھوٹی سے چھوٹی برادری اور بہت کم درجہ کی لڑکی سے بھی نکاح کر سکتا ہے۔ "کفو" ہونے کا اعتبار صرف لڑکی کی طرف سے ہے کہ بالغ ہونے کے باوجود اپنے ولی کی رضا کے بغیر وہ غیر کفو سے نکاح نہیں کر سکتی جیسا کہ فقہ حنفی کی عام کتابوں میں مذکور ہے، تو مولوی صاحب نے اقرار کیا کہ واقعی میں غیر مقلد کے فریب میں آگیا تھا، اس پر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ اسی لیے بدمذہبوں کی تقریر سننے سے منع فرمایا گیا ہے کہ جب آپ دس سال علم دین حاصل کرنے کے باوجود اس کے فریب میں آگئے تو عوام کا کیا حال ہوگا کسی مولوی کی تقریر کا سننا بھی دین کا حاصل کرنا ہے اور حدیث شریف میں ہے...

"اُنْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُم" یعنی دیکھ لو کہ تم اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔[1] (رواہ مسلم، مشکوۃ، ص ۳۷)

لہذا کسی بدمذہب کی تقریر سننا حرام و ناجائز ہے، اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم پر کسی بدمذہب کی تقریر کا اثر نہیں ہو سکتا وہ بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں،

۱... (صحیح مسلم، المقدمۃ، باب بیان ان الاسناد من الدین، ص ۱۱) (مشکاۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثالث، الحدیث: ۲۷۳، ۱/۷۰)

جب دس سال کے پڑھے ہوئے مولوی پر بدمذہب کی تقریر کا اثر پڑ گیا تو دوسرے لوگوں کی کیا حقیقت ہے، بس دُعا ہے کہ خدائے تعالٰی ایسے لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے اور بدمذہبوں کی تقریر سے دور رہنے کی توفیقِ رفیق بخشے، آمین،

بیت المال سے وظیفہ:

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دن رات خلافت کے کام انجام دیتے تھے مگر بیت المال سے کوئی خاص وظیفہ نہیں لیتے تھے، جب آپ خلیفہ بنائے گئے تو کچھ دنوں کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ میں پہلے تجارت کیا کرتا تھا اور اب تم لوگوں نے مجھ کو خلافت کے کام میں مشغول کر دیا ہے تو اب گزارہ کی صورت کیا ہو گی...؟ لوگوں نے مختلف مقداریں تجویز کیں، حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ متوسط طریقہ پر جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر والوں کے لیے اور آپ کے لیے کافی ہو جائے وہی مقرر فرما لیں۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور قبول کر لیا۔ اس طرح بیت المال سے متوسط مقدار آپ کے لیے مقرر ہو گئی۔ [1]

---

[1] ... (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۵۷۷۴، ۲/۲۵۴، الجزء ۱۲)

اضافے کی تجویز پر جلال:

پھر ایک مجلس جس میں حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی تھے یہ طے پایا کہ خلیفۃ المسلمین کے وظیفہ میں اضافہ کرنا چاہیے کہ گزر میں تنگی ہوتی ہے، مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے کہتا۔ تو ان لوگوں نے ام المؤمنین حضرت حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے کہا اور تاکید کردی کہ ہم لوگوں کا نام نہ بتایئے گا۔ جب ام المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ کا چہرہ غصہ سے تمتما اُٹھا۔ آپ نے لوگوں کے نام دریافت کیے۔ حضرت حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کیا کہ پہلے آپ کی رائے معلوم ہو جائے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے ان کے نام معلوم ہو جاتے تو میں ان کو سخت سزا دیتا یعنی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کی رائے کے باوجود وظیفہ کے اضافہ کو منظور نہیں فرمایا بلکہ ان پر اور ناراضگی ظاہر فرمائی۔(1)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا وعن سائر المسلمین

وسیلہ

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانۂ خلافت میں ایک بار زبردست قحط پڑا۔

---

1 . . . (تاریخ مدینہ دمشق، عمر بن خطاب، ۴۴/۲۹۰، مفہوماً)

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارش طلب کرنے کے لیے حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ نماز استسقاء ادا فرمائی، حضرت ابن عون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ پکڑا اور اس کو بلند کر کے اس طرح بارگاہِ الٰہی میں دعا کی...

"اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّکَ اَنْ تُذْھِبَ عَنَّا الْمَحْلَ وَاَنْ تَسْقِیَنَا الْغَیْثَ"

یعنی یا اللہ العالمین! ہم تیرے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کے چچا کو وسیلہ بنا کر تیری بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ قحط اور خشک سالی کو ختم فرمادے اور ہم پر رحمت والی بارش نازل فرما۔ یہ دُعا مانگ کر ابھی آپ واپس بھی نہیں ہوئے تھے کہ بارش شروع ہوگئی اور کئی روز تک مسلسل ہوتی رہی۔**[1] (تاریخ الخلفاء، ص۹۰)

معلوم ہوا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت رکھنے والوں کو اپنی کسی حاجت کے لیے وسیلہ بنانا شرک نہیں ہے بلکہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا طریقہ اور ان کی سنت ہے اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی ہے **"عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْن"** یعنی میری

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، خلافتہ، ۱۰۴) (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ذکر العباس بن عبد المطلب، الحدیث: ۳۷۱۰، ۲/۵۳۷)

اور خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرو۔[۱] (مشکوۃ شریف، ص ۳۰)

آپ کی شہادت

شہادت کی دعا:

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی...

"اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ" یعنی یااللہَ الْعَالَمین! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کے شہر میں مجھے موت نصیب فرما۔**[۲] (تاریخ الخلفاء، ص ۹۰)

آپ کی شہادت:

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دعا اس طرح قبول ہوئی کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مجوسی غلام ابو لؤلؤہ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے

---

۱ ... (مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الحدیث: ۱۶۵، ۱/۵۳)

۲ ... (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، خلافتہ، ص ۱۰۵) (صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب کراھیۃ النبی عن ان تعری المدینۃ، الحدیث: ۱۸۹۰، ۲/۲۲۲)

شکایت کی کہ اس کے آقا حضرت مغیرہ بن شعبہ روزانہ اس سے چار درہم وصول کرتے ہیں آپ اس میں کمی کرادیجئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ تم لوہار اور بڑھئی کا کام خوب اچھی طرح جانتے ہو اور نقاشی بھی بہت عمدہ کرتے ہو تو چار درہم یومیہ تمہارے اوپر زیادہ نہیں ہیں۔ اس جواب کو سن کر وہ غصہ سے تلملاتا ہوا واپس چلا گیا، کچھ دنوں کے بعد حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے پھر بلایا اور فرمایا کہ تو کہتا تھا کہ اگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہیں تو میں ایسی چکی تیار کردوں جو ہوا سے چلے، اس نے تیور بدل کر کہا کہ ہاں ! میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے ایسی چکی تیار کردوں گا جس کا لوگ ہمیشہ ذکر کیا کریں گے، جب وہ چلا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی،

ابو لؤلؤہ غلام نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قتل کا پختہ ارادہ کرلیا۔ ایک خنجر پر دھار لگائی اور اس کو زہر میں بجھا کر اپنے پاس رکھ لیا، **حضرت عمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **فجر کی نماز کے لیے مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور ان کا طریقہ تھا کہ وہ تکبیر تحریمہ سے پہلے فرمایا کرتے تھے کہ صفیں سیدھی کرلو، یہ سن کر ابو لؤلؤہ آپ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے بالکل قریب صف میں آکر کھڑا ہوگیا اور پھر**

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے کندھے اور پہلو پر خنجر سے دو وار کیے جس سے آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **گر پڑے،** اس کے بعد اس نے اور نمازیوں پر حملہ کر کے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سے بعد میں چھ افراد کا انتقال ہو گیا، اس وقت جب کہ وہ لوگوں کو زخمی کر رہا تھا ایک عراقی نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور جب وہ اس کپڑے میں الجھ گیا تو اس نے اسی وقت خودکشی کر لی۔

چونکہ اب سورج نکلا ہی چاہتا تھا اس لیے حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دو مختصر سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان پر لائے پہلے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نبیذ پلائی گئی جو زخموں کے راستے باہر نکل گئی پھر دودھ پلایا گیا مگر وہ بھی زخموں سے باہر نکل گیا۔ **کسی شخص نے آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **سے کہا کہ آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **اپنے فرزند عبد اللہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیں، آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے اس شخص کو جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں غارت کرے، تم مجھے ایسا غلط مشورہ دے رہے ہو، جسے اپنی بیوی کو صحیح طریقہ سے طلاق دینے کا بھی سلیقہ نہ ہو کیا میں ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کر دوں...؟** پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہم کی انتخابِ خلیفہ کے لیے ایک کمیٹی بنا دی اور فرمایا کہ ان ہی

میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جائے۔[(۱)]

دفن ہونے کو مل جائے دو گز زمیں:

اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے صاحبزادے حضرت **عبداللّٰہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا کہ بتاؤ ہم پر کتنا قرض ہے؟ انہوں نے حساب کر کے بتایا کہ چھیاسی ہزار قرض ہے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ یہ رقم ہمارے مال سے ادا کر دینا اور اگر اس سے پورا نہ ہو تو بنو عدی سے مانگنا اور اگر ان سے بھی پورا نہ ہو تو قریش سے لینا، پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: جاؤ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے کہو کہ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے دونوں دوستوں کے پاس دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے، حضرت **عبداللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کے پاس گئے اور اپنے باپ کی خواہش کو ظاہر کیا، انہوں نے فرمایا کہ یہ جگہ تو میں نے اپنے لیے محفوظ کر رکھی تھی مگر میں آج اپنی ذات پر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ترجیح دیتی ہوں۔ جب آپ کو یہ خبر ملی تو آپ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

۱ . . . (صحیح ابن حبان، کتاب، ذکر رضی المصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن عمر بن خطاب، الحدیث: ۶۸۶۲، ۲۵/۸)

......۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ ، بدھ کے دن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زخمی ہوئے اور تین دن بعد دس برس چھ ماہ چار دن امورِ خلافت کو انجام دے کر ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔[1]

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
ترجمانِ نبی ہم زبانِ نبی
جان شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

کفن میلا نہیں ہوتا:

حضرت عروہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھما سے روایت ہے کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں جب روضہ منورہ کی دیوار گر پڑی اور لوگوں نے اس کی تعمیر ۸۷ھ میں شروع کی تو (بنیاد کھودتے وقت) ایک قدم (گھٹنے تک) ظاہر ہوا، تو سب لوگ گھبرا گئے اور لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید یہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا

---

۱ . . . (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب قصة البیعة والاتفاق علی عثمان بن عفان، الحدیث: ۳۷۰۰، ۲/ ۵۳۱)(اسد الغابة، عمر بن خطاب، ۴/ ۱۹۰)

قدم مبارک ہے اور وہاں کوئی جاننے والا نہیں ملا تو حضرت عروہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما نے کہا "لَا وَاللّٰہ! مَاھِیَ قَدَمُ النَّبِی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَاھِیَ اِلَّا قَدَمُ عُمَر" یعنی خدا کی قسم! یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قدم شریف نہیں ہے بلکہ یہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قدم مبارک ہے ۔(۱)

(بخاری شریف، جلد اول، ص ۱۸٦)

خلاصہ یہ ہے کہ تقریباً ٦۴ برس کے بعد حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جسم مبارک بدستور سابق رہا اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی تھی اور نہ کبھی ہوگی۔ ایک شاعر نے خوب کہا ہے۔

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللّٰہ! اللّٰہ! موت کو کس نے مسیحا کردیا

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین

---

۱ . . . (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبور النبی صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم ۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۳۹۰، ۱/۴٦۹)

مشق

(۱) سوال: جبلہ بن ایہم کون تھا نیز اسکے اسلام لانے اور مرتد ہونے کا واقعہ مفصل بیان فرمایئے......؟

(۲) سوال: حضرت ابو شحمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کون ہیں اور ان کے متعلق کیا غلط مشہور ہے، نیز نبیذ کی اقسام مع احکام بیان فرمایئے......؟

(۳) سوال: حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے گورنروں کو کن شرائط کی پاسداری کا حکم فرماتے تھے......؟

(۴) سوال: مذکورہ روایت کے مطابق شوہر اپنی زوجہ سے کتنے عرصہ دوری اپنائے سکتا ہے نیز اس حکم کا سبب کیا بنا......؟

(۵) سوال: دودھ میں پانی ملانے کی تجویز پر لڑکی نے کیا جواب دیا نیز اسے ایمانداری پر کیا انعام ملا......؟

(۶) سوال: حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے کتنا وظیفہ مقرر ہوا تھا، اور قوم نے اس میں اضافے کی تجویز کیوں دی اور اس کے لئے حضرت حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کا انتخاب کیوں کیا، نیز حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب میں کیا ارشاد فرمایا......؟

(۷) سوال: حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارانِ رحمت کے لئے کس طرح دعا فرمائی نیز یہ روایت کس عقیدۂ اہلسنت کی تائید کرتی ہے......؟

(۸) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کس ماہ و سن اور کتنی عمر میں ہوئی نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کا واقعہ مفصل بیان فرمائیے......؟

(۹) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کرنے والا کون تھا اور اسکا کیا انجام ہوا......؟

(۱۰) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر کے کھلنے کا واقعہ مفصل بیان کیجئے نیز یہ روایت کس عقیدۂ اہلسنت کی مؤید ہے......؟

منقبت در فاروقِ اعظم

☆ نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا
ملا تقدیر سے حاجت روا فاروق اعظم سا

☆ غضب میں دشمنوں کی جان ہے تیغ سر افگن سے
خروف و رفض کے گھر میں نہ کیوں برپا ہو ماتم سا

☆ شیاطیں مضمحل ہیں تیرے نام پاک کے ڈر سے!
نکل جائے نہ کیوں رفاض بد بطوار کا دم سا

☆ منائیں عید جو ذی الحجہ میں تیری شہادت کی
الٰہی روز و ماہ و سن ان ہیں گزرے محرم سا

☆ ترے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیوں کر
ترا اک اک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا

☆ ترا رشتہ بنا شیرازۂ جمعیت خاطر!
پڑا تھا دفتر دین کتاب اللّٰہ برہم سا

(ذوقِ نعت)

امیر المؤمنین

حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اس دنیا میں مبعوث فرمائے گئے۔ یا کچھ کم و بیش دو لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس دنیا کو سرفراز فرمایا، وہ لوگ صاحبِ اولاد بھی ہوئے، لڑکے والے ہوئے اور لڑکی والے بھی ہوئے تو جن لوگوں کے ساتھ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی صاحبزادیوں کو منسوب فرمایا وہ یقیناً عزت و عظمت والے ہوئے ہیں۔ اس لیے کہ **اللہ تعالیٰ** کے نبی کا داماد ہونا ایک بہت بڑا مرتبہ ہے جو خوش نصیب انسانوں ہی کو نصیب ہوا ہے۔ مگر اس سلسلے میں جو خصوصیت اور جو انفرادیت حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حاصل ہے وہ کسی کو نہیں کہ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک کسی کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں ہیں لیکن حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نکاح میں صرف نبی نہیں بلکہ نبی الانبیاء اور سید الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے نکاح میں آئیں۔

عثمان کے نکاح میں دے دیتا:

اور صرف یہی نہیں بلکہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہاں تک روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ ارشاد سنا ہے کہ آپ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمارہے تھے کہ **اگر میری چالیس لڑکیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے میں ان سب کا نکاح اے عثمان! تم سے کر دیتا یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہ رہتی۔**[1] (تاریخ الخلفاء، ص ١٠٤)

ذوالنورین لقب کی وجہ:

اور بیہقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی سنن میں لکھا ہے کہ **عبد اللہ** جعفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دریافت کیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لقب ذوالنورین کیوں ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ **انہوں نے کہا کہ حضرت آدم** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام **سے لے کر حضور** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **تک حضرت عثمانِ غنی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے علاوہ کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں**

---

[1] ... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، فصل فی الاحادیث الواردۃ الخ، ص ١٢١)

نہیں آئیں، اسی لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کو ذوالنورین کہتے ہیں۔** (۱)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی عَلَیْہِ الرحمۃُ وَالرِّضْوان فرماتے ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا

ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

(حدائق بخشش)

بدری صحابہ میں شمار:

سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبل اعلان نبوت اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نکاح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کیا تھا جو غزوۂ بدر کے موقع پر بیمار تھیں اور انہی کی تیمار داری کے سبب حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس جنگ میں شرکت نہیں فرما سکے اور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اجازت سے مدینہ طیبہ ہی میں رہ گئے تھے مگر چونکہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بدر کے مالِ غنیمت سے حصہ عطا فرمایا تھا اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بدریوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

---

۱ . . . (السنن الکبری، کتاب النکاح، باب تسمیۃ ازواج النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۳۴۲۷، ۷/۱۱۵)

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے فتح پانے کی خوشخبری لے کر جس وقت حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ پہنچے اس وقت حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کو دفن کیا جا رہا تھا۔ ان کے انتقال فرما جانے کے بعد حضور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کا نکاح حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کر دیا تو ان کا بھی ۹ ہجری میں وصال ہو گیا۔

غرض یہ کہ اس طرح حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ذوالنورین ہوئے۔ (۱)

آپ کی اولاد:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایک صاحبزادے حضرت بی بی رقیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کے شکمِ مبارک سے پیدا ہوئے تھے جن کا نام **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھا۔ وہ اپنی ماں کے بعد چھ برس کی عمر پا کر انتقال کر گئے اور حضرت بی بی ام کلثوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ (۲)

نام و نسب:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام ''عثمان'' کنیت ابو عمر اور لقب ''ذوالنورین'' ہے۔

---

۱ . . . (تاريخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۱۸)
۲ . . . (المواهب اللدنيا و شرح الزرقاني، باب ذكر اولاده الكرام، ۴/۳۲۷، ۳۲۴، ۳۲۴، ۳۲۲)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے، عثمانِ بن عفان بن ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، یعنی پانچویں پشت میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سلسلۂ نسب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شجرۂ نسب سے مل جاتا ہے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نانی ام حکیم جو حضرت عبد المطلب کی بیٹی تھی وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدِ گرامی حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ایک ہی پیٹ سے پیدا ہوئی تھیں، اس رشتہ سے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ حضور سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیدائش عام الفیل کے چھ سال بعد ہوئی۔ [1] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

قبولِ اسلام اور مصائب:

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان حضرات میں سے ہیں جن کو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام کی دعوت دی تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **قدیم الاسلام ہیں یعنی ابتدائے اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے۔**

......ابن اسحاق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے

---

۱ . . . (اسد الغابة، عثمان بن عفان، ۲۰۶/۳) (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۱۸)

حضرت ابو بکر صدیق ، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہم کے بعد اسلام قبول کیا۔ (۱)

دنیا چھوڑ سکتا ہوں پر ایمان نہیں:

ابن سعد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ محمد بن ابراہیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو ان کا پورا خاندان بھڑک اُٹھا یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا چچا حکم بن ابی العاص اس قدر ناراض اور برہم ہوا کہ آپ کو پکڑ کر ایک رَسّی سے باندھ دیا اور کہا کہ تم نے اپنے باپ دادا کا دِین چھوڑ کر ایک دوسرا نیا مذہب اِختیار کر لیا ہے، جب تک کہ تم اس نئے مذہب کو نہیں چھوڑو گے ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے اسی طرح باندھ کر رکھیں گے۔

یہ سُن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ”**وَاللّٰہِ لَا اَدَعُہ اَبداً وَلَا اُفَارِقُہ**“ یعنی خدائے ذوالجلال کی قسم! مذہب اسلام کو میں کبھی نہیں چھوڑ سکتا اور نہ کبھی اس دولت سے دست بردار ہو سکتا ہوں، میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو یہ ہو سکتا ہے مگر دل سے دینِ اسلام نکل جائے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، حکم بن ابی العاص نے جب اس طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا استقلال دیکھا

---

۱ . . . (تاریخ مدینۃ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۲۶)

تو مجبور ہو کر آپ کو رہا کر دیا۔[۱] رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

آپ کا حلیہ مبارکہ:

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حلیہ اور سراپا ابن عساکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ چند طریقوں سے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ درمیانے قد کے خوبصورت شخص تھے، رنگ میں سفیدی کے ساتھ سرخی بھی شامل تھی، چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ جسم کی ہڈیاں چوڑی تھیں۔ کندھے کافی پھیلے ہوئے تھے،۔ پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں، ہاتھ لمبے تھے جن پر کافی بال تھے، داڑھی بہت گھنی تھی، سر کے بال گھنگریالے تھے، دانت بہت خوبصورت تھے اور سونے کے تار سے بندھے ہوئے تھے، کنپٹیوں کے بال کانوں کے نیچے تک تھے اور پیلے رنگ کا خضاب کیا کرتے تھے۔..(تاریخ مدینۃ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۲۶)

.........! اور ابن عساکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ **عبداللہ** بن حزم مازنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا **"فَمَا رَایتُ قَطُّ ذَکَرًا وَّلا اُنْثٰی اَحْسَنَ وَجھاً مِنْہ"** یعنی تو میں نے عورتوں اور مردوں میں سے کسی کو ان سے زیادہ حسین اور خوبصورت

---

۱ . . . (تاریخ مدینۃ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۲۶)

نہیں پایا۔[1] (تاریخ الخلفاء)

ایسا جوڑا کبھی نہ دیکھا:

اور ابن عساکر رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ حضرت اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے گوشت کا ایک بڑا پیالہ دے کر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے پاس بھیجا، جب میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے گھر میں داخل ہوا تو حضرت بی بی رقیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں، میں کبھی حضرت بی بی رقیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہا کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی صورت دیکھتا تھا،

جب میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے گھر سے واپس ہو کر رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا تو رسولِ مقبول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ اسامہ! عثمان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ) کے گھر کے اندر تم گئے تھے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! جی ہاں! میں گھر کے اندر گیا تھا، حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اِن میاں بیوی سے حسین و خوبصورت کسی میاں بیوی کو دیکھا ہے؟ میں نے

[1] ... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۱۹) (تاریخ مدینۃ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۱۷)

عرض کیا: یار سول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کبھی نہیں دیکھا۔ [1] (تاریخ الخلفاء)

یہ واقعہ غالباً آیتِ حجاب کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

انبیاء سے مشابہت:

اور ابن عدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح کیا تو ان سے فرمایا کہ **تمہارے شوہر عثمانِ غنی تمہارے دادا حضرت ابراہیم** عَلَیْہِ السَّلَام **اور تمہارے باپ محمد** (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) **سے شکل و صورت میں بہت مشابہ ہیں۔** [2]

(تاریخ الخلفاء)

---

۱ ... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۱۹) (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۶۲۵۲، ۷/۲۹، الجزء ۱۳)

۲ ... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۱۹) (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۶۲۲۰، ۷/۲۴، الجزء ۱۳)

مشق

(۱) سوال: حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو 'ذوالنورین' کا لقب کیسے ملا نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ان شہزادیوں سے کیا اولاد بھی ہوئی......؟

(۲) سوال: کیا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ غزوۂ بدر میں شریک تھے، اگر نہیں تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بدری صحابہ میں کیوں شمار کیا جاتا ہے......؟

(۳) سوال: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام و نسب بیان کیجئے نیز ایک لحاظ سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بھانجا ہونے کا اعزاز حاصل ہوتا ہے، بتایئے کس طرح......؟

(۴) سوال: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حلیہ تفصیل کے ساتھ بیان کیجئے......؟

علم سیکھنے سے آتا ھے

فرمانِ مصطفٰی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم:

''علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔'' (المعجم الکبیر، ج۱۹، ص۵۱۱، الحدیث:۷۳۱۲)

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور آیاتِ قرآنی

اب کوئی عمل نقصان نہ پہنچائیگا:

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں بھی قرآن مجید کی آیات کریمہ نازل ہوئی ہیں۔

جنگِ تبوک کا واقعہ ایسے وقت میں پیش آیا جب کہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا ہوا تھا اور عام مسلمان بہت زیادہ تنگی میں تھے۔ یہاں تک کہ درخت کی پتیاں کھا کر لوگ گزارہ کرتے تھے۔ اسی لیے اس جنگ کے لشکر کو **جیش عسرہ** کہا جاتا ہے یعنی تنگدستی کا لشکر۔

ترمذی شریف میں حضرت عبدالرحمن بن خباب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں اس وقت حاضر تھا جب کہ آپ جیشِ عسرہ کی مدد کے لیے لوگوں کو جوش دلا رہے تھے۔ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے پرجوش لفظ سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **!** میں سو اونٹ پالان اور سامان کے ساتھ **اللّٰہ** کی راہ میں پیش کروں گا۔ اس کے بعد پھر

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو سامان لشکر کے بارے میں ترغیب دی اور امداد کے لیے متوجہ فرمایا تو پھر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **! میں دوسو اُونٹ مع ساز و سامان اللّٰہ کے راستہ میں نذر کروں گا۔** اس کے بعد پھر رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سامان جنگ کی درستگی اور فراہمی کی طرف مسلمانوں کو رغبت دلائی پھر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **! میں تین سو اونٹ پالان اور سامان کے ساتھ خدائے تعالیٰ کی راہ میں حاضر کروں گا۔**

حدیث کے راوی حضرت عبدالرحمن بن خباب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر سے اُترتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔

"مَاعَلٰی عُثْمان ماعَمِلَ بَعْدَ ھذہ ، مَاعَلٰی عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ ھٰذِہ" یعنی ایک ہی جملہ کو حضور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو بار فرمایا۔ **اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اب عثمان کو وہ عمل کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جو اس کے بعد کریں گے۔**

مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ عملِ خیر ایسا اعلیٰ اور اتنا مقبول ہے کہ اب اور نوافل نہ کریں جب بھی ان کے مدارج علیا کے لیے کافی

ہے اور اس مقبولیت کے بعد اب انہیں کوئی اندیشۂ ضرر نہیں ہے۔ [1] (مشکوۃ شریف، ص۵٦۱)

........تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ آپ نے سازو سامان کے ساتھ ایک ہزار ونٹ اس موقع پر چندہ دیا تھا۔ [2]

........اور حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیشِ عسرہ کی تیاری کے زمانہ میں ایک ہزار دینار اپنے کُرتے کی آستین میں بھر کر لائے (دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا سکہ ہوتا تھا) اِن دیناروں کو آپ نے رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گود میں ڈال دیا۔

راویٔ حدیث حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان دیناروں کو اپنی گود میں اُلٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے:

"**مَاضَرَّ عُثمَان مَا عَمِلَ بَعدَ الیوم مَرَّتین**" یعنی آج کے بعد عثمان کو ان کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا۔ سرکار اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

۱ . . . (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۷۲۰، ۵/۳۹۱)

۲ . . . (تفسیر الخازن، سورۃ البقرۃ، تحت الایۃ ۲۶۲، ۱/۲۰۶)

نے ان کے بارے میں اس جملہ کو دو بار فرمایا۔[۱]

مطلب یہ ہے کہ فرض کرلیا جائے کہ اگر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کوئی خطا واقع ہو تو آج کا ان کا یہ عمل ان کی خطا کے لیے کفارہ بن جائے گا۔ (مشکوۃ شریف، ص ۵۶۱)

خرچ کرنے پر قرآن کی بشارت:

تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ جب حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جیشِ عسرہ کی اس طرح مدد فرمائی کہ ایک ہزار اونٹ ساز و سامان کے ساتھ پیش فرمایا اور ایک ہزار دینار بھی چندہ دیا اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صدقہ کی چار ہزار درہم بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں پیش کیے تو ان دونوں حضرات کے بارے میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

﴿ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴾

[۱] ... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۷۲۱، ۵/۳۹۲) (مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۶۰۷۳، ۲/۴۲۴، دار الکتب العلمیہ)

یعنی جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دینے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں نہ تکلیف دیتے ہیں تو ان کا اجر و ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ ان پر کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔[1] (پ۳، ع۴)

...... حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اپنی **تفسیر خزائن العرفان** میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں نازل ہوئی۔[2]

اے اُحُد! ٹھہر جا:

حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہم احد پہاڑ پر تھے کہ یکا یک وہ ہلنے لگا تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

"اُثْبُتْ اُحُد! مَاعَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَہِیْدَانِ" یعنی

۱... (تفسیر الخازن، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۶۲، ۱/۲۰۶)

۲... (تفسیر خزائن العرفان، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ۲۶۲، پ۳)

اے احد! تو ٹھہر جا کہ تیرے اوپر صرف ایک نبی یا صدیق یا دو شہید ہیں۔[1]

(تفسیر معالم التنزیل، جلد ٦، ص ١٢٦)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **پہاڑوں پر بھی اپنا حکم نافذ فرماتے تھے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو علمِ غیب عطا فرمایا تھا کہ برسوں پہلے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمانِ غنی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا **کے شہید ہونے کے بارے میں حضور** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **خبر دے رہے ہیں۔**

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی عَلَیْہِ الرحمۃ والرِضْوان فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

شہادت کا انتظار:

اور حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خوب جانتے تھے کہ ندی کا بہتا ہوا دھارا رک سکتا ہے۔ درخت اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے۔ بلکہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے مگر اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی

[1] ... (تفسیر معالم التنزیل، سورۃ الفتح، الآیۃ ٢٩)

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان نہیں ٹل سکتا۔اِس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی شہادت کا انتظار فرما رہے تھے۔ تو یہ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ جو اپنی شہادت کے منتظر تھے جیسے کہ دولہا و دولہن اپنی شادی کی تاریخ کے منتظر ہوتے ہیں تو ان کے حق میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

﴿ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ﴾[۱] یعنی تو ان میں سے کوئی وہ ہے جو اپنی منت پوری کر چکا (جیسے حضرت حمزہ و مصعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما کہ یہ لوگ جہاد پر ثابت رہے یہاں تک کہ جنگِ احد میں شہید ہو گئے) اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو (اپنی شہادت کا) انتظار کر رہا ہے۔[۲] (جیسے حضرتِ عثمان اور حضرت طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما)

درخت کے بدلے باغ دے دیا:

اور حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک منافق رہتا تھا اس کا درخت ایک انصاری پڑوسی کے مکان پر جھکا ہوا تھا جس کا پھل ان کے مکان میں گرتا تھا۔ انصاری نے سرکارِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا ذکر کیا۔ اس وقت تک منافق کا نفاق لوگوں پر ظاہر نہیں ہوا

۱... (سورۃ الاحزاب، الایۃ ۲۳، پ ۲۱)

۲... (تفسیر البیضاوی، سورۃ الاحزاب، تحت الایۃ ۲۳، پ ۲۱)

تھا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے فرمایا کہ تم درخت انصاری کے ہاتھ بیچ ڈالو اس کے بدلے تمہیں جنت کا درخت ملے گا۔ مگر منافق نے انصاری کو درخت دینے سے انکار کر دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہوئی کہ منافق نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کو منظور نہیں کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پورا ایک باغ دے کر درخت کو اس سے خرید لیا اور انصاری کو دے دیا۔ اس پر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تعریف اور منافق کی برائی میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿ سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى ﴿۱۰﴾ وَ یَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿۱۱﴾ الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ﴾

یعنی عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا۔ (۱)

اس آیت مبارکہ میں ﴿ مَنْ یَّخْشٰى ﴾ سے مراد حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ﴿ اَشْقٰى ﴾ سے مراد اس درخت کا مالک منافق ہے۔ (۲) (تفسیر روح البیان، جلد ۱۰، ص ۴۰۸)

---

۱ . . . (سورۃ الاعلی، الایۃ ۱۰، ۱۲، ۱۱، پ ۳۰)

۲ . . . (تفسیر روح البیان، سورۃ الاعلی، تحت الایۃ ۱۱، ۱۰، ۱۰/ ۴۰۸)

حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اوراحادیثِ کریمہ

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل ومناقب میں بہت سی حدیثیں بھی وارد ہیں۔

فتنوں کے وقت ہدایت پر:

ترمذی اور **ابن ماجہ** میں **حضرت مرہ بن کعب** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم زمانہ آئندہ میں ہونے والے فتنوں کا ذکر فرمارہے تھے کہ اتنے میں ایک صاحب سر پر کپڑا اڈالے ہوئے ادھر سے گزرے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یہ شخص اس روز ہدایت پر ہوگا۔

حضرت مرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ الفاظ سن کر میں اٹھا اور اس شخص کی طرف گیا تو دیکھا کہ وہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ پھر میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف ان کا رُخ کیا اور پوچھا: کیا یہ شخص ان فتنوں میں ہدایت پر ہوں گے...؟ تو

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں یہی۔(۱)

شہادت کی غیبی خبر:

اور **ترمذی** میں حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ مقبول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مستقبل میں ہونے والے فتنہ کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا کہ **یہ شخص اس فتنہ میں ظلم سے قتل کیا جائے گا،** یہ کہتے ہوئے **آپ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **حضرت عثمان غنی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف اشارہ فرمایا۔(۲)

جنت کی خوشخبری:

اور **بخاری و مسلم** میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھا کہ ایک صاحب آئے اور اس باغ کا دروازہ کھلوایا تو نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "**اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ**" یعنی دروازہ کھول دو اور آنے والے شخص کو جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو

---

۱ . . . (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۷۲۴، ۵/۳۹۳)

۲ . . . (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۷۲۸، ۵/۳۹۵) س

دیکھا وہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ میں نے ان کو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کے مطابق جنت کی خوشخبری دی۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد و ثنا کی۔ پھر ایک صاحب اور آئے اور انہوں نے دروازہ کھلوایا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے بارے میں بھی فرمایا:

"**اِفتَحْ لَه وَبَشِّرْه بِالجَنَّةِ**" یعنی ان کے لیے بھی دروازہ کھول دو اور ان کو بھی جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ میں نے ان کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشخبری سے مطلع کیا۔ انہوں نے خدائے عزوجل کی حمد و ثنا کی اور اس کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک تیسرے صاحب نے دروازہ کھلوایا تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

"**اِفتَحْ لَه وَبَشِّرْه بِالجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيبُه**" یعنی آنے والے کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے ان مصیبتوں پر جو اس شخص کو پہنچیں گی جنت کی خوشخبری دو۔

راوی حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا آنے والے شخص حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

ہیں۔ میں نے ان کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد کے مطابق خوشخبری دی اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان سے ان کو آگاہ کیا۔ انہوں نے خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اس کا شکر ادا کیا اور فرمایا: ''اللہ المُستعانُ'' یعنی آنے والی مصیبتوں پر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ (۱)

فرشتے بھی حیا کرتے ہیں:

اور مسلم شریف میں حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے مکان میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی ران یا پنڈلی مبارک سے کپڑا اٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے اور انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو بلایا اور وہ اندر آ گئے مگر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی آ گئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو بھی اجازت دے دی اور وہ بھی اندر آ گئے لیکن حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پھر بھی بدستور اسی طرح لیٹے رہے یعنی ران یا پنڈلی سے کپڑا اٹھا رہا۔ پھر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آ گئے اور آپ نے اندر آنے کی اجازت

---

۱ . . . (صحیح البخاری، کتاب المناقب، مناقب عثمان بن عفان، الحدیث: ۳۶۹۵، ۲/۵۲۹)

چاہی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا۔ اس کے بعد حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

راویٔ حدیث حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ جب یہ لوگ چلے گئے تو میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کیا: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کیا وجہ ہے کہ میرے باپ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بدستور لیٹے رہے پھر حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بدستور لیٹے رہے۔ اور جنبش بھی نہیں فرمائی۔ لیکن جب حضرتِ عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا۔

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا **کے اس سوال کے جواب میں سرکار اقدس** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے ارشاد فرمایا: "اَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلَائِکَۃ" یعنی کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔** (1)

سبحان اللّٰہ ! حضرتِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا درجہ کیا ہی بلند و بالا اور

---

1 . . . (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۲۴۰۱، ص ۱۳۰۷)

عظمت والا ہے کہ فرشتے آپ سے حیا کرتے ہیں یہاں تک کہ سید الانبیاء اور نبی الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی آپ سے حیا فرماتے ہیں۔

آپ کی طرف سے بیعت فرمائی:

ترمذی شریف میں حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مقامِ حدیبیہ میں بیعت رضوان کا حکم فرمایا۔ اس وقت حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قاصد کی حیثیت سے مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب سب لوگ بیعت کر چکے تو رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ عثمان خدا اور رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کام سے گئے ہوئے ہیں۔ پھر اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ یعنی حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے خود بیعت فرمائی۔ لہذا **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مبارک ہاتھ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے ان ہاتھوں سے بہتر ہے جنھوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لیے بیعت کی۔[1]

---

[1] ... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۷۲۲، ۵/۳۹۲)

.... حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان 'اشعۃ اللمعات' میں اس حدیث کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ **سرکارِ اقدس** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **نے اپنے دستِ مبارک کو حضرت عثمانِ غنی** رضی اللہ تعالٰی عنہ **کا ہاتھ قرار دیا۔ یہ وہ فضیلت ہے جو حضرت عثمان غنی** رضی اللہ تعالٰی عنہ **کے ساتھ خاص ہے۔**[1]

یعنی اس فضیلت سے ان کے سوا اور کوئی دوسرا صحابی کبھی مشرف نہیں ہوا۔

مسندِ خلافت مت چھوڑنا:

ترمذی شریف اور **ابن ماجہ** میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک روز حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا کہ **اے عثمان! خدائے تعالٰی تجھ کو ایک قمیص پہنائے گا یعنی خلعتِ خلافت سے سرفراز فرمائے گا۔ پھر اگر لوگ اس قمیص کے اتارنے کا تجھ سے مطالبہ کریں تو ان کی خواہش پر اس قمیص کو مت اتارنا یعنی خلافت نہیں**

---

[1] ... (اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، باب مناقب عثمان، ۴/۶۶۸)

چھوڑنا اسی لیے جس روز ان کو شہید کیا گیا انہوں نے حضرت ابو سہلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ کو خلافت کے بارے میں وصیت فرمائی تھی۔ اسی لیے میں اس وصیت پر قائم ہوں اور جو کچھ مجھ پر بیت رہی ہے اس پر صبر کر رہا ہوں۔ (۱)

دو بار جنت خریدی:

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دو بار جنت خریدی ہے۔ ایک بار تو ”بیرِ رومہ“ خرید کر اور دوسری بار ”جیشِ عسرہ“ کے لیے سامان دے کر۔ جیشِ عسرہ کے لیے جو سامان آپ نے فراہم کیا تھا اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے اور بیرِ رومہ کی خریداری کا واقعہ یہ ہے کہ جب سرکار اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو اس زمانہ میں وہاں بیرِ رومہ کے علاوہ اور کسی کنوئیں کا پانی میٹھا نہ تھا۔ یہ کنواں وادیٔ عقیق کے کنارے ایک پر فضا باغ میں ہے جو مدینہ طیبہ سے تقریباً چار کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس کنوئیں کا مالک یہودی تھا جو اس کا پانی فروخت کیا کرتا تھا اور مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف

---

۱ . . . (سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب عثمان، الحدیث: ۳۷۲۵، ۵/۳۹۳)

تھی تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ترغیب پر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آدھا کنواں بارہ ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دیا اور طے یہ پایا کہ ایک روز مسلمان پانی بھریں گے اور دوسرے دن یہودی۔ مگر جب یہودی نے دیکھا کہ مسلمان ایک روز میں دو روز کا پانی بھر لیتے ہیں اور میرا پانی خاطر خواہ نہیں بکتا تو پریشان ہو کر بقیہ آدھا بھی حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں بیچ دیا۔ اس کنوئیں کو آج کل **"بیر حضرت عثمانِ غنی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ**" کہتے ہیں۔**(1)

رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا و عن سائر المسلمین

مصری کے اعتراضات، ابن عمر کے جوابات:

حضرتِ عثمان بن عبد اللہ بن موہب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ مصر کا رہنے والا ایک شخص حج کے ارادہ سے بیت اللہ شریف آیا۔ اس نے ایک جگہ کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا گیا کہ یہ لوگ قریش ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان لوگوں کا شیخ کون ہے؟ جواب دیا گیا کہ ان لوگوں کے شیخ حضرت عبد اللہ بن عمر ہیں (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا)۔ اب اس نے

---

1 . . . (المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب اشتری عثمان الجنۃ مرتین، الحدیث: ۴۶۲۶، ۴/ ۶۸)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہما کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے ابن عمر! میں کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں آپ اس کا جواب دیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان احد کی جنگ سے بھاگ گئے تھے۔ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہما نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر اس شخص نے دریافت کیا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ بدر کی لڑائی سے عثمان غائب تھے اور معرکہ بُدر میں وہ شریک نہ ہوئے تھے۔

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہما نے جواب دیا کہ ہاں وہ بدر کے معرکہ میں موجود نہ تھے۔ پھر اس شخص نے پوچھا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان بیعتِ رضوان کے موقع پر بھی غائب تھے اور اس میں شریک نہ ہوئے تھے' حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہما نے فرمایا کہ ہاں وہ بیعتِ رضوان کے موقع پر بھی موجود نہ تھے اور اس میں شامل نہ تھے۔ حضرت ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما سے تینوں باتوں کی تصدیق سن کر اس شخص نے اللہ اکبر کہا۔

بظاہر اس مصری شخص کا سوال تھا لیکن حقیقت میں حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذاتِ گرامی پر اس کا اعتراض تھا۔ حضرت ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما نے اس سے فرمایا کہ ادھر آئیں تجھ سے حقیقتِ حال بیان کر کے تیرے شبہات دور کر دوں۔ **احد کے معرکہ سے حضرت عثمانِ غنی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے بھاگ جانے کے متعلق میں تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ خدائے ذوالجلال نے ان کی غلطی کو معاف فرمادیا۔** جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴾

یعنی بے شک وہ لوگ جو تم میں سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں ان کے بعض اعمال کے سبب انہیں شیطان ہی نے لغزش دی اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا بے شک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔ (۱)

اور جنگ بدر میں حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کا موجود نہ ہونا اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت رقیہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا **یعنی رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کی صاحبزادی اور حضرت عثمانِ غنی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی بیوی اس زمانہ میں بیمار تھیں۔ حضور** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے حضرت عثمان غنی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کو ان کی دیکھ بھال کے لیے مدینہ طیبہ میں چھوڑ دیا تھا** اور فرمایا تھا کہ عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جنگ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے ایک مجاہد کا ثواب ملے گا اور مالِ غنیمت میں سے بھی ایک شخص کا حصہ دیا جائے گا۔

اب رہا معاملہ بیعتِ رضوان سے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا غائب ہونا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مکۂ معظمہ میں حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے

---

۱ ... (سورۂ ال عمران، الایۃ ۱۵۵، پ ۴)

زیادہ باعزت اور ہر دل عزیز کوئی اور شخص ہوتا تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسی کو مکہ معظمہ بھیجتے مگر چونکہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے زیادہ ہر دل عزیز اور باعزت مکہ شریف والوں کی نگاہ میں کوئی اور شخص نہ تھا اس لیے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں کو مکہ معظمہ روانہ فرمایا تاکہ وہ آپ کی طرف سے کفارِ مکہ سے بات چیت کریں **تو حضرت عثمانِ غنی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **حضور** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کے حکم سے مکہ مکرمہ چلے گئے۔ اسطرح ان کی غیر موجودگی میں بیعتِ رضوان کا واقعہ پیش آیا اور حضور** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے بیعتِ رضوان کے وقت اپنے داہنے ہاتھ کو اُٹھا کر فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اس ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ یہ عثمان کی بیعت ہے۔** اس کے بعد حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ ابھی جو میں نے تیرے سامنے بیان کیا ہے تو اس کو لے جا کہ یہی تیرے سوالات کے مکمل جوابات ہیں۔ (۱)

---

۱ . . . (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، باب مناقب عثمان، الحدیث: ۳۶۹۸، ۵۳۰/۲)

مشق

(۱) **سوال:** جیش عسرہ کے موقع پر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کس قدر مال راہِ خدا میں پیش کیا نیز انہیں اس پر کن بشارتوں سے نوازا گیا......؟

(۲) **سوال:** اے احد ! ٹھہر جا...... یہ حدیث کن کن عقائد اہلسنت کی مؤید ہے......؟

(۳) **سوال:** ﴿**فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ﳲ**﴾ اس آیت مبارکہ میں کون سے لوگ مراد ہیں......؟

(۴) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک درخت پورا باغ دے کر کیوں خریدا نیز اس موقع پر کونسی آیت مبارکہ نازل ہوئی......؟

(۵) **سوال:** فتنوں کے وقت ہدایت پر ہونے والی روایت مع حوالہ بیان کیجئے......؟

(۶) **سوال:** "آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو" یہ روایت کن عقائد اہلسنت کی مؤید ہے......؟

(۷) **سوال:** "میں اس سے حیا کیوں نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں" سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ کس کے متعلق اور کب فرمایا......؟

(۸) **سوال:** بیعتِ رضوان کے موقع پر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کیوں حاضر نہ تھے......؟

(۹) **سوال:** ''اے عثمان! خدا تجھے قمیص پہنائے گا'' یہاں قمیص سے کیا مراد ہے نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کتنی بار جنت خریدی......؟

(۱۰) **سوال:** مصری کے اعتراضات اور ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما کے جوابات تفصیلاً ذکر کیجئے......؟

مدنی انقلاب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اللّٰہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی خوشنودی کے حصول اور باکردار مسلمان بننے کے لئے ''**دعوتِ اسلامی**'' کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** سے ''**مدنی انعامات**'' نامی رسالہ حاصل کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے۔ اور اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لوٹئے۔ **دعوتِ اسلامی** کے سنتوں کی تربیت کے لیے بے شمار **مدنی قافلے** شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر ''**مدنی انقلاب**'' برپا ہوتا دیکھیں گے۔

آپ کی خلافت

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی مشہور کتاب تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ زخمی ہونے کے بعد حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طبیعت جب زیادہ ناساز ہوئی تو لوگوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین! آپ ہمیں کچھ وصیتیں فرمایئے اور خلافت کے لیے کسی کا انتخاب فرمادیجئے **تو حضرت عمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے ارشاد فرمایا کہ خلافت کے لیے علاوہ ان چھ صحابہ کے جن سے رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **راضی اور خوش رہ کر اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں میں کسی اور کو مستحق نہیں سمجھتا ہوں۔ پھر آپ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص** رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن **کے نام لیے** اور فرمایا کہ میرے لڑکے **عبد اللہ** مجلسِ شوریٰ میں اس کے ساتھ رہیں گے۔ لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ اگر سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتخاب ہو جائے تو وہ اس کا حق رکھتے ہیں ورنہ ان چھ صحابیوں میں سے جس کو چاہیں منتخب کرلیں اور میں نے سعد بن ابی وقاص کو کسی عاجزی اور خیانت کے سبب معزول نہیں کیا تھا۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے

فرمایا کہ میں اپنے بعد خلیفہ ہونے والے کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ **اللہ تعالیٰ** سے ڈرتا رہے اور سب انصار و مہاجرین اور ساری رعایا کے ساتھ بھلائی سے پیش آتا رہے۔

جب حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہو گیا اور لوگ ان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو گئے تو تین روز بعد خلیفہ کو منتخب کرنے کے لیے جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں سے فرمایا کہ پہلے تین آدمی اپنا حق تین آدمیوں کو دے کر دست بردار ہو جائیں۔ لوگوں نے اس بات کی تائید کی تو حضرت زبیر حضرت علی کو حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عبدالرحمن کو اور حضرت طلحہ حضرت عثمان کو اپنا حق دے کر دست بردار ہو گئے۔ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ۔

یہ تینوں حضرات رائے مشورہ کرنے کے لیے ایک طرف چلے گئے۔ وہاں حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ میں اپنے لیے خلافت پسند نہیں کرتا اب آپ لوگوں میں سے بھی جو خلافت کی ذمہ داری سے دست بردار ہونا چاہے وہ بتادے اس لیے کہ جو بری ہو گا ہم خلافت اسی کے سپرد کریں گے اور جو شخص خلیفہ ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت میں سب سے افضل ہو اور اصلاحِ امت کی بہت خواہش رکھتا ہو۔ اس بات کے جواب میں حضرت عثمان اور حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما یعنی

دونوں حضرات چپ رہے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ اچھا آپ لوگ اس انتخاب کا کام ہمارے سپرد کر دیں۔ قسم خدا کی ! میں آپ لوگوں میں سے بہتر اور افضل شخص کا انتخاب کروں گا۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ ہم لوگوں کو منظور ہے ہم انتخابِ خلیفہ کا کام آپ کے سپرد کرتے ہیں۔

اب اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لے کر ایک طرف گئے اور ان سے کہا کہ اے علی ! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام قبول کرنے میں سابقینِ اولین میں سے ہیں اور آپ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریبی عزیز ہیں لہذا آپ کو اگر میں خلیفہ مقرر کردوں تو آپ قبول فرمالیں اور اگر میں کسی دوسرے کو آپ پر خلیفہ مقرر کردوں تو اس کی اطاعت کریں۔ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ مجھے منظور ہے۔

اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لے کر ایک طرف گئے اور ان سے بھی تنہائی میں اسی قسم کی گفتگو کی تو انہوں نے بھی دونوں باتوں کو تسلیم کرلیا۔ جب ان دونوں حضرات سے عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس قسم کا عہد وپیان لے لیا تو اس کے بعد آپ نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور ان کے بعد

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی بیعت کرلی۔ (۱)

خلافت پر رائے عامہ:

تاریخ الخلفاء میں ابنِ عساکر کے حوالے سے ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بجائے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کواس لیے خلیفہ منتخب کیاکہ جو بھی صائب الرائے تنہائی میں ان سے ملتاوہ یہی مشورہ دیتا کہ خلافت حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کو ملنی چاہیے۔وہ اس کے لیے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔چنانچہ

ایک روایت میں یوں آیاہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حمد و صلوۃ کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: **اے علی! میں نے سب لوگوں کی رائے معلوم کرلی ہے۔ خلافت کے بارے میں سب کی رائے حضرت عثمان غنی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے لیے ہے** یہ کہہ کر آپ نے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کاہاتھ پکڑااور کہاکہ میں سنتِ خدا، سنتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دونوں خلفاء کی سنت پر آپ سے بیعت کرتاہوں۔اس طرح سب

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، عمر بن خطاب، ص۱۰۷) (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الحدیث: ۳۷۰۰، ۲/۵۳۳)

سے پہلے حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بیعت کی پھر تمام مہاجرین وانصار نے ان سے بیعت کی۔ (١)

حضرت علی خلیفۂ سوم کیوں نہ بنے:

اور مسند امام احمد میں حضرت ابو وائل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اس طرح مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو چھوڑ کر حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کیوں بیعت کی؟ انہوں نے فرمایا کہ اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ **میں نے پہلے حضرت علی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **ہی سے کہا کہ میں کتاب اللّٰہ، سنتِ رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اور حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **اور حضرت عمر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی سنت پر آپ سے بیعت کرتا ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد میں نے حضرت عثمانِ غنی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **سے اسی قسم کی گفتگو کی تو انہوں نے قبول کر لیا۔** (٢) (تاریخ الخلفاء، ص ٢٤)

غنیۃ الطالبین جو حضرت غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تصنیف مشہور ہے۔ اس میں بھی یہی روایت مذکور ہے تو اس روایت کی بنیاد پر یہ کہا جائے گا کہ

---

١ . . . (السنن الکبریٰ، کتاب قتال اہل البغی، باب کیفیۃ البیعۃ، الحدیث: ١٦٥٦٣، ٨/٢٥٣)

٢ . . . (المسند للامام احمد، مسند عثمان بن عفان، الحدیث: ٥٥٧، ١/١٦٢)

غالباً حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس وقت خلافت سے اس لیے انکار کردیا کہ ان پر عام صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہم کا رجحان ظاہر ہو چکا تھا کہ وہ میرے بجائے حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ مقرر کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے صحابہ کی مرضی کے خلاف زبردستی ان کا خلیفہ بننا پسند نہ فرمایا۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہم

......اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے تنہائی میں حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے دریافت کیا کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں تو مجھے آپ کس سے بیعت کرنے کا مشورہ دیں گے......؟ انہوں نے فرمایا کہ علی (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے۔ پھر میں نے اسی طرح تنہائی میں حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا کہ اگر میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت نہ کروں تو آپ مجھے کس کی بیعت کا مشورہ دیں گے؟ انہوں نے فرمایا: عثمان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) پھر میں نے حضرت زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا کر اسی طرح تخلیہ میں ان سے دریافت کیا کہ اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو آپ مجھے کس سے بیعت کرنے کی رائے دیں گے...؟ انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی یا حضرت عثمان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہما) سے۔

...... حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور ان سے کہا کہ میرا اور آپ کا

ارادہ خلیفۃ المسلمین بننے کا تو ہے نہیں تو پھر آپ مجھے کس سے بیعت کرنے کا مشورہ دیں گے ؟انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمام مہاجرین وانصار سے مشورہ کیا تو اکثر لوگوں کی رائے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں پائی گئی۔اس لیے انہوں نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بیعت کی۔[1]

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

رافضی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے خلافت کے حق دار حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے مگر لوگوں نے ان کے حق کو غصب کر لیا کہ پہلے (حضرت) ابو بکر پھر (حضرت) عمر اور پھر (حضرت) عثمان کو خلیفہ بنایا (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہم) اس طرح مسلسل حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حق تلفی کی گئی۔

پھر رافضی اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ حضرات خلفائے ثلاثہ اور دیگر صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہم جنہوں نے ان کو خلیفہ منتخب کیا ان سب سے بغض و عداوت رکھتے ہیں اور ان کو برا بھلا کہتے ہیں۔

---

[1] ... (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، خلافتہ، ص ۱۲۲)

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پہلے جو لوگ خلیفہ ہوئے اور جنہوں نے ان کو خلیفہ بنایا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی خدائے تعالیٰ نے مدح فرمائی ہے اور ان کی تعریف و توصیف میں قرآن مجید کی بہت سی آیاتِ کریمہ نازل ہوئی ہیں۔ مثلاً

......(پ ۲۷ میں ہے)﴿ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ﴾

یعنی تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے فتحِ مکہ کے بعد خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔ [1]

......(پ ۱۱، ع ۲ میں ہے)﴿ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ﴾

یعنی اور سب میں اگلے پہلے مہاجرین و انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان

---

[1] ... (سورۃ الحدید، الایۃ ۱۰، پ ۲۷)

کی اتباع کئے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ (۱)

......(پ۲۸، ع۴ میں ہے)﴿ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيٰرِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴾

یعنی ہجرت کرنے والے فقیروں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں۔ وہی لوگ سچے ہیں۔ (۲)

......پھر اسی پارے (پ۲۸، ع۴ میں ہے)﴿ وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ۟ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

اور جن لوگوں نے پہلے سے اس (مدینہ منورہ) شہر میں اور ایمان میں گھر بنالیا، وہ دوست رکھتے ہیں ان لوگوں کو جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور وہ

۱... (سورۃ التوبہ، الایۃ ۱۰۰، پ ۱۱)
۲... (سورۃ الحشر، الایۃ ۸، پ ۲۸)

لوگ اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے، اس چیز کی جو (مہاجرین مالِ غنیمت) دیئے گئے اور (انصار) اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔ [1]

......(پ۴، ع۸ میں ہے) ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ ...﴾

یعنی بے شک اللہ کا مسلمانوں پر بڑا احسان ہوا کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر خدائے تعالیٰ کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔ [2]

اس قسم کی اور بھی بہت سی آیاتِ کریمہ ہیں جن میں خدائے عزوجل نے اپنے پیارے مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے اصحاب کی واضح لفظوں میں تعریف و توصیف بیان فرمائی ہے۔

......اب آپ لوگ غور کیجئے کہ پہلی آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے: ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ﴾ یعنی فتح مکہ سے پہلے اور اس کے بعد اللہ کی راہ

۱... (سورۃ الحشر، الایۃ ۹، پ ۲۸)

۲... (سورۃ ال عمران، الایۃ ۱۶۴، پ ۴)

میں خرچ کرنے اور لڑائی کرنے والے ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔

......اور دوسری آیتِ مبارکہ میں ہے: ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ﴾ **یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔**

......اور تیسری آیتِ مبارکہ میں فرمایا گیا: ﴿اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصّٰدِقُوۡنَ﴾ **یعنی وہی لوگ سچے ہیں۔**

......اور چوتھی آیت مبارکہ میں ہے: ﴿فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ﴾ یعنی وہی لوگ فلاح یافتہ اور کامیاب ہیں۔

......اور پانچویں آیتِ مبارکہ میں فرمایا گیا: ﴿وَیُزَکِّیۡہِمۡ ...﴾ **نبی اکرم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **ان کا تزکیہ فرماتے ہیں یعنی ناپسندیدہ خصلتوں اور بُری باتوں سے ان کو پاک وصاف کرتے ہیں اور صالح بناتے ہیں۔**

اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ مبارکہ میں خبر دی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُزَکِّی ہیں۔ تو اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ صحابہ کرام کے قلوب کا انہوں نے تزکیہ فرمایا اس لیے کہ اگر ان کے قلوب کا تزکیہ نہیں فرمایا تو وہ مُزَکِّی نہیں ہو سکتے اور جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے قلوب کا تزکیہ فرمایا تو ماننا پڑے گا کہ وہ نیکوکار اور صالح ہیں، ان کے اخلاق بلند ہیں، وہ

اوصاف حمیدہ والے ہیں۔انکی نیتیں صحیح ہیں اوران کا عمل ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

لہذا صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہم **کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کاوعدہ فرمایا۔اللہ تعالیٰ ان سے راضی اوروہ اللہ تعالیٰ سے راضی اورایسے لوگ کہ جو فلاح یافتہ اور سچے ہیں اور جن کے قلوب مزکّٰی و مجلّٰی ہیں ان کے بارے میں یہ فاسداعتقادرکھناکہ انہوں نے حضرت علی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے حق کو غصب کرلیا انتہائی بدنصیبی وبدبختی ہے بلکہ قرآن شریف کو جھٹلاناہے۔العیاذباللہ تعالیٰ**

بادشاہ جس جماعت سے راضی ہواوران کی تعریف وتوصیف بیان کرتاہو اس جماعت سے بغض وعداوت رکھنااوران کی بُرائی کرنابادشاہ کی ناراضگی کاسبب ہوگاتوخدائے ذوالجلال جوصحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہم سے راضی ہےاوراپنی کتاب قرآن مجید میں جگہ جگہ ان کی تعریف وتوصیف بیان فرماتاہےاس مبارک جماعت سے بغض وعداوت رکھنااوران کی بُرائی کرناخدائے تعالیٰ کی سخت ناراضگی کاسبب ہے۔

صحابہ کا گستاخ بے دین ہے:

حضرت علامہ ابوزرعہ رازی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جو تبعِ تابعین میں سے ہیں انہوں نےاس سلسلے میں نہایت ہی عمدہ بات فرمائی ہے۔

فرماتے ہیں: "اِذَارَأیْتَ الرَّجُلَ اَنَّہُ یُنَقِّصُ اَحَدًا مِّنْ اَصحَابِ رَسُولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاعْلَمْ اَنَّہ زِنْدِیقٌ"

یعنی جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے ان میں نقص نکالتا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق اور بے دین ہے۔ اس لیے کہ قرآن اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہر فرمان ہمیں صحابہ ہی کے واسطے سے ملا ہے تو ان کی ذات میں بُرائی ثابت کرنا اور ان کو غلط ٹھہرانا قرآن وحدیث کو باطل قرار دینا ہے۔[1] العیاذ باللہ تعالیٰ

آپ کا پہلا خطبہ:

تاریخ الخلفاء میں ابنِ سعد کے حوالے سے ہے کہ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد جب حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ کچھ بیان نہ کرسکے۔ صرف اِتنا فرمایا کہ اے لوگو! پہلی مرتبہ گھوڑے پر سوار ہونا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ آج کے بعد بہت سے دن آئیں گے۔ اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے سامنے ضرور خطبہ دوں گا۔ ہمارے خاندان

---

[1] ... (تاریخ مدینۃ دمشق، عبیداللہ بن عبدالکریم، ۳۸/۳۲)

کے لوگ خطیب نہیں ہوئے ہیں، خدائے تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ عنقریب ہمیں خطبہ دینے پر قدرت عطا فرمائے گا۔ (۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے برابری متصور بھی نہیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ "منبر کے تین زینے تھے علاوہ اوپر کے تختے کہ جس پر بیٹھتے ہیں۔ حضور سید عالم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ والہٖ وسلَّم درجہ بالا پر خطبہ فرمایا کرتے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہُ تعالٰی عنہ نے دوسرے پر پڑھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہُ تعالٰی عنہ نے تیسرے پر۔ جب زمانۂ ذوالنورین رضی اللہُ تعالٰی عنہ کا آیا تو پھر اوّل پر خطبہ فرمایا۔ سبب پوچھا گیا فرمایا: اگر دوسرے پر پڑھتا لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق کا ہمسر ہوں اور تیسرے پر، تو وہم ہوتا کہ فاروق کے برابر ہوں۔ لہذا وہاں پڑھا جہاں یہ احتمال متصور ہی نہیں۔ (۲)

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ تعالٰی عنہ کے جملے قابلِ غور ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر دوسرے پر پڑھتا لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق کا ہمسر ہوں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر لوگ ان کو حضرت صدیق رضی اللہُ تعالٰی عنہ کا ہمسر گمان کرتے تو

---

۱ ... (الطبقات الکبری، ذکر بیعۃ عثمان بن عفان، ۳/۴۲)

۲ ... (فتاوی رضویہ، ۸/۳۴۳)

کیا اس میں کوئی خرابی تھی...؟ ہاں بے شک خرابی تھی۔ اس لیے کہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ ہر گز منظور نہیں تھا کہ لوگ ان کو صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہمسر گمان کریں۔ اسی طرح ان کو یہ بھی گوارا نہیں تھا کہ لوگ ان کے بارے میں وہم کریں کہ وہ حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے برابر ہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ اگر تیسرے پر پڑھتا تو وہم ہوتا کہ فاروق کے برابر ہوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما سے برابری کا دعویٰ کرنا تو بہت دُور کی بات ہے ان کو اتنا بھی گوارا نہیں تھا کہ ان کے بارے میں کوئی یہ وہم و گمان کرے کہ وہ حضرات شیخین کے ہمسر و برابر ہیں اسی لیے وہ سب سے اوپر والے درجہ پر خطبہ پڑھتے۔

پھر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ جملہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ میں نے وہاں خطبہ پڑھا جہاں یہ (یعنی ہمسری و برابری کا) احتمال متصور ہی نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سے کوئی بھی یہ تصور کر ہی نہیں سکتا تھا کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے برابری و ہمسری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ اگر کوئی آقائے دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے برابری و ہمسری کا دعویٰ کرے تو وہ گستاخ و بے ادب ہے اور صحابہ

کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے راستے سے الگ ہے اور حدیث شریف "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ"(1) کے مطابق اِنہیں کے راستے پر چلنے والے جنتی ہیں باقی سب جہنمی۔

آپ کے زمانۂ خلافت کی فتوحات

حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانۂ خلافت میں بھی اسلامی فتوحات کا دائرہ برابر وسیع ہوتا رہا۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانۂ خلافت کے پہلے سال یعنی ۲۴ ہجری میں "رے" فتح ہوا۔ رے خراسان کا ایک شہر ہے جو آج کل ایران کا دارالسلطنت ہے اور اِسے تہران کہتے ہیں۔ ۲۶ ہجری میں شہر "سابور" فتح ہوا۔(2)

بحری بیڑے کے ذریعے حملہ:

حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جو حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں ملک شام کے گورنر تھے اُنہوں نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کئی بار یہ درخواست پیش کی تھی کہ بحری بیڑا کے ذریعہ قبرص پر حملہ کی اجازت دی جائے مگر آپ نے اجازت نہیں دی لیکن جب حضرت امیر معاویہ

---

1 . . . (سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق . . .، الحدیث: ۲۶۵۰، ۴/۲۹۱)

2 . . . (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۲۳)

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اِصرار بہت زیادہ ہوا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لکھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سمندر اور بادبانی جہازوں کی کیفیت مفصل طریقہ سے لکھ کر مجھے روانہ کرو۔ انہوں نے لکھا کہ میں نے بادبانی جہاز کو دیکھا ہے جو ایک بڑی مخلوق ہے اور اس پر چھوٹی مخلوق سوار ہوتی ہے۔ جب وہ جہاز ٹھہر جاتا ہے تو لوگوں کے دل پھٹنے لگتے ہیں اور جب وہ چلتا ہے تو عقلمند لوگ بھی خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ اس میں اچھائیاں کم ہیں اور خرابیاں زیادہ ہیں۔ اس میں سفر کرنے والوں کی حیثیت کیڑے مکوڑوں جیسی ہے۔ اگر یہ سواری کسی طرف کو جھک جائے تو عموماً لوگ ڈوب جاتے ہیں اور اگر بچ جاتے ہیں تو اس حال میں ساحل تک پہنچتے ہیں کہ کانپتے رہتے ہیں۔

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خط اس مضمون کا پڑھا تو حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لکھا کہ ''وَاللّٰہِ لَا اُحَمِّلُ فِیْہِ مُسْلِماً اَبَداً'' یعنی قسم ہے خدائے تعالٰی کی! میں ایسی سواری پر مسلمانوں کو کبھی سوار نہیں کر سکتا۔ اس طرح حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں قبرص پر مسلمانوں کا حملہ نہیں ہو سکا۔ **لیکن جب حضرت عثمانِ غنی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کا زمانہ خلافت آیا تو ان کے حکم سے ۲۷ ہجری میں جہاز کے ذریعہ حضرت امیر معاویہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے لشکر**

لے جا کر قبرص پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور جزیہ لینے کی شرط منظور کر لی۔ (۱)

اور کوئی غیب کیا...

جس لشکر نے بحری راستہ سے جا کر قبرص پر حملہ کیا تھا۔ اس لشکر میں مشہور و معروف صحابی حضرت عبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی اہلیہ محترمہ حضرت اُمِ حرام بنت ملحان انصاریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کے ساتھ موجود تھے' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیوی جانور سے گر کر انتقال کر گئیں تو ان کو وہیں قبرص میں دفن کر دیا گیا۔ اس لشکر کے متعلق اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جنابِ احمد مجتبیٰ محمدِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پیشن گوئی فرمائی تھی کہ عبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیوی بھی اس لشکر میں ہو گی اور قبرص ہی میں اس کی قبر بنے گی۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ہوئی۔ (۲)

اور کیوں نہ ہو کہ ندی کا بہتا ہوا دھارا رک سکتا ہے۔ درخت اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے۔ بلکہ بڑے سے بڑا پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے مگر اللہ کے

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۲۳) (تاریخ الطبری، ثم دخلت ثمان وعشرین، ۳/ ۳۱۱)

۲ . . . (صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب رکوب البحر . . .، الحدیث: ۲۸۹۴، ۲۸۹۵، ۲/ ۲۵۳) (فتح الباری، کتاب الاستیذان، باب ۶۳/ ۱۲، ۴۱)

محبوب پیارے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان نہیں ٹل سکتا۔

صلی اللّٰہ علی النبی الامی و الہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم

صلاۃ و سلام علیک یا رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و اٰلہٖ و سلّم

دیگر فتوحات اور مالِ غنیمت:

اور اسی ۲۷ھ میں جرجان اور دارِ بجرد فتح ہوئے۔ اور اسی سال جب حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **عبداللّٰہ** بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا گورنر بنایا تو اُنہوں نے مصر پہنچ کر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حکم پر افریقہ پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر کے ساری سلطنتوں کو حکومتِ اسلامیہ میں شامل کر لیا۔ اس جنگ میں اس قدر مالِ غنیمت مسلمانوں کو حاصل ہوا کہ ہر سپاہی کو ایک ایک ہزار دینار اور بعض روایات کے مطابق تین تین ہزار دینار ملے۔ دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ایک سکہ ہوتا تھا۔ اس فتح عظیم کے بعد اسی ۲۷ھ میں اسپین یعنی ہسپانیہ بھی فتح ہو گیا اور ۲۹ھ میں حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حکم سے اصطخر فسا اور ان کے علاوہ بعض دوسرے ممالک بھی فتح ہوئے۔

......اور ۳۰ھ میں جور، خراسان اور نیشا پور صلح کے ذریعہ فتح ہوئے۔ اسی طرح ملک ایران کے دوسرے شہر طوس، سرخس، مرو اور

بیہق بھی صلح سے فتح ہوئے۔ اس قدر فتوحات سے جب بے شمار مالِ غنیمت ہر طرف سے دار الخلافت میں پہنچنے لگا تو حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان مالوں کی حفاظت کے لیے کئی محفوظ خزانے بنوانے پڑے اور لوگوں میں اس فراخ دلی سے مال تقسیم فرمایا کہ ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ بدرے ملے جب کہ ایک بدرہ دس ہزار درہم کا ہوتا ہے۔(۱)

جنت میں لے جانے والے اعمال

حضرت سیِّدُ نا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حلال کھائے، سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یا رسولَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ایسے لوگ تو اِس وقت بہت ہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔'' (المستدرك، الحدیث: ۷۱۵۵، ج۵، ص ۱۴۲)

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، عثمان بن عفان، ص ۱۲۳)

مشق

(۱) **سوال:** حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خلیفہ کیسے مقرر ہوئے، نیز حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ نہ بنانے کے سوال کا کیا جواب دیا......؟

(۲) **سوال:** حضرت علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد خلیفہ بننے سے کیوں انکار فرمادیا......؟

(۳) **سوال:** مصنف عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے صحابہ کرام کی شان میں کتنی آیات بیان فرمائی ہیں، ان میں سے تین مع ترجمہ و حوالہ بیان کیجئے نیز اس اعتراض کہ ''بعض صحابہ نے غلطیاں کی'' کا کیا جواب ہوگا......؟

(۴) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر کے اس زینے پر بیٹھے جس پر پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما ہوتے تھے، اس کا سبب کیا ہے نیز مصنف عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے اس کے ضمن میں کن عقائد اہلسنت کی طرف روشنی ڈالی ہے......؟

(۵) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور کی فتوحات کا تفصیلی جائزہ لیجئے......؟

(۶) **سوال:** حضرت ام حرام کون تھیں نیز ان کی وفات کس معجزۂ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ظہور کا سبب بنی......؟

آپ کی کرامتیں

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کئی کرامتوں کا ظہور ہوا ہے جن میں سے چند کرامتیں یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

غیب کی خبر دینا:

علامہ تاج الدین سبکی علیہِ الرحمۃ نے اپنی کتاب "طبقات" میں تحریر فرمایا کہ ایک شخص نے راستہ میں چلتے ہوئے ایک اجنبی عورت کو گھور گھور کر غلط نگاہوں سے دیکھا۔ اس کے بعد یہ شخص امیر المؤمنین حضرتِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس شخص کو دیکھ کر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہایت ہی پُر جلال لہجہ میں فرمایا کہ تم لوگ ایسی حالت میں میرے سامنے آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔ شخص مذکور نے جل بھن کر کہا کہ کیا **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد آپ پر وحی اُترنے لگی ہے؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں زِنا کے اثرات ہیں...؟

امیر المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ میرے اوپر وحی تو نازل نہیں ہوتی لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے یہ بالکل ہی قولِ حق اور سچی بات ہے اور خداوند قدوس نے

مجھے ایک ایسی فراست (نورانی بصیرت) عطا فرمائی ہے جس سے میں لوگوں کے دلوں کے حالات وخیالات کو معلوم کرلیتا ہوں۔[1] (کرامات صحابہ بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف کے منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بالکل ہی اچانک ایک شخص جس کا نام ''جہجاہ غفاری'' تھا کھڑا ہو گیا اور آپ کے دست مبارک سے عصا چھین کر اس کو توڑ ڈالا۔ آپ نے اپنے حلم و حیا کی وجہ سے اس سے کوئی مؤاخذہ نہیں فرمایا لیکن خدائے تعالیٰ کی قہاری و جباری نے اس کو یہ سزا دی کہ اس کے ہاتھ میں کینسر کا مرض ہو گیا اور اس کا ہاتھ گل سڑ کر گر پڑا اور وہ یہ سزا پا کر ایک سال کے اندر ہی مر گیا[2]۔ (کرامات صحابہ بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین، جلد دوم

---

[1] . . . (حجۃ اللہ العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرمات الاولیاء . . . الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلہ . . . الخ، ص ۶۱۳)

[2] . سیرت و تاریخ کی کتب میں جہجاہ نام کے متعدد افراد کا تذکرہ موجود ہے جن میں جہجاہ بن سعید، جہجاہ بن سنام، جہجاہ بن عمرو اور ابن جہجاہ وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سے عصائے رسول کی بے ادبی کس نے کی، اس بارے میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں، حضرت سیدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ تو جلیل القدر صحابی ہیں جو بیعت رضوان میں شریک تھے لہٰذا ان کی طرف اس واقعہ کی نسبت کرنا درست نہیں اور تحقیق سے بھی یہی ثابت ہے۔ حضرت علامہ مطہر بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:۳۵۵ھ) فرماتے ہیں جس نے عصا مبارک توڑا اس کا نام جہجاہ بن سنام ہے۔ (البدء والتاریخ، ۵/۲۰۵) حضرت علامہ عبدالملک بن حسین عصامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: جہجاہ بن عمرو غفاری نے عصا لے کر توڑ دیا الخ (سمط النجوم العوالی، ۲/۵۲۵) نیز حضرت علامہ اسماعیل بن محمد اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:۵۳۵ھ) کے مطابق: جس نے عصا توڑا اُسے جہجاہ یا ابن جہجاہ کہا جاتا تھا۔ (سیر السلف الصالحین، ص۱۸۴) بعض کتابوں میں یہ واقعہ مجہول صیغے یا بغیر کسی سند کے ذکر کر کے

محض ایک احتمال کی بنا پر اس کی نسبت صحابیٔ رسول حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف کر دی گئی ہے جو کہ درست نہیں، قاعدہ بھی یہی ہے "اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَال فَبَطَلَ الْاِستِدلال یعنی جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے" لہٰذا یقین کے ساتھ ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ عصا توڑنے کا کام صحابیٔ رسول حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ نے کیا ہے بلکہ جلیل القدر صحابی حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کی جانب نظر کریں تو اِن کا جنّتی ہونا، نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ اور آپ سے نسبت رکھنے والی اشیاء کا ادب و احترام کرنا لازمی، یقینی اور قطعی ہے کہ یہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ جبکہ عصائے رسول کی معاذ اللہ بے ادبی والا واقعہ صحت کے اعتبار سے اس درجے کا نہیں کہ جو یقین کو ختم کر سکے تو لازم ہے کہ اَلْیَقِیْنُ لَا یَزُوْلُ بِالشَّك قاعدے کے تحت صحابیٔ رسول کی جانب اس فعل کو منسوب نہ کیا جائے۔ جن دو روایتوں میں جَهْجَاهُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِیُّ اور جَهْجَاهُ بْنُ سَعِیدٍ الْغِفَارِیُّ کے الفاظ ہیں اُن کی سند میں مجروح، ضعیف اور مجہول راوی موجود ہیں جس کی وجہ سے اُن روایات کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

آخر میں حضرت امام شہابُ الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ کیجئے جو کہ اس معاملے میں حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَفِیْ جُرْأَتِهِ عَلٰی قَضِیْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَنَّهُ مِنَ الصَّحَابَةِ الَّذِیْنَ شَهِدُوا الْمَشَاهِدَ مَعَهُ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِشْكَالٌ لَا یَخْفٰی ،فَاِنَّ الظَّاهِرَ اَنَّه یَعْرِفُ الْقَضِیْبَ وَ حُرْمَتَهُ،وَغَضَبَهُ عَلٰی عُثْمَانَ رضی الله تعالی عنه ،كَانَ مُجْتَهِداً مُتَأَوِّلاً فِیْمَا اَنْكَرُوْهُ عَلَیْهِ،وَمَا هٰذِهٖ اِلَّا زَلَّةٌ عَظِیْمَةٌ لَاتَلِیْقُ بِمَنْ كَانَ مُؤمِناً صَحَابِیاًیعنی نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم کے ساتھ غزوات میں شریک ہونے والے صحابی کا عصا مبارک کے ساتھ ایسی بے باکی کرنا اگر تسلیم کر لیا جائے تو اس میں کئی ایسے اشکالات ہیں جو ڈھکے چھپے نہیں۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ وہ عصا مبارک اور اس کی حرمت کو اچھی طرح جانتے تھے۔ کچھ کلام کے بعد مزید فرماتے ہیں: بہر حال یہ اتنی بڑی غلطی ہے کہ جسے ایک مومن صحابیٔ رسول سے جوڑنا ہرگز مناسب نہیں۔(نسیم الریاض، ۴/ ۱۲۷ ملخصاً) الغرض صحابیٔ رسول حضرت جہجاہ بن سعید غِفاری رضی اللہ عنہ کی جانب اس واقعے کو یقینی طور پر منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ مزید تفصیل کے لیے اس لنک

http://www.dawateislami.net/bookslibrary/ur/hazrat-jah-jah-bin-saeed-ghafari

پر موجود رسالہ "تذکرہ حضرت جہجاہ بن سعید غِفاری رضی اللہ عنہ" کا مطالعہ کیجئے۔ نیز مذکورہ واقعہ کی تفتیش کرتے ہوئے ہم نے متعدد عربی کتب سیرت و تاریخ دیکھیں لیکن ان میں بدنصیب اور خبیث النفس یا اس کی مثل الفاظ نہیں ملے چنانچہ ان الفاظ کو اوپر متن سے حذف کر دیا گیا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ۔

ہائے! میرے لئے جہنم ہے:

اور حضرت **ابو قلابہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ میں **ملکِ شام** کی سرزمین میں تھا تو میں نے ایک شخص کو بار بار یہ صدا لگاتے ہوئے سنا۔ ’’ ہائےافسوس! میرے لیے جہنم ہے۔‘‘ میں اُٹھ کر اس کے پاس گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے چہرے کے بل زمین پر اوندھا پڑا ہوا بار بار لگاتار یہی کہہ رہا ہے کہ

’’ہائےافسوس! میرے لیے جہنم ہے۔‘‘ یہ منظر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ اے شخص تیرا کیا حال ہے...؟ اور کیوں اور کس بنا پر تجھے اپنے جہنمی ہونے کا یقین ہے...؟

یہ سن کر اس نے یہ کہا کہ اے شخص! میرا حال نہ پوچھ میں ان بد نصیب لوگوں میں سے ہوں جو **امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قتل کرنے کے لیے ان کے مکان میں گھس پڑے تھے۔ میں جب تلوار لے کر ان کے قریب پہنچا تو ان کی بیوی صاحبہ نے مجھے ڈانٹ کر شور مچانا شروع کیا تو میں نے ان کی بیوی صاحبہ کو ایک تھپڑ مار دیا۔ یہ دیکھ کر **امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ دُعا مانگی کہ ’’**اللہ تعالیٰ** تیرے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھی کر دے اور تجھ کو جہنم میں جھونک دے۔ اے شخص! میں امیر المؤمنین کے پُر جلال چہرے کو دیکھ کر اور ان کی اس قاہرانہ دُعا کو سن کر کانپ اُٹھا اور میرے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا اور میں خوف و دہشت سے کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا۔ امیر المؤمنین کی چار دُعاؤں میں سے تین دُعاؤں کی زد

میں تو میں آچکا ہوں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ میرے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹ چکے اور دونوں آنکھیں اندھی ہو چکیں۔ اب صرف چوتھی دُعا یعنی میرا جہنم میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ بھی یقیناً ہو کر رہے گا، چنانچہ اب میں اسی کا انتظار کر رہا ہوں اور اپنے جرم کو بار بار یاد کر کے نادم و شر مسار ہو رہا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔[1]

مذکورہ بالا واقعات امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عظیم کرامتیں ہیں جو ان کی جلالتِ شان اور بارگاہِ خداوندی میں ان کی مقبولیت اور ولایت کی واضح نشانیاں ہیں۔

آپ کی شہادت

حضرتِ عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دورِ خلافت کل بارہ سال رہا۔ شروع کے چھ برسوں میں لوگوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ بلکہ اِن برسوں میں وہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی زیادہ لوگوں میں مقبول و محبوب رہے اس لیے کہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مزاج میں کچھ سختی تھی۔ اور حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ میں سختی کا وجود نہ تھا۔ آپ بہت بامروت تھے۔ لیکن آخری چھ برسوں میں بعض گورنروں کے سبب لوگوں کو آپ سے شکایت ہو گئی۔ آپ نے **عبد اللّٰہ** بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ ابھی **عبد اللّٰہ** کے تقرر کو صرف دو سال گزرے تھے کہ مصر کے لوگوں کو ان سے شکایتیں پیدا ہو گئیں۔ انہوں نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ

---

1 . . . (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما مأثر امیر المؤمنین عثمان بن عفان، ۴/۳۱۵)

اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے دادرسی چاہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بذریعہ تحریر **عبد اللہ** کو سخت تنبیہ فرمائی اور تاکید کی کہ خبردار! آئندہ تمہاری شکایت میرے پاس نہ پہنچے۔ مگر **عبد اللہ** نے آپ کے خط کی کچھ پروانہ کی بلکہ مصر کے جو لوگ دار الخلافہ مدینہ شریف میں شکایت لے کر آئے تھے ان کو قتل کر دیا۔اس سے مصر کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی یہاں تک کہ وہاں سے سات سو افراد مدینہ شریف آئے اور حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے **عبد اللہ** کی زیادتیاں بیان کیں اور دوسرے صحابہ کرام سے بھی شکایتیں کیں تو بعض صحابہ کرام نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سخت کلامی کی اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ آپ کے پاس آئے ہیں اور **عبد اللہ** بن ابی سرح جس پر قتل کا الزام ہے اس کی معزولی اور برطرفی کا آپ سے مطالبہ کرتے ہیں مگر آپ ان کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے۔آپ کو چاہیے کہ ایسے شخص کو مناسب سزا دیں۔

اور حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے انہوں نے بھی حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا کہ یہ لوگ قتلِ ناحق کے سبب مصر کے گورنر کی معزولی چاہتے ہیں۔آپ اس معاملہ میں انصاف کیجئے اور **عبد اللہ** بن ابی سرح کی جگہ پر کسی دوسرے کو گورنر مقرر کر دیجئے۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مصر کے لوگوں سے فرمایا کہ "**اِخْتَارُوْا رَجُلاً اُوَلِّیہ عَلَیْکُم مَکَانَہ**" یعنی آپ لوگ خود ہی کسی کو گورنر چن لیجئے میں **عبد اللہ** بن ابی سرح کو معزول کر کے آپ لوگوں کے چنے ہوئے گورنر کو مقرر کر دوں گا۔ان لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فرزند یعنی محمد بن ابو بکر کو منتخب کیا

(رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما)۔ امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان لوگوں کے انتخاب کو منظور فرمالیا اور حضرت محمد بن ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما کے لیے پروانۂ تقرری اور عبد اللّٰہ بن ابی سرح کے بارے میں معزولی کی تحریر لکھ دی۔ محمد بن ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما مصر سے آئے ہوئے سات سو افراد اور کچھ انصار و مہاجرین کے ساتھ مصر کے لیے روانہ ہوئے۔

مدینۂ منوّرہ سے ابھی یہ قافلہ تیسری ہی منزل پر تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام سانڈنی پر بیٹھا ہوا نہایت تیزی کے ساتھ مصر کی طرف جاتا ہوا نظر آیا اس کے رنگ ڈھنگ اور اس کی تیز رفتاری سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ غلام یا تو اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہے اور یا تو کسی کا قاصد ہے۔ قافلہ والوں نے اسے بڑھ کر پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے ؟ تو کہیں سے بھاگا ہے یا تجھے کسی کی تلاش ہے ؟ اس نے کہا کہ میں امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا غلام ہوں پھر کہا کہ میں مروان کا غلام ہوں۔ ایک شخص نے اسے پہچان لیا اور بتایا کہ یہ امیر المؤمنین ہی کا غلام ہے۔ حضرت محمد بن ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما نے اس سے دریافت فرمایا کہ تمہیں کہاں بھیجا گیا ہے ؟ اس نے کہا: مجھے مصر کے گورنر عبد اللّٰہ بن ابی سرح کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اس کی تلاشی لی گئی تو اس کے خشک مشکیزہ سے ایک خط نکلا جو امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے عاملِ مصر عبد اللّٰہ بن ابی سرح کے نام تھا۔ محمد بن ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما نے سب لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے خط کھولا جس میں لکھا ہوا تھا: ”اِذَا اَتَاکَ مُحَمَّدٌ وَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَاحْتَلْ فِی قَتْلِہِمْ وَاَبْطِلْ كِتَابَہٗ وَ قَرَّ عَلٰی عَمَلِکَ حَتّٰی یَاتِیَکَ رَائِی “یعنی جب محمد بن ابو بکر اور فلاں و فلاں تمہارے پاس پہنچیں تو ان کو کسی حیلے سے قتل کر دو۔ خط کو کالعدم قرار دو اور جب

تک کہ میرا دوسرا حکم نامہ پہنچے اپنے عہدے پر برقرار رہو۔

اس خط کو پڑھ کر قافلہ والے سب لوگ دنگ رہ گئے۔ محمد بن ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھما نے اس خط پر ساتھ کے چند ذمہ دار لوگوں کی مہریں لگوادیں اور اسے ایک شخص کی تحویل میں دے دیا۔ اور سب لوگ وہیں سے مدینہ منورہ کو واپس ہوگئے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت علی۔ حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور دیگر صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے خط کھول کر سب کو پڑھوایا اور اس حبشی غلام کا سارا واقعہ سنایا۔ اس پر سب لوگ بہت سخت برہم ہوئے اور تمام صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن غیظ و غضب میں بھرے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔ مگر محمد بن ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھما نے اپنے قبیلہ بنو تمیم اور مصریوں کے ساتھ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر کو گھیر لیا۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عمار اور دیگر اکابر صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ وہ خط، غلام اور اونٹنی بھی تھی جو راستے میں پکڑی گئی تھی۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے دریافت فرمایا کہ یہ غلام آپ کا ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں یہ غلام میرا ہے۔

پھر انہوں نے پوچھا: یہ اُونٹنی بھی آپ ہی کی ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں اونٹنی بھی ہماری ہے۔ پھر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ خط پیش فرمایا اور پوچھا: کیا یہ خط آپ نے لکھا ہے؟

انہوں نے فرمایا: نہیں اور خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کے کہا کہ نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے۔ نہ کسی کو لکھنے کا حکم دیا ہے اور نہ مجھے اس کے بارے میں کوئی علم ہے۔

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: بڑے تعجب کی بات ہے کہ اونٹنی آپ کی اور خط پر مہر بھی آپ کی جسے آپ ہی کا غلام یہاں سے لے کر جا رہا تھا۔ مگر آپ کو کوئی علم نہیں۔ تو پھر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللہ تعالیٰ** کی قسم کھا کے فرمایا کہ نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے۔ نہ کسی سے لکھوایا ہے اور نہ میں نے غلام کو یہ خط دے کر مصر کی طرف روانہ کیا ہے۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قسم کھا کر اپنی برأت ظاہر فرمائی تو ہر شخص کو یقین ہو گیا کہ ان کا دامن اس جرم سے پاک ہے۔ لوگوں نے تحریر کو بغور دیکھا تو یہ خیال قائم کیا کہ تحریر مروان کی ہے اور ساری شرارت اسی کی ذات سے ہے۔ مروان اس وقت امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان میں موجود تھا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کر دیجئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انکار کر دیا۔ اس لیے کہ وہ لوگ غیظ و غضب میں بھرے ہوئے تھے مروان کو سزا دیتے اور اسے قتل کر دیتے حالانکہ تحریر سے یقینِ کامل نہیں ہوتا اس لیے کہ "**اَلْخَطُّ يَشْبَهُ الْخَطَّ**"[1] یعنی ایک تحریر دوسری تحریر کے مشابہ ہوتی ہے۔ تو انہیں مروان کی تحریر ہونے کا صرف شبہ تھا اور شبہ کا فائدہ ہمیشہ ملزم کو پہنچتا ہے۔ اس لیے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مروان کو ان کے سپرد نہیں کیا علاوہ

---

[1] ... (فتح الباری، کتاب الاحکام، باب ۱۲۵/۱۴، ۱۵)

اس کے سپرد کرنے میں بہت بڑے فتنہ کا اندیشہ بھی تھا۔

بہر حال حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مروان کو لوگوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہم ان کے یہاں سے اُٹھ کر چلے گئے اور آپس میں یہ کہہ رہے تھے کہ حضرت عثمان کبھی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے مگر کچھ لوگ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ وہ شک سے بری نہیں ہو سکتے جب تک کہ مروان کو ہمارے سپرد نہ کر دیں اور ہم اس سے تحقیق نہ کر لیں اور یہ معلوم نہ ہو جائے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابیوں کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیا گیا۔ اگر یہ بات ثابت ہو گئی کہ خط انہوں نے ہی لکھا ہے تو ہم انہیں خلافت سے الگ کر دیں گے اور اگر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے مروان نے خط لکھا ہے تو ہم اسے سزا دیں گے۔ [۱]

محاصرہ میں سختی:

جب اکابر اصحاب اپنے اپنے گھر چلے گئے تو بلوائیوں نے محاصرہ میں اور سختی پیدا کر دی یہاں تک کہ ان پر پانی کو بند کر دیا۔ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُوپر سے جھانک کر مجمع سے دریافت فرمایا: کیا تم میں علی ہیں؟ لوگوں نے کہا:

---

۱ . . . (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ج ۳۹/۴۱۶)

نہیں۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: کیا تم میں سعد موجود ہیں؟ جواب دیا گیا کہ سعد بھی موجود نہیں ہیں۔ یہ جواب سن کر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد فرمایا: کوئی شخص علی کو یہ خبر پہنچادے کہ وہ ہمارے لیے پانی مہیا کر دیں۔ جب حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ خبر پہنچ گئی تو انہوں نے آپ کے لیے پانی سے بھرے ہوئے تین مشکیزے بھجوادیئے۔ مگر وہ پانی بمشکل تمام آپ تک پہنچا کہ اس کے سبب بنی ہاشم اور بنی امیہ کے کئی غلام زخمی ہو گئے۔

اس واقعہ سے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس بات کا اندازہ ہوا کہ لوگ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے اپنے دونوں صاحبزادگان یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما سے فرمایا کہ تم دونوں اپنی اپنی تلواریں لے کر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دروازہ پر جاؤ پہرے داروں کی طرح ہوشیار کھڑے رہو اور خبر دار کسی بھی بلوائی کو اندر ہر گز نہ جانے دو۔ اسی طرح حضرت طلحہ حضرت زبیر اور دیگر اکابر صحابہ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے اپنے اپنے صاحبزادگان کو امیر المؤمنین کے دروازہ پر بھیج دیا جو برابر نہایت مستعدی کے ساتھ ان کی حفاظت کرتے رہے۔[1]

---

[1] ... (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۴۱۷)

جان دینا قبول ہے، پر خون ریزی نہیں:

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جب بلوائیوں نے محاصرہ سخت کر دیا تو حضرت **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما چند مہاجرین کے ساتھ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دولت خانہ پر تشریف لائے اور ان سے کہنے لگے کہ یہ جس قدر بلوائی آپ پر چڑھ آئے ہیں یہ وہی ہیں جو ہماری تلواروں سے مسلمان ہوئے ہیں اور اب بھی ڈر کے مارے کپڑے ہی میں پاخانہ کیے دیتے ہیں۔ یہ سب شیخیاں اور اونچی اونچی اڑانیں اس سبب سے ہیں کہ کلمہ پڑھتے ہیں اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کلمہ کی حرمت کا پاس و لحاظ کرتے ہیں۔ اگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حکم دیں تو ہم ان کو ان کی حقیقت معلوم کرا دیں اور ان کی بھولی ہوئی بات پھر ان کو یاد دلا دیں۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے فرمایا: خدا کی قسم! ایسی بات نہ کہو صرف میری جان کی خاطر اسلام میں ہر گز پھوٹ نہ پیدا کرو۔**

پھر آپ کے سارے غلام جو ایک فوج کے برابر تھے۔ اسباب و ہتھیار سے تیار ہو کر آپ کے سامنے آئے اور بڑی بے چینی و بے قراری کے ساتھ آپ سے کہنے لگے کہ ہم وہی تو ہیں جن کی تلواروں کی تاب خراسان سے افریقہ تک

کوئی نہ لا سکا۔ اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اجازت فرمائیں تو ہم مغروروں کو اِن کے کام کا تماشا دکھادیں۔ گفتگو اور بات چیت سے ان کی درستگی نہیں ہو سکتی۔ وہ لوگ جانتے ہیں کہ کلمہ کی حرمت کے سبب ہمیں کوئی نہیں چھیڑے گا۔ اسی لیے وہ راہِ راست پر نہیں آتے اور آپ کی نیز دیگر صحابہ کرام کی باتوں کو ذرہ برابر اہمیت نہیں دیتے لہذا ہمیں آپ ان سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غلاموں سے فرمایا کہ اگر تم لوگ میری رضاو خوشنودی چاہتے ہو اور میری نعمت کا حق ادا کرنا چاہتے ہو تو ہتھیار کھول دو اور اپنی اپنی جگہوں پر جا کر بیٹھو اور سن لو کہ تم لوگوں میں سے جو غلام بھی ہتھیار کھول دے اس کو میں نے آزاد کر دیا۔

"وَ اللّٰہِ لَاَنْ اُقْتَلَ قَبْلَ الدِّمَاءِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقْتَلَ بَعْدَ الدِّمَآءِ"

یعنی اللّٰہ کی قسم! خونریزی سے پہلے میرا قتل ہو جانا مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں خونریزی کے بعد قتل کیا جاؤں۔ مطلب یہ ہے کہ میری شہادت لکھ دی گئی ہے اور اللّٰہ کے رسول پیارے مصطفی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی بشارت مجھ کو دے دی ہے۔ اگر تم لوگوں نے بلوائیوں سے جنگ بھی کی تو بھی میں ضرور قتل کر دیا جاؤں گا لہذا ان سے لڑنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔[1]

[1]... (تحفۂ اثنا عشریۃ، مطاعن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ، طعن دہم، ص ۳۲۷)

بلوائیوں کا آپ کو شہید کر دینا:

محمد بن ابو بکر نے جب دیکھا کہ دروازہ پر ایسا سخت پہرہ ہے کہ اندر پہنچنا بہت مشکل ہے تو انہوں نے حضرت عثمانِ غنی پر تیر چلانا شروع کیا جس میں سے ایک تیر حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لگ گیا اور آپ زخمی ہو گئے۔ ایک تیر مروان کو بھی لگا۔ محمد بن طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی زخمی ہو گئے اور ایک تیر سے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام قنبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی زخمی ہو گئے۔

محمد بن ابو بکر نے جب ان لوگوں کو زخمی دیکھا تو ان کو خوف لاحق ہوا کہ بنی ہاشم اگر حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دوسرے لوگوں کو زخمی دیکھ لیں گے تو وہ بگڑ جائیں گے اس طرح ایک نئی مصیبت پیدا ہو جائے گی۔ لہذا انہوں نے دو آدمیوں کے ہاتھ پکڑ کر ان سے کہا کہ اگر بنی ہاشم اس وقت آ گئے اور انہوں نے حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی حالت میں دیکھ لیا تو وہ ہم سے اُلجھ پڑیں گے اور ہمارا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ لہذا ہمارے ساتھ چلو ہم پڑوس کے مکان میں پہنچ کر (حضرت) عثمان کے گھر میں کود پڑیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے۔ اس گفتگو کے بعد محمد بن ابو بکر اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ ایک انصاری کے مکان میں گھس گئے اور وہاں سے چھت پھاند کر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان میں پہنچ گئے۔ ان لوگوں کے پہنچنے کی دوسرے لوگوں کو خبر نہ ہوئی اس لیے کہ جو لوگ گھر پر موجود

تھے وہ چھت پر تھے۔ نیچے امیر المؤمنین کے پاس صرف ان کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ سب سے پہلے محمد بن ابو بکر نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پہنچ کر ان کی داڑھی پکڑلی تو امیر المؤمنین نے ان سے فرمایا: اگر تمہارے باپ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تجھے میرے ساتھ ایسی گستاخی کرتے ہوئے دیکھتے تو وہ کیا کہتے۔ اس بات کو سن کر محمد بن ابو بکر نے ان کی داڑھی چھوڑ دی لیکن اسی درمیان میں ان کے دونوں ساتھی آگئے جو امیر المؤمنین پر جھپٹ پڑے اور ان کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن"

جب حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر حملہ ہوا اور دشمن ان کو شہید کر رہے تھے اس وقت آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا بہت چیخی چلائیں لیکن بلوائیوں نے چونکہ بڑا شور و غوغا کر رکھا تھا اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کی چیخ و پکار کو کسی نے نہیں سنا۔ **آپ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی شہادت کے بعد وہ کوٹھے پر گئیں اور لوگوں کو بتایا کہ امیر المؤمنین شہید کر دیئے گئے۔ لوگوں نے نیچے اُتر کر دیکھا تو حضرت عثمان غنی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کا پورا جسم خون آلود تھا اور ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔**[1]

---

[1]... (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/۴۱۸)

......بعض روایتوں میں ہے کہ شہادت کے وقت حضرتِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے جب تلوار لگی تو آیتِ کریمہ ﴿ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ ﴾ پر خون کے چند قطرات پڑے۔[1]

.........اور آپ کی بیوی صاحبہ حضرت نائلہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے تلوار کے وار کو جب اپنے ہاتھوں سے روکا تو ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔[2]

حضرت علی کی برہمی:

جب حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور دیگر صحابہ واہلِ مدینہ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کی خبر ملی تو سب کے ہوش اُڑ گئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان پر آئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید دیکھ کر سب نے "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن" پڑھا اور حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس صورتِ حال سے اتنا غصہ پیدا ہوا کہ حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک طمانچہ اور حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سینے پر ایک گھونسا مارا اور فرمایا: "کَیْفَ قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْتُمَا عَلَی الْبَابِ" یعنی جب کہ تم دونوں دروازوں پر موجود تھے تو امیر المؤمنین کیسے شہید کر دیئے گئے۔ پھر

۱... (الدر المنثور، سورۃ البقرۃ، تحت الایۃ ۱۳۷، ۱/ ۳۴۰)

۲... (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/ ۴۰۷)

آپ نے حضرت **طلحہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صاحبزادے **محمد** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت زبیر کے صاحبزادے **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی سخت سست اور بُرا بھلا کہا۔

جب حضرت **علی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوا کہ **قاتل** دروازے سے نہیں داخل ہوئے تھے بلکہ پڑوس کے مکان سے کود کر آئے تھے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت **عثمانِ غنی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اہلیہ محترمہ سے دریافت فرمایا کہ امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کس نے شہید کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کو تو نہیں جانتی جنہوں نے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کیا۔ البتہ ان کے ساتھ **محمد بن ابو بکر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما تھے جنہوں نے امیر المؤمنین کی داڑھی بھی پکڑی تھی۔

حضرت **علی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **محمد بن ابو بکر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما کو بلا کر قتل کے بارے میں ان سے دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ حضرت نائلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سچ کہتی ہیں۔ بے شک میں گھر کے اندر ضرور داخل ہوا تھا اور قتل کا ارادہ بھی کیا تھا لیکن جب انہوں نے میرے باپ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا تذکرہ کیا تو میں ان کو چھوڑ کر ہٹ گیا۔ **میں اپنے اس فعل پر نادم و شرمندہ ہوں**

اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! میں نے ان کو قتل نہیں کیا ہے۔[1]

قاتل کون تھا:

ابنِ عساکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کنانہ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جس نے شہید کیا وہ مصر کا رہنے والا تھا۔ اس کی آنکھیں نیلی تھیں اور اس کا نام "**حمار**" تھا۔[2]

......اور بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ کے قاتل کا نام "**اسود**" تھا۔[3]

بہت ممکن ہے کہ محمد بن ابو بکر کے ساتھ دو بلوائی جو کہ آپ کے مکان میں کودے تھے، اس میں سے ایک کا نام "**حمار**" اور دوسرے کا نام "**اسود**" رہا ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

شہادت کی تاریخ:

حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ۳۵ھ ماہِ ذی الحجہ کے ایامِ تشریق

۱... (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/ ۴۱۹)

۲... (تاریخ مدینہ دمشق، عثمان بن عفان، ۳۹/ ۴۰۸)

۳... (الریاض النضرۃ، الفصل الحادی عشر، ذکر من قتلہ، ۲/ ۴۲)

میں شہید ہوئے جب کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر بیاسی سال کی تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **جنازہ کی نماز** حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پڑھائی اور آپ حش کوکب کے مقام پر **جنت البقیع** میں دفن کیے گئے۔(۱)

در منثور قرآن کی سلک بہی زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی النبی الکریم سیّدنا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلی الہ واصحابہ اجمعین

منقبت در حضرت عثمان غنی

اللہ سے کیا پیار ہے عثمان غنی کا محبوب خدا یار ہے عثمان غنی کا
جو دل کو ضیاء دے جو مقدر کو جلا دے وہ جلوہ دیدار ہے عثمان غنی کا
جس آئینہ میں نورِ الٰہی نظر آئے وہ آئینہ رخسار ہے عثمان غنی کا
اللہ غنی حد نہیں انعام و عطا کی وہ فیض پہ دربار ہے عثمان غنی کا
رک جائیں مرے کام حسن ہو نہیں سکتا فیضان مددگار ہے عثمان غنی کا

---

۱ ... (الریاض النضرة، الفصل الحادی عشر، ذکر تاریخ مقتله، ۲/۴۳) (اسد الغابة، عثمان بن عفان، مقتله، ۳/۲۱۷) (الصواعق المحرقة، الباب السابع فی فضائله، الفصل الثالث، ص ۱۱۱)

مشق

(۱) **سوال:** آنکھوں میں زنا کے اثرات کی خبر دینا کیا حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علم غیب پر دلالت کرتا ہے نیز یہ روایت کس عقیدۂ اہلسنت کی مؤید ہے......؟

(۲) **سوال:** ''ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے'' یہ کس کی صدا تھی اور کیوں......؟

(۳) **سوال:** بلوائیوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان عالیشان کا محاصرہ کیوں کیا نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مروان کو ان کے حوالے کیوں نہ فرمایا......؟

(۴) **سوال:** محاصرے کے دوران پانی پہنچانے کا انتظام کس نے کیا نیز ''خونریزی سے پہلے میرا قتل ہو جانا مجھے زیادہ محبوب ہے'' یہ جملہ کس کا ہے نیز کب فرمایا......؟

(۵) **سوال:** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کب ہوئی نیز وقتِ شہادت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کس عبادت میں مصروف تھے......؟

(۶) **سوال:** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کرنے والے کون تھے نیز خبر ملنے پر حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کیفیت کیا تھی......؟

امیرالمؤمنین

حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم

دُنیامیں بے شمار انسان پیدا ہوئے جن میں سے اکثر ایسے ہوئے کہ ان میں کوئی کمال و خوبی نہیں اور بعض لوگ ایسے ہوئے جو صرف چند خوبیاں رکھتے تھے مگر حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی وہ ذاتِ گرامی ہے جو بہت سے کمال و خوبیوں کی جامع ہے کہ آپ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم شیرِ خدا بھی ہیں اور دامادِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی۔ حیدرِ کرار بھی ہیں اور صاحبِ ذوالفقار بھی ، حضرت فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے شوہرِ نامدار بھی اور حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے والدِ بزرگوار بھی۔ صاحبِ سخاوت بھی اور صاحبِ شجاعت بھی۔ عبادت وریاضت والے بھی اور فصاحت وبلاغت والے بھی، حلم والے بھی اور علم والے بھی۔ فاتحِ خیبر بھی اور میدانِ خطابت کے شہسوار بھی۔ غرض کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت سے کمالات وخوبیوں کے جامع ہیں اور ہر ایک میں ممتاز ویگانہ ہیں۔ اسی لیے دُنیا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مظہر العجائب والغرائب سے یاد کرتی ہے اور قیامت تک اس طرح یاد کرتی رہے گی۔

مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین
باب فضل و ولایت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پَرتَو دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

نام و نسب:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا **نام** ''**علی بن ابی طالب**'' اور **کنیت** ''ابوالحسن وابوتراب'' ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکارِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا ابو طالب کے صاحبزادے ہیں یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچازاد بھائی ہیں۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **والدہ محترمہ کا اسم گرامی** فاطمہ بنتِ اسد بن ہاشم ہے اور یہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی۔[1]

...... آپ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔[2] آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ واقعہ فیل کے ۳۰ سال بعد پیدا ہوئے۔

---

۱ ... (معرفۃ الصحابۃ، معرفۃ نسبۃ علی بن ابی طالب، ۱/ ۹۵)
۲ ... (اسد الغابۃ، علی بن ابی طالب، ۴/ ۱۰۰)

سرکار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی پرورش میں

اور اعلانِ نبوت سے پہلے ہی مولائے کل سید الرسل جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پرورش میں آئے کہ جب قریش قحط میں مبتلا ہوئے تھے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابو طالب پر عیال کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو لے لیا تھا۔ اس طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سائے میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پرورش پائی اور انہیں کی گود میں ہوش سنبھالا، آنکھ کھلتے ہی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جمالِ جہاں آراء دیکھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی باتیں سنیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی عادتیں سیکھیں۔ اس لیے بتوں کی نجاست سے آپ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا دامن کبھی آلودہ نہ ہوا یعنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی بت پرستی نہ کی اور اسی لیے "کرم اللّٰہ تعالیٰ وجھہ" آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لقب ہوا۔[1]

آپ کا قبولِ اسلام

حضرتِ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نو عمر لوگوں میں سب سے پہلے

---

1 ... (الصواعق المحرقہ، الباب التاسع، ص ۱۲۰) (الریاض النضرۃ، الفصل الرابع فی اسلامہ، ۳/۱۰۹، جزء ۳) (فتاوی رضویہ، ۲۸/۴۳۶)

اسلام سے مشرف ہوئے۔

کس عمر میں اسلام لائے:

تاریخ الخلفاء میں ہے کہ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایمان لائے اس وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر مبارک دس سال تھی بلکہ بعض لوگوں کے قول کے مطابق نو سال اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سال اور کچھ لوگ اس سے بھی کم بتاتے ہیں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان "**تنزیہ المکانۃ الحیدریہ**" میں تحریر فرماتے ہیں کہ بوقتِ قبولِ اسلام آپ کی عمر آٹھ دس سال تھی۔(1)

اسلام قبول کرنے کا سبب:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام قبول کرنے کی تفصیل **محمد بن اسحاق** رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس طرح بیان کی ہے کہ **حضرت علی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور **حضرت خدیجۃ الکبریٰ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب یہ لوگ نماز سے فارغ ہو گئے تو **حضرت علی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا کہ آپ لوگ یہ کیا کر رہے

---

1 ... (الطبقات الکبری، علی بن ابی طالب، ۳/۱۵) (فتاوی رضویہ، ۲۸/۴۳۴)

تھے...؟ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یہ **اللہ تعالیٰ** کا ایسا دین ہے جس کو اس نے اپنے لیے منتخب کیا ہے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اپنے رسول کو بھیجا ہے لہذا میں تم کو بھی ایسے معبود کی طرف بلاتا ہوں، جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں تم کو اسی کی عبادت کا حکم دیتا ہوں۔

حضرت **علی** کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے کہا کہ جب تک میں اپنے باپ ابو طالب سے دریافت نہ کر لوں اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ چونکہ اس وقت **حضور** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو راز کا فاش ہونا منظور نہ تھا اس لیے **آپ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے علی! اگر تم اسلام نہیں لاتے ہو تو ابھی اس معاملہ کو پوشیدہ رکھو کسی پر ظاہر نہ کرو۔

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **اگرچہ اس وقت رات میں ایمان نہیں لائے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ایمان کو واضح کر دیا تھا۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی حضور** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کی پیش کی ہوئی ساری باتوں کو قبول کر لیا اور اسلام لے آئے۔**(۱)

۱... (اسد الغابۃ، علی بن ابی طالب، ۴/۱۰۱)

آپ کی ہجرت

سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب خدائے تعالیٰ کے حکم کے مطابق مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو بلا کر فرمایا کہ مجھے خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے لہٰذا میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا۔ تم میرے بستر پر میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر سو رہو۔ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہو گی قریش کی ساری امانتیں جو میرے پاس رکھی ہوئی ہیں ان کے مالکوں کو دے کر تم بھی مدینے چلے آنا۔

یہ موقع بڑا ہی خوفناک اور نہایت خطرہ کا تھا۔ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو معلوم تھا کہ کفارِ قریش سونے کی حالت میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں اسی لیے خدائے تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے بستر پر سونے سے منع فرما دیا ہے۔ آج حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بستر قتل گاہ ہے لیکن اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان سے کہ ”تمہیں کوئی تکلیف نہ ہو گی قریش کی امانتیں دے کر تم بھی مدینہ چلے آنا۔“ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم **کو پورا یقین تھا کہ دشمن مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے میں زندہ**

رہوں گا اور مدینہ ضرور پہنچوں گا لہذا سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بستر جو آج بظاہر کانٹوں کا بچھونا تھا وہ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے لیے پھولوں کی سیج بن گیا اس لیے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکل سکتا ہے مگر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ میں رات بھر آرام سے سویا صبح اُٹھ کر لوگوں کی امانتیں ان کے مالکوں کو سونپنا شروع کیں اور کسی سے نہیں چھپا۔ اسی طرح مکہ میں تین دن رہا پھر امانتوں کے ادا کرنے کے بعد میں بھی مدینہ کی طرف چل پڑا۔ راستہ میں بھی کسی نے مجھ سے کوئی تعرض نہ کیا یہاں تک کہ میں قبا میں پہنچا۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت کلثوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان میں تشریف فرما تھے میں بھی وہی ٹھہر گیا۔ (۱)

اُخوتِ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی بہت سی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ **سرکارِ اقدس** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کے داماد**

---

۱ ... (اسد الغابۃ، علی بن ابی طالب، ہجرتہ، ۴/۱۰۴) (الریاض النضرۃ، علی بن ابی طالب، الفصل الخامس فی ہجرتہ، ۲/۱۱۳، جزء۳)

اور چچازاد بھائی ہونے کے ساتھ "عقدِ مواخاۃ" میں بھی آپ کے بھائی ہیں۔

جیسا کہ **ترمذی شریف** میں حضرت **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما سے روایت ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب مدینہ طیبہ میں اُخوت یعنی بھائی چارہ قائم کیا کہ دو دو صحابہ کو بھائی بھائی بنایا تو حضرت **علی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا **رسول اللہ**! آپ نے سارے صحابہ کے درمیان اُخوت قائم کی۔ ایک صحابی کو دوسرے صحابی کا بھائی بنایا مگر مجھ کو کسی کا بھائی نہ بنایا میں یوں ہی رہ گیا تو سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا "**اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ**" یعنی تم دُنیا اور آخرت دونوں میں میرے بھائی ہو۔ (۱)

﴿......جنت میں لے جانے والے اعمال......﴾

حضرت سیِّدُنا ابو سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص حلال کھائے، سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: "یا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! ایسے لوگ تو اِس وقت بہت ہیں۔" آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "عنقریب میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔" (المستدرك، الحدیث: ۷۱۵۵، ج۵، ص۱۴۲)

---

۱ . . . (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، الحدیث: ۳۷۴۱، ۵/۴۰۱)

مشق

(۱) **سوال:** حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام ونسب نیز بچپن کے حالات بیان کیجئے......؟

(۲) **سوال:** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ تفصیلاً بیان کیجئے نیز اس وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر مبارکہ کیا تھی......؟

(۳) **سوال:** ''دشمن مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، میں زندہ رہوں گا'' یہ کس کا قول ہے نیز کب فرمایا......؟

(۴) **سوال:** ''تم دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہو'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ کب، کس سے فرمایا......؟

علم سیکھنے سے آتا ھے

فرمانِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم:

''علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور وفکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔'' (المعجم الکبیر، ج۱۹، ص۵۱۱، الحدیث: ۷۳۱۲)

آپ کی شجاعت

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شجاعت اور بہادری شہرۂ آفاق ہے۔ عرب و عجم میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قوتِ بازو کے سکے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے رعب و دبدبہ سے آج بھی بڑے بڑے پہلوانوں کے دل کانپ جاتے ہیں۔ جنگِ تبوک کے موقع پر سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینہ طیبہ پر اپنا نائب مقرر فرمادیا تھا اس لیے اس میں حاضر نہ ہو سکے باقی تمام غزوات و جہاد میں شریک ہو کر بڑی جانبازی کے ساتھ کفار کا مقابلہ کیا اور بڑے بڑے بہادروں کو اپنی تلوار سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ [1]

جنگِ بدر میں شجاعت:

جنگِ بدر میں حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسود بن عبد الاسد مخزومی کو کاٹ کر جہنم میں پہنچایا تو اس کے بعد کافروں کے لشکر کا سردار عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کو ساتھ لے کر میدان میں نکلا اور چلا کر کہا کہ اے محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! اشرافِ قریش میں سے ہمارے جوڑ کے آدمی بھیجئے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ سن کر فرمایا: اے بنی ہاشم!

---

[1] ... (اسد الغابۃ، علی بن ابی طالب، ۴/۱۰۱)

اُٹھو اور حق کی حمایت میں لڑو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کو بھیجا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان کو سُن کر حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہم دشمن کی طرف بڑھے۔ لشکر کا سردار عتبہ حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مقابل ہوا اور ذلت کے ساتھ مارا گیا۔ ولید جسے اپنی بہادری پر بہت بڑا ناز تھا وہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے مقابلہ کے لیے مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا آگے بڑھا اور ڈینگیں مارتا ہوا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر حملہ کیا مگر شیرِ خدا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے تھوڑی ہی دیر میں اسے مار گرایا اور ذوالفقار حیدری نے اس کے گھمنڈ کو خاک و خون میں ملا دیا۔ اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی کر دیا ہے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جھپٹ کر اس پر حملہ کیا اور اسے بھی جہنم میں پہنچا دیا۔[1]

جنگِ اُحد میں شجاعت:

اور جنگِ اُحد میں جب کہ مسلمان آگے اور پیچھے سے کفار کے بیچ میں آگئے جس کے سبب بہت سے لوگ شہید ہوئے تو اس وقت سرکارِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی کافروں کے گھیرے میں آگئے اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ

---

[1]... (سیرۃ ابن ہشام، ذکر رؤیا عاتکۃ بنت عبد المطلب، جزء ۱، ص ۵۵۲)

اے مسلمانو! تمہارے نبی قتل کر دیئے گئے۔ اس اعلان کو سُن کر مسلمان بہت پریشان ہوگئے یہاں تک کہ اِدھر اُدھر تتر بتر ہوگئے بلکہ ان میں سے بہت لوگ بھاگ بھی گئے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ جب کافروں نے مسلمانوں کو آگے پیچھے سے گھیر لیا اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری نگاہ سے اوجھل ہوگئے تو پہلے میں نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو زندوں میں تلاش کیا مگر نہیں پایا پھر شہیدوں میں تلاش کیا وہاں بھی نہیں پایا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میدانِ جنگ سے بھاگ جائیں لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آسمان پر اُٹھالیا۔ اس لیے اب بہتر یہی ہے کہ میں بھی تلوار لے کر کافروں میں گھس جاؤں یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے تلوار لے کر ایسا سخت حملہ کیا کہ کفار بیچ میں سے ہٹتے گئے اور میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھ لیا تو مجھے بے انتہا خوشی ہوئی اور میں نے یقین کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت فرمائی ہے۔ میں دوڑ کر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس جا کر کھڑا ہوا کفار گروہ در گروہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حملہ کرنے کے لیے آنے لگے۔ **آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: علی! ان کو روکو تو میں نے تنہا ان سب کا مقابلہ کیا اور ان کے منہ پھیر دیئے اور کئی ایک کو قتل بھی کیا۔**

اس کے بعد پھر ایک گروہ اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حملہ کرنے کی نیت سے بڑھا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر میری طرف اشارہ فرمایا تو میں نے پھر اس گروہ کا اکیلے مقابلہ کیا۔ **اس کے بعد حضرت جبریل** علیہ السلام **نے آکر حضور** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **سے میری بہادری اور مدد کی تعریف کی تو آپ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے فرمایا:**

"اِنَّہ مِنِّیْ وَ اَنَامِنْہُ" یعنی بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں مطلب یہ ہے کہ علی کو مجھ سے کمالِ قرب حاصل ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان کو سن کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا **"وَ اَنَا مِنْکُمَا"** یعنی میں تم دونوں سے ہوں۔ (۱)

سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ پا کر **حضرت علی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شہید ہو جانے کی نیت سے کافروں کے جتھے میں تنہا گھس جانا اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حملہ کرنے والے گروہ در گروہ سے اکیلے مقابلہ کرنا آپ کی بے مثال بہادری اور انتہائی دلیری کی خبر دیتا ہے۔ ساتھ ہی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آپ کے عشق اور سچی محبت کا بھی پتا دیتا ہے۔

"رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا"

---

۱ ... (الکامل فی التاریخ، ذکر غزوۃ احد، ۲/۴۸)

جنگِ خندق میں شجاعت:

حضرت کعب بن مالک انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جنگِ خندق کے روز عمرو بن عبدود (جو ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا) ایک جھنڈا لیے ہوئے نکلا تاکہ وہ میدانِ جنگ کو دیکھے ' جب وہ اور اس کے ساتھ کے سوار ایک مقام پر کھڑے ہوئے تو اس سے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ اے عمرو! تو قریش سے اللہ کی قسم دے کر کہا کرتا تھا کہ جب کبھی مجھ کو کوئی شخص دو اچھے کاموں کی طرف بلاتا ہے تو میں اس میں سے ایک کو ضرور اختیار کرتا ہوں۔ اس نے کہا: ہاں میں نے ایسا کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ میں تجھے اللہ و رسول (جلَّ جَلَالُہ وصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اور اسلام کی طرف بُلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا: مجھے ان میں سے کسی کی حاجت نہیں۔ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا تو اب میں تجھ کو مقابلہ کی دعوت دیتا ہوں اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! کس لیے مقابلہ کی دعوت دیتا ہے۔ خدا کی قسم! میں تجھ کو قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: لیکن خدا کی قسم! میں تجھ کو قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔ یہ سن کر عمرو کا خون گرم ہو گیا اور حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی طرف متوجہ ہوا دونوں میدان میں آگئے اور تھوڑی دیر مقابلہ ہونے

کے بعد شیرِ خدا نے اسے موت کے گھاٹ اتار کر جہنم میں پہنچادیا۔[1]

......اور محمد بن اسحاق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں کہ عمرو بن عبدود میدان میں اس طرح نکلا کہ لوہے کی زرہیں پہنے ہوئے تھااور اس نے بلند آواز سے کہا: ہے کوئی جو میرے مقابلہ میں آئے؟اس آواز کو سن کر حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کھڑے ہوئے اور مقابلہ کے لیے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اجازت طلب کی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، یہ عمرو بن عبدود ہے۔ دوسری بار عمرو نے پھر آواز دی کہ میرے مقابلہ کے لیے کون آتا ہے؟اور مسلمانوں کو ملامت کرنی شروع کی۔ کہنے لگا: تمہاری وہ جنت کہاں ہے جس کے بارے میں تم دعویٰ کرتے ہو کہ جو بھی تم میں سے مارا جاتا ہے وہ سیدھے اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ میرے مقابلہ کے لیے کسی کو کیوں نہیں کھڑا کرتے ہو۔ دوبارہ پھر حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے کھڑے ہو کر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اجازت طلب کی، مگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر وہی فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ تیسری بار عمرو نے پھر وہی آواز دی اور کچھ اشعار بھی پڑھے۔ راوی کا بیان ہے کہ تیسری بار حضرت علی نے کھڑے ہو کر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں

---

[1] ... (تاریخ مدینۃ دمشق، علی بن ابی طالب، ۷۸/۴۲)

اس کے مقابلہ کے لیے نکلوں گا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یہ عمرو ہے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے عرض کیا: چاہے عمرو ہی کیوں نہ ہو۔ تیسری بار حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اجازت دے دی۔ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چل کر اس کے پاس پہنچے اور چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے۔

اے عمرو! جلدی نہ کر، جو عاجز نہیں ہے وہ تیرے پاس تیری آواز کا جواب دینے والا سچی نیت اور بصیرت کے ساتھ آگیا اور ہر کامیاب ہونے والے کو سچائی ہی نجات دیتی ہے۔

مجھے پوری امید ہے کہ میں تیرے جنازہ پر ایسی ضربِ وسیع سے نوحہ کرنے والیوں کو قائم کروں گا کہ جس کا ذکر لوگوں میں باقی رہے گا۔

عمرو نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ میں علی ہوں۔ اس نے کہا: عبد مناف کے بیٹے ہو؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اس نے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! تیرے چچاؤں میں سے ایسے بھی تو ہیں جو عمر میں تجھ سے زیادہ ہیں میں تیرا خون بہانے کو بُرا سمجھتا ہوں۔ **حضرت علی** کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم **نے فرمایا: مگر خدا کی قسم! میں تیرا خون بہانے کو قطعاً بُرا نہیں سمجھتا۔** یہ سن کر وہ غصہ سے تلملا اُٹھا گھوڑے سے اُتر کر آگ کے شعلہ جیسی تلوار سونت لی۔ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی طرف

لپکا اور ایسا زبردست وار کیا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ڈھال پر روکا تو تلوار اسے پھاڑ کر گھس گئی یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سر پر لگی اور زخمی کر دیا۔ اب شیرِ خدا نے سنبھل کر اس کے کندھے کی رگ پر ایسی تلوار ماری کہ وہ گر پڑا اور غبار اڑا۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **نعرۂ تکبیر** سنا جس سے **معلوم** ہوا کہ حضرت **علی** کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے اسے **جہنم** پہنچا دیا۔ شیرِ خدا کی اس بہادری اور شجاعت کو دیکھ کر میدانِ جنگ کا ایک ایک ذرہ زبانِ حال سے پکار اُٹھا۔

شاہِ مرداں ، شیرِ یزداں ، قوتِ پروردگار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالفقار

یعنی حضرت علی بہادروں کے بادشاہ، خدا کے شیر اور قوتِ پروردگار ہیں۔ ان کے سوا کوئی جوان نہیں اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں۔[1]

اسی طرح جنگِ خیبر کے موقع پر بھی حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے شجاعت اور بہادری کے وہ جوہر دکھائے ہیں۔ جن کا ذکر ہمیشہ باقی رہے گا اور لوگوں کے دلوں میں جوش و ولولہ پیدا کرتا رہے گا۔

قلعۂ خیبر کی فتح:

خیبر کا وہ قلعہ جو مرحب کا پایۂ تخت تھا۔ اس کا فتح کرنا آسان نہ تھا۔

---

[1] ... (تاریخ مدینۃ دمشق، علی بن ابی طالب، ۴۲/۷۸) (الکامل فی التاریخ، ذکر غزوۃ احد، ۲/۴۸)

اس قلعہ کو سر کرنے کے لیے سرکارِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جھنڈا عنایت فرمایا اور دوسرے دن حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عطا فرمایا لیکن فاتحِ خیبر ہونا تو کسی اور کے لئے مقدر ہو چکا تھا اس لیے ان حضرات سے وہ فتح نہ ہوا۔ جب اس مہم میں بہت زیادہ دیر ہوئی تو ایک دن سرکارِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں یہ جھنڈا کل ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر خدائے تعالٰی فتح عطا فرمائے گا وہ شخص اللہ ورسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ ورسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔(جلَّ جَلَالُہ وصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس خوشخبری کو سن کر صحابہ کرام نے وہ رات بڑی بے قراری میں کاٹی اس لیے کہ ہر صحابی کی یہ تمنا تھی کہ اے کاش! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کل صبح ہمیں جھنڈا عنایت فرمائیں تو اس بات کی سند ہو جائے کہ ہم اللہ ورسول کو محبوب رکھتے ہیں اور اللہ ورسول ہمیں چاہتے ہیں۔ اور اس نعمتِ عظمٰی وسعادتِ کبرٰی سے بھی سرفراز ہو جاتے کہ فاتحِ خیبر بن جاتے۔ **اس لیے کہ وہ صحابی تھے وہابی نہیں تھے۔ ان کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں تھا کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس کی کیا خبر؟ بلکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ کے محبوب دانائے خفایا وغیوب جنابِ احمد مجتبٰی محمدِ مصطفٰی**

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ کل ہو کر رہے گا۔ اس میں ذرّہ برابر فرق نہیں ہو سکتا۔

جب صبح ہوئی تو تمام صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اُمیدیں لیے ہوئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور ادب کے ساتھ دیکھنے لگے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آج کس کو سرفراز فرماتے ہیں سب کی ارمان بھری نگاہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لبِ مبارک کی جنبش پر قربان ہو رہی تھی کہ سرکار نے فرمایا: "**اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِب**" یعنی علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں، ان کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کوئی جا کر ان کو بلا لائے۔ جب حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم لائے گئے تو رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی آنکھوں پر لعابِ دہن لگایا تو وہ بالکل ٹھیک ہو گئیں۔ حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ "**فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فِیْ عَیْنَیْہِ فَبَرا**" اور ان کی آنکھیں اس طرح اچھی ہو گئیں گویا دُکھتی ہی نہ تھیں۔ پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو جھنڈا عنایت فرمایا۔ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے عرض کیا: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا میں ان لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ نرمی سے

کام لو پہلے انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور پھر بتلاؤ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان پر کیا حقوق ہیں۔ خدا کی قسم! اگر تمہاری کوشش سے ایک شخص کو بھی ہدایت مل گئی تو وہ تمہارے لیے سُرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہو گا۔ (۱)

جنگِ خیبر میں شجاعت:

اسلام قبول کرنے یا صلح کرنے کے بجائے حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مقابلہ کرنے کے لیے مرحب یہ رجز پڑھتا ہوا قلعہ سے باہر نکلا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّیْ مُرَحَّب

شَاکِیْ السَّلاحِ بَطَلٍ مُجَرَّب

یعنی بے شک خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیاروں سے لیس، بہادر اور تجربہ کار ہوں۔ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اس کے جواب میں رجز کا یہ شعر پڑھا۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ

کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہ

یعنی میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام "شیر" رکھا ہے۔ میری صورت جھاڑیوں میں رہنے والے شیر کی طرح خوفناک ہے۔

---

۱ ... (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الحدیث: ۳۷۰۱، ۲/۵۳۴) (البدایۃ والنہایۃ، ۳/۳۵۹)

مرحب بڑے گھمنڈ سے آیا تھا لیکن شیرِ خدا علی مرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس زور سے تلوار ماری کہ اس کے سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک پہنچ گئی اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے فتح کا اعلان فرما دیا۔ (۱)

حیدر کرار کی طاقت:

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اس روز آپ نے خیبر کا دروازہ اپنی پیٹھ پر اُٹھالیا تھا اور اس پر مسلمانوں نے چڑھ کر قلعہ کو فتح کر لیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا۔ جب لوگوں نے اسے گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالنا چاہا تو چالیس آدمیوں سے کم اسے اُٹھا نہ سکے۔ (۲)

آپ کا حُلیہ:

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم جسم کے فربہ تھے۔ اکثر خود استعمال کرنے کی وجہ سے سر کے بال اُڑے ہوئے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت قوی اور میانہ قد مائل بہ پستی تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا پیٹ دیگر اعضاء کے اعتبار سے کسی قدر بھاری تھا۔ مونڈھوں کے درمیان کا گوشت بھرا ہوا تھا۔ پیٹ سے نیچے کا

---

۱ ... (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ ذی قرد وغیرہا، الحدیث: ۱۸۰۷، ص ۱۰۰۵)

۲ ... (الریاض النضرۃ، علی بن ابی طالب، الفصل السادس فی خصائصہ، ۲/ ۱۵۱، جزء ۳)

جسم بھاری تھا۔ رنگ گندمی تھا۔ تمام جسم پر لمبے لمبے بال تھے۔ آپ کی ریشِ مبارک گھنی اور دراز تھی۔[1]

یہودی کو لاجواب کردیا:

مشہور ہے کہ ایک یہودی کی داڑھی بہت مختصر تھی ٹھوڑی پر صرف چند گنتی کے بال تھے اور حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی داڑھی مبارک بڑی گھنی اور لمبی تھی۔ ایک دن وہ یہودی حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے کہنے لگا: اے علی! تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن میں سارے علوم ہیں اور تم **باب مدینۃ العلم** ہو تو بتاؤ قرآن میں تمہاری گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا بھی ذکر ہے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: ہاں! سورۂ اعراف میں ہے: ﴿ **وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًاؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ** ﴾

یعنی جو اچھی زمین ہے اس کی ہریالی اللہ کے حکم سے خوب نکلتی ہے

---

[1] ... (معرفۃ الصحابۃ، معرفۃ نسبۃ علی بن ابی طالب، ۱/۹۶) (الریاض النضرۃ، علی بن ابی طالب، الفصل الثالث فی صفاتہ، ۲/۱۰۶، جزء ۳)

اور جو خراب ہے اس میں سے نہیں نکلتی مگر تھوڑی بمشکل۔[1]

تو اے یہودی وہ اچھی زمین ہماری ٹھوڑی ہے اور خراب زمین تیری ٹھوڑی۔

معلوم ہوا کہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا علم بہت وسیع تھا کہ اپنی گھنی داڑھی اور یہودی کی مختصر داڑھی کا ذکر آپ نے قرآن مجید میں ثابت کر دکھایا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن سارے علوم کا خزانہ ہے مگر لوگوں کی عقلیں اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ایک شاعر نے بہت خوب کہا ہے۔

جَمِیعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرانِ لٰکِنْ
تَقَاصَرَ عَنْہُ اَفْہَامُ الرِّجَال

تعریف اور سعادت

حضرت سیِّدُنا امام عبداللہ بن عمر بیضاوی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۶۸۵ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے دُنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔''

(تفسیر البیضاوی، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۷۱، ج ۴، ص ۳۸۸)

[1] ... (سورۃ الاعراف، الآیۃ ۵۸، پ ۸)

مشق

(۱) **سوال:** حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جنگِ بدر میں شجاعت کا واقعہ تفصیلاً بیان کیجئے......؟

(۲) **سوال:** جنگِ احد میں کفار نے کیا افواہ اڑائی تھی نیز حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے سن کر کیا فیصلہ کیا......؟

(۳) **سوال:** ''علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہو'' یہ بشارت سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کب عطا فرمائی......؟

(۴) **سوال:** جنگِ خندق میں حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور عمرو بن عبد ود کے مقابلے کا تفصیلی ذکر کیجئے......؟

(۵) سوال: **اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ**

کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہ

مذکورہ شعر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کب پڑھا تھا نیز اس کا ترجمہ کیجئے......؟

(۶) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حلیہ مبارکہ تفصیل سے بیان کیجئے نیز داڑھی کے متعلق پوچھنے والے یہودی کو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کس طرح لاجواب کر دیا......؟

حضرت علی كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم اور احادیثِ کریمہ

حضرت علی كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں بلکہ امام احمد رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْه فرماتے ہیں جتنی حدیثیں آپ کی فضیلت میں ہیں کسی اور صحابی کی فضیلت میں اتنی حدیثیں نہیں ہیں۔

مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ:

بخاری اور **مسلم** میں حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب **رسول اللّٰہ** صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے حضرت علی كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم کو مدینہ طیبہ میں رہنے کا حکم فرمایا اور اپنے ساتھ نہیں لیا تو انہوں نے عرض کیا: یا **رسول اللّٰہ** صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! آپ مجھے یہاں عورتوں اور بچوں پر اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑے جاتے ہیں۔ تو سرکار اقدس صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

"اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّى بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى" یعنی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑے جاتا ہوں کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے البتہ فرق

صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔[(۱)]

مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر جانے کے وقت چالیس دن کے لیے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ بنایا تھا اسی طرح جنگ تبوک کی روانگی کے وقت میں تم کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر جارہا ہوں لہذا جو مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک حضرت ہارون علیہ السلام کا تھا وہی مرتبہ ہماری بارگاہ میں تمہارا ہے۔ اس لیے اے علی! تمہیں خوش ہونا چاہیے تو ایسا ہی ہوا کہ اس خوشخبری سے حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو تسلی ہوگئی۔

اعتراض وجواب

رافضی اس حدیث شریف سے حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے لیے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خلیفہ بلا فصل ہونے کا استدلال کرتے ہیں، جو صحیح نہیں۔ اس لیے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو خلیفۂ مطلق نہیں بنایا تھا بلکہ ان کی خلافت محض خانگی امور کی نگرانی اور اہلِ وعیال کی دیکھ بھال کے لیے تھی اسی سبب سے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

---

۱ ... (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب، الحدیث: ۲۴۰۴، ص ۱۳۱۰)

حضرت محمد بن مسلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینہ طیبہ کا صوبہ دار، حضرت سباع عرفطہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینہ منورہ کا کوتوال اور حضرت ابنِ اُمِ مکتوم کو اپنی مسجد کا امام بنایا تھا۔(۱) (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھم) مزید جوابات کے لئے "تحفہ اثنا عشریہ" کا مطالعہ کریں۔

مؤمن بغض نہیں رکھ سکتا:

اور حضرت اُمِ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھا سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: علی سے منافق محبت نہیں کرتا اور مومن علی سے بغض وعداوت نہیں رکھتا۔(۲)

سبحان اللہ! حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی کیا ہی بلند و بالا شان ہے کہ سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت نہ کرنے کو منافق ہونے کی علامت ٹھہرایا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بغض و عداوت رکھنے کو مومن نہ ہونے کا معیار قرار دیا۔ یعنی جو حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے محبت نہ کرے وہ منافق ہے اور جو ان سے بغض وعداوت رکھے وہ مومن نہیں ہے۔

۱... (الصواعق المحرقۃ، الباب الاوّل، الفصل الخامس، ص ۵۰)

۲... (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، الحدیث: ۳۷۳۸، ۵/۴۰۰)

جس نے آپ کو برا کہا:

اور حضرت اُمِ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ**'' **یعنی جس نے علی کو بُرا بھلا کہا تو تحقیق اس نے مجھ کو بُرا بھلا کہا۔** (۱)

یعنی حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اتنا قرب اور نزدیکی حاصل ہے کہ جس نے انکی شان میں گستاخی وبے ادبی کی تو گویا کہ اس نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی وبے ادبی کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان کی توہین کرنا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کرنا ہے۔ **العیاذ باللہ تعالٰی**

علی بھی اس کے مولیٰ:

اور حضرت ابوالطفیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ایک کھلے ہوئے میدان میں بہت سے لوگوں کو جمع کرکے فرمایا کہ میں اللہ کی قسم دے کر تم لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ

---

۱ ... (سنن الکبری لنسائی، کتاب الخصائص، باب قول النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم من سب علیا...، الحدیث: ۸۴۷۶، ۵/۱۳۳)

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یومِ غدیر میں میرے متعلق کیا ارشاد فرمایا تھا؟ تو اس مجمع سے تیس آدمی کھڑے ہوئے اور ان لوگوں نے گواہی دی کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس روز فرمایا تھا:

"مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ"

یعنی میں جس کا مولیٰ ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ یا اللہ عزوجل! جو شخص علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو شخص علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔(1) (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ)

شہرِ علم کا دروازہ:

اور طبرانی و بزار حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اور ترمذی و حاکم حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

"اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا" یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔(2)

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ الرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث

---

1 ... (المسند للامام احمد، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۹۵۰، ۱/۲۵۰)

2 ... (المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، انا مدینۃ العلم ...، الحدیث: ۴۶۹۳، ۴/۹۶)

حسن ہے اور جنہوں نے اس کو موضوع کہا ہے اُنہوں نے غلطی کی ہے۔ [۱]

علی کا دشمن، اللہ کا دشمن ہے:

اور حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا :

"**مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ**" یعنی جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ "**وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہ**" اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے **اللہ تعالیٰ** سے محبت کی، "**وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیّاً فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہ**"

یعنی جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اُس نے اللہ سے دشمنی کی۔ [۲]

محبت کرنے والے بھی ہلاک:

اور **بزار، ابو یعلی** اور **حاکم** حضرت **علی** کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے بلایا

---

۱ . . . (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی الاحادیث الواردة فی فضله، ص ۱۳۵)

۲ . . . (المعجم الکبیر، ابو طفیل عن ام سلمة، الحدیث: ۹۰۱، ۳۸۰/۲۳)

اور فرمایا کہ تمہاری حالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ یہودیوں نے ان سے یہاں تک دشمنی کی کہ ان کی والدہ حضرت مریم (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا) پر تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی تو اس قدر حد سے بڑھ گئے کہ ان کو اللہ، یا اللہ کا بیٹا کہہ دیا۔

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: تو کان کھول کر سن لو! میرے بارے میں بھی دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ ایک میری محبت میں حد سے تجاوز کرے گا اور میری ذات سے ان باتوں کو منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں ہیں اور دوسرا گروہ اس قدر بغض و عداوت رکھے گا کہ مجھ پر بہتان لگائے گا۔ [1]

اس حدیث شریف کی پیشن گوئی حرف بحرف صحیح ہوئی۔ بے شک حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم **کے بارے میں دو فرقے گمراہ ہو کر ہلاک ہوئے۔ ایک رافضی اور دوسرے خارجی۔** رافضی اس لیے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو حد سے بڑھایا یہاں تک کہ ان کو خدا کہہ دیا (دیکھئے **تحفہ اثنا عشریہ باب اوّل**) اور خارجیوں نے ان سے اس قدر بغض و عداوت رکھی کہ ان کو کافر کہہ دیا۔ **(معاذ اللہ رب العالمین)**

---

[1] ... (المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، قال علی یھلک فی محب مطری، الحدیث: ۴۶۸۰، ۴/۹۰)

”ابو تراب“ کنیت کیسے ہوئی:

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی ایک کنیت ابو تراب بھی ہے جیسا کہ شروع میں بتایا جاچکا ہے۔ جب کوئی شخص آپ کو ابو تراب کہہ کر پکارتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اور رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لطف وکرم کے مزے لیتے تھے اس لیے کہ یہ کنیت آپ کو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی سے عنایت ہوئی تھی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز آپ مسجد میں آکر لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے جسم پر کچھ مٹی لگ گئی تھی کہ اتنے میں رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں تشریف لائے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ کے بدن کی مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا:

”قُمْ یَا اَبَا تُرَاب“ یعنی اے مٹی والے! اُٹھو۔ اس روز سے آپ کی کنیت ابو تراب ہو گئی۔[1] (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ)

خلفائے ثلاثہ اور حضرت علی رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن:

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے خلفائے ثلاثہ میں سے ہر ایک کی خلافت کو بخوشی منظور فرمایا ہے اور کسی کی خلافت سے انکار نہیں کیا ہے جیسا کہ

۱... (صحیح ابن حبان، ذکر تسمیۃ المصطفی علیا اباتراب، الحدیث: ۶۸۸۶، ۶/ ۴۰)

ابنِ عساکر رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیہ نے حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بصرہ تشریف لائے تو ابنُ الکواء اور قیس بن عبادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہما نے کھڑے ہو کر آپ سے پوچھا کہ آپ ہمیں یہ بتلایئے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے تو یہ بات کہاں تک سچ ہے؟ اس لیے کہ آپ سے زیادہ اس معاملہ میں صحیح بات اور کون کہہ سکتا ہے۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ نے **فرمایا: یہ غلط ہے کہ رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا، جب میں نے سب سے پہلے آپ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کی نبوت کی تصدیق کی تو اب میں غلط بات آپ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔** اگر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس طرح کا کوئی وعدہ مجھ سے کیا ہوتا تو میں حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہما کو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منبر پر نہ کھڑا ہونے دیتا میں ان دونوں کو انہیں ہاتھوں سے قتل کر ڈالتا، چاہے میرا ساتھ دینے والا کوئی نہ ہوتا۔ یہ تو سب لوگ جانتے ہیں کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اچانک کسی نے قتل نہیں کیا اور نہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یکایک وصال ہوا بلکہ کئی دن تک آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طبیعت ناساز رہی اور جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیماری نے زور پکڑا اور موذن نے آپ

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نماز کے لیے بلایا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور مشاہدہ فرماتے رہے۔ مؤذن نے پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نماز کے لیے بلایا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نماز پڑھانے کے لیے فرمایا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے (یعنی حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے) حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امامت سے باز رکھنا چاہا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ناراضگی ظاہر کی اور فرمایا کہ تم لوگ تو یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی عورتیں ہو۔ ابو بکر صدیق سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم **نے فرمایا کہ جب رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کا وصال ہو گیا تو ہم نے خلافت کے متعلق غور کرنے کے بعد پھر انہیں کو اپنی دُنیا کے لیے اختیار کر لیا جس کو پیارے مصطفےٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **نے ہمارے دین یعنی نماز کے لیے منتخب فرمایا تھا چونکہ نماز دین کی اصل ہے اور حضور** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **دین و دُنیا دونوں کے قائم فرمانے والے تھے اس لیے ہم سب نے حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور سچی بات یہی ہے کہ وہی اس کے اہل بھی تھے** اسی لیے کسی نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت میں اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا

اور نہ کسی نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت سے رو گردانی کی۔اسی بنا پر میں نے بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حق ادا کیااور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اطاعت کی میں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر میں شریک ہو کر کافروں سے جنگ کی۔مالِ غنیمت یا بیت المال سے جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دیا وہ ہم نے بخوشی قبول کیااور جہاں کہیں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے جنگ کے لیے بھیجا میں گیااور دل کھول کر لڑا یہاں تک کہ ان کے حکم سے شرعی سزائیں بھی دیں یعنی حدود جاری کیں۔

پھر حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم **نے فرمایا کہ جب حضرت ابو بکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عمر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کو اپنا خلیفہ بنایا اور وہ حضرت ابو بکر صدیق کے بہترین جانشین اور سنتِ نبوی پر عمل کرنے والے تھے تو ہم نے ان کے ہاتھ پر بھی بیعت کرلی۔** حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ بنانے پر بھی کسی شخص نے بالکل اختلاف نہیں کیااور نہ کوئی کسی کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوااور ایک فرد بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت سے بیزار نہیں ہوا۔میں نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حقوق بھی ادا کیے اور پورے طور پر ان کی اطاعت کی اور ان کے لشکر میں بھی شریک ہو کر دشمنوں سے جنگ کی اور انہوں نے جو کچھ مجھے دیا میں نے خوشی سے لے لیا۔ انہوں نے مجھے لڑائیوں پر بھیجا میں نے دل کھول کر کافروں سے مقابلہ کیا اور

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانۂ خلافت میں بھی اپنے کوڑوں سے مجرموں کو سزائیں دیں۔

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ پھر جب حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اپنی قرابت، اسلام لانے میں سبقت، اور اپنی دوسری فضیلتوں کی جانب دل میں غور کیا تو مجھے یہ خیال ضرور پیدا ہوا کہ اب حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو میری خلافت کے بارے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن غالباً حضرت عمر کو یہ خوف ہوا کہ وہ کہیں ایسا خلیفہ نامزد نہ کردیں کہ جس کے اعمال کا خود حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قبر میں جواب دینا پڑے۔ اس خیال کے پیشِ نظر انہوں نے اپنی اولاد کو بھی خلافت کے لیے نامزد نہیں فرمایا بلکہ خلیفہ کے مقرر کرنے کا مسئلہ چھ قریشیوں کے سپرد کیا جن میں سے ایک میں بھی تھا۔ جب ان چھ ممبروں نے انتخابِ خلیفہ کے لیے اجلاس طلب کیا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ اب خلافت میرے سپرد کردی جائے گی۔ یہ کمیٹی میرے برابر کسی دوسرے کو حیثیت نہیں دے گی اور مجھی کو خلیفہ منتخب کرے گی۔ جب کمیٹی کے سب افراد جمع ہوگئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہم لوگوں سے وعدہ لیا کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو خلیفہ مقرر فرمادے ہم سب اس کی اطاعت کریں گے اور اس کے احکام کو خوشی سے بجالائیں گے۔ اس کے بعد

عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس وقت میں نے سوچا کہ میری اطاعت میری بیعت پر غالب آگئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا تھا وہ اصل میں دوسرے کی بیعت کے لیے تھا۔ بہرحال میں نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر بھی بیعت کرلی اور خلیفہ اول و دوم کی طرح ان کی اطاعت بھی قبول کرلی۔ ان کے حقوق ادا کیے۔ ان کی سرکردگی میں جنگیں لڑیں، ان کے عطیات کو قبول کیا اور مجرموں کو شرعی سزائیں بھی دیں۔

پھر حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کے بعد مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ دونوں خلیفہ کہ جن سے میں نے نماز کے سبب بیعت کی تھی وصال فرما چکے اور جن کے لیے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی رخصت ہوگئے۔ لہذا یہ سوچ کر میں نے بیعت لینا شروع کردی۔ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے باشندوں نے اور کوفہ و بصرہ کے رہنے والوں نے میری بیعت کرلی۔ اب خلافت کے لیے میرے مقابل وہ شخص کھڑا ہوا ہے (یعنی حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) جو قرابت، علم اور سبقتِ اسلام میں میرے برابر نہیں۔ اس لیے میں اس شخص کے مقابلہ میں خلافت کا زیادہ مستحق ہوں۔ (۱)

---

۱ ... (تاریخ مدینۃ دمشق، علی بن ابی طالب، ۴۴۲/۴۲) (تاریخ الخلفاء، فصل فی نبذ من اخبار علی، ص ۱۴۰)

حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے اس تفصیلی بیان سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ سرکارِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے بعد ان کو خلافت کے لیے نامزد نہیں فرمایا تھا اور نہ ان سے اس قسم کا کوئی وعدہ فرمایا تھا اسی لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت سے انکار نہیں کیا اور نہ ان کی مخالفت کی بلکہ ہر طرح سے ان کا تعاون کیا اور ان کے عطیات کو قبول فرمایا۔

خلفائے راشدین کی ترتیب میں حکمت:

دراصل راز یہ ہے کہ اگر حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم **سرکارِ اقدس** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کی وفات کے بعد بلا فصل خلیفہ منتخب ہو جاتے تو خلفائے ثلاثہ محبوبِ خدا** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کی خلافت و نیابت کی نعمت سے سرفراز نہ ہو پاتے۔** سب حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے عہد ہی میں انتقال کر جاتے حالانکہ علمِ الٰہی میں یہ مقدر ہو چکا تھا کہ وہ تینوں حضرات بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیابت سے سرفراز ہوں گے تو خدائے تعالٰی نے صحابہ کرام کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اسی ترتیب سے خلیفہ منتخب کریں کہ جس ترتیب کے ساتھ وہ دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں تاکہ ان میں سے کوئی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیابت سے محروم نہ رہے۔ **(رضوان اللّٰہ تعالٰی علیہم اجمعین)**

مشق

(۱) **سوال:** حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غزوۂ تبوک میں کیوں شرکت نہ کرسکے نیز اس موقع پر سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کیا فرمایا......؟

(۲) **سوال:** غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا خلیفہ بنایا، یہ حدیث کیا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خلیفہ بلافصل پر دلالت نہیں کرتی......؟

(۳) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو برا کہنے والوں کے متعلق کیا وعیدات ہیں......؟

(۴) **سوال:** حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وسعت علمی پر کونسی حدیث دلالت کرتی ہے......؟

(۵) **سوال:** سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کن باتوں میں حضرت سیدنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے تشبیہ دی......؟

(۶) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت ''ابوتراب'' کیسے ہوئی......؟

(۷) **سوال:** خلافت کے متعلق کسی وعدے کے بارے میں جب حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے استفسار کیا گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کیا جواب ارشاد فرمایا نیز مصنف علیہ الرحمۃ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خلیفہ چہارم ہونے کی کیا حکمت بیان کی ہے......؟

آپ کا علم

حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم علم کے اعتبار سے بھی علمائے صحابہ میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ سرکار اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بہت سی حدیثیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فتوے اور فیصلے اسلامی علوم کے انمول جواہر پارے ہیں۔

صحابہ کرام کے نزدیک علمی مقام:

حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما فرماتے ہیں کہ ہم نے جب بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کسی مسئلہ کو دریافت کیا تو ہمیشہ درست ہی جواب پایا۔

.........حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے سامنے جب حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا ذکر ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے فرمایا کہ علی سے زیادہ مسائل شرعیہ کا جاننے والا کوئی اور نہیں ہے۔ [1]

.........اور حضرت ابنِ مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں علمِ فرائض اور مقدمات کے فیصلہ کرنے میں حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم

---

[1] ... (الریاض النضرۃ، علی بن ابی طالب، ذکر اختصاصہ بانہ اعلم الناس...، ۲/۱۵۹، جزء ۳)

سے زیادہ علم رکھنے والا کوئی دوسرا نہیں تھا۔ (۱)

.........اور حضرت سعید بن مسیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ میں سوائے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے کوئی یہ کہنے والا نہیں تھا کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو۔ (۲)

.........اور حضرت سعید بن مسیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں کوئی مشکل مقدمہ پیش ہوتا اور حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم موجود نہ ہوتے تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے کہ مقدمہ کا فیصلہ کہیں غلط نہ ہو جائے۔ (۳)

اگر علی نہ ہوتے تو:

مشہور ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے ایک ایسی عورت پیش کی گئی جسے زنا کا حمل تھا۔ ثبوتِ شرعی کے بعد آپ نے اس کو سنگسار کا حکم فرمایا۔ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے یاد دلایا کہ حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے کہ حاملہ عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد

۱... (الرياض النضرة، علي بن ابي طالب، ذكر اختصاصه بانه اقضى الامة...، ۲/۱۶۷، جزء۳)

۲... (اسد الغابة، علي بن ابي طالب، علمه رضي الله عنه، ۴/۱۰۹)

۳... (تاريخ الخلفاء، علي بن ابي طالب، ص ۱۳۵)

سنگسار کیا جائے اس لیے کہ زنا کرنے والی عورت اگرچہ گنہگار ہوتی ہے مگر اس کے پیٹ کا بچہ بے قصور ہوتا ہے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی یاد دہانی کے بعد حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے فیصلہ سے رجوع کر لیا اور فرمایا: **لَوْ لَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ یعنی اگر علی نہ ہوتے عمر ہلاک ہو جاتا۔ علی کی موجودگی نے عمر کو ہلاکت سے بچالیا۔**[1] (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ)

آپ کے فیصلے:

حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے فیصلے ایسے عجیب و غریب اور نادرِ روزگار ہیں کہ جنہیں پڑھ کر بڑے بڑے عقلمندوں اور دانشوروں کی عقلیں حیران ہیں اور یہ سرکارِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک اور ان کی دعا کی برکت ہے۔

پھر فیصلہ میں کبھی دشواری نہ ہوئی:

خود حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے یمن کی جانب قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! میں ابھی ناتجربہ کار جوان ہوں معاملات

---

[1] ... (الاستیعاب، باب حرف العین، ۲۰۶/۳)

طے کرنا نہیں جانتا ہوں اور آپ مجھے یمن بھیجتے ہیں۔ یہ سن کر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: **الٰہ العالمین!** اس کے قلب کو روشن فرمادے اور اس کی زبان میں تاثیر عطا فرمادے۔ قسم ہے اس ذات کی جو چھوٹے سے بیج سے بڑا درخت پیدا کرتا ہے۔ **اس دُعا کے بعد سے پھر کبھی مجھے کسی مقدمہ کے فیصلہ میں کوئی تردد نہیں رہا۔ بغیر کسی شک وشبہ کے میں نے ہر مقدمہ کا تصفیہ کر دیا۔**[1]

اب آپ حضرات سیدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے چند فیصلے ملاحظہ فرمائیں۔

آقا اور غلام:

حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ یمن کے ایک شخص نے اپنے غلام کو اپنے لڑکے کے ساتھ کوفہ بھیجا۔ اتفاق سے راستہ میں دونوں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ لڑکے نے غلام کو مارا اور غلام نے اسے گالیاں دیں۔ کوفہ پہنچ کر غلام نے دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا میرا غلام ہے اور اسے بیچنا چاہا۔

یہ مقدمہ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی عدالت میں پہنچا۔ آپ نے خادم قنبر سے فرمایا کہ اس کمرہ کی دیوار میں دو بڑے بڑے سوراخ بناؤ اور ان

---

[1] ... (مسند البزار، مسند علی بن ابی طالب، وممار وی ابو البختری، الحدیث: ۹۱۲، ۳/۱۲۵)

دونوں سے کہو کہ اپنے اپنے سَر ان سوراخوں سے باہر نکالیں۔ جب یہ سب ہو گیا تو آپ نے فرمایا: اے قنبر! **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کی تلوار لاؤ۔** جب حضرت قنبر تلوار لے کر آئے تو آپ نے فرمایا: فوراً غلام کا سر کاٹ لو، اتنا سنتے ہی غلام نے فوراً اپنا سر اندر کھینچ لیا اور دوسرا نوجوان اپنی حالت پر قائم رہا۔ اس طرح آپ کے اجلاس میں بغیر کسی گواہ و شہادت کے فیصلہ ہو گیا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔ آپ نے غلام کو سزا دی اور اسے یمن بھیج دیا۔ (عشرۂ مبشرہ)

حقیقی ماں کون:

حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ دو عورتیں ایک لڑکے کے متعلق جھگڑا کرتی ہوئی حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے پاس آئیں دونوں کا کہنا تھا کہ یہ لڑکا ہمارا ہے آپ نے پہلے ان دونوں کو بہت سمجھایا لیکن جب ان کی ہنگامہ آرائی جاری رہی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حکم دیا آرہ لاؤ۔ انہوں نے پوچھا: آرہ کس لیے منگوا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اس لڑکے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو آدھا آدھا دوں گا۔ حقیقت میں اس لڑکے کی جو ماں تھی یہ سن کر بے قرار ہو گئی اور اس کے چہرہ سے غمگینی ظاہر ہوئی۔ اس نے نہایت عاجزی سے عرض کیا: امیر المؤمنین! میں اس لڑکے کو نہیں لینا چاہتی۔ یہ اسی عورت کا ہے آپ اسی کو دے دیجئے مگر خدا کے واسطے اس کو قتل نہ کیجئے۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ لڑکا اسی بے قرار عورت کو دے دیا جو عورت خاموش کھڑی رہی آپ نے اس سے فرمایا کہ تم کو شرم آنی چاہیے کہ تم نے میرے اجلاس میں جھوٹا بیان دیا۔ یہاں تک کہ اس عورت نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا۔(عشرۂ مبشرہ)

ایک شخص کی وصیت:

حضرت زید بن ارقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے ایک دوست کو دس ہزار درہم دیئے اور وصیت کی کہ جب تم سے میرے لڑکے کی ملاقات ہو تو اس میں سے جو تم چاہو وہ اس کو دے دینا اتفاق سے کچھ روز بعد اس کا لڑکا وطن میں آگیا اس موقع پر حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شخص سے پوچھا کہ بتاؤ تم مرحوم کے لڑکے کو کتنا دوگے ؟ اس نے کہا: ایک ہزار درہم۔ **آپ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے فرمایا: اب تم اس کو نو ہزار دو۔ اسلئے جو تم نے چاہا وہ نو ہزار ہیں اور مرحوم نے یہ وصیت کی ہے کہ جو تم چاہو وہ اس کو دے دینا۔** (عشرۂ مبشرہ)

سترہ اُونٹ:

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی خدمت میں تین شخص آئے ان کے پاس سترہ اونٹ تھے۔ ان لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ان اونٹوں کو آپ ہمارے درمیان تقسیم کردیں۔ ہم میں ایک شخص آدھے کا حصہ دار ہے دوسرا

تہائی کا اور تیسرا نوویں حصہ کا مگر شرط یہ ہے کہ پورے پورے اونٹ ہر شخص کو ملیں۔کاٹ کر تقسیم نہ کریں اور نہ کسی سے کچھ پیسہ دلائیں۔

بڑے بڑے دانشور جو آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے آپس میں کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پورے پورے اونٹ ہر شخص کو ملیں اور وہ کاٹے نہ جائیں نہ کسی سے کچھ پیسے دلائے جائیں اس لیے کہ جو شخص آدھے کا حصہ دار ہے اسے سترہ میں ساڑھے آٹھ ملے گے اور جو شخص تہائی کا حق دار ہے پونے چھ (۵.۷۵)ہی اونٹ پائے گا۔ سترہ میں سے پورا چھ اسے بھی نہیں ملے گا اور جس کا حصہ نوواں ہے سترہ میں سے وہ بھی دو سے کم ہی پائے گا تو ایک دو نہیں بلکہ تین اونٹ ذبح کیے بغیر سترہ اونٹوں کی تقسیم ان لوگوں کے درمیان ہر گز نہیں ہوسکتی۔

مگر قربان جایئے! حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی عقل ودانائی اور ان کی قوتِ فیصلہ پر کہ آپ نے بلاتأمل فوراًان کے اونٹوں کو ایک لائن میں کھڑا کروادیا اور اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ایک اونٹ اسی لائن کے آخر میں لاکر کھڑا کردو۔جب آپ کے اونٹ کو ملاکر کل اٹھارہ اونٹ ہو گئے تو جو شخص آدھے کا حصہ دار تھا آپ نے اسے اٹھارہ میں سے نو دیئے اور تہائی حصہ دار کو اٹھارہ میں سے چھ۔ پھر نوویں کے حصہ دار کو اٹھارہ میں سے دو دیئے اور اپنے اونٹ کو پھر اپنی جگہ پر بھجوادیا۔(عشرۂ مبشرہ)

اس طرح آپ نے نہ تو کوئی اونٹ کاٹا اور نہ ہی کسی کو کچھ نقد پیسہ دلوایا اور سترہ اونٹوں کو انکی شرط کے مطابق تقسیم فرمادیا جس پر کسی شخص کو کوئی اعتراض نہیں ہوا۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس فیصلہ کو دیکھ کر سارے حاضرین دنگ ہو گئے اور سب بیک زبان پکار اُٹھے کہ بے شک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سینہ فضل و کمال کا خزینہ، حکمت وعدالت کا سفینہ اور علمِ نبوت کا مدینہ ہے۔

(کرم اللّٰہ تعالیٰ وجہہ الکریم)

آٹھ روٹیاں:

دو آدمی سفر میں ایک ساتھ کھانا کھانے کے لیے بیٹھے۔ ان میں سے ایک کی پانچ روٹیاں تھیں دوسرے کی تین۔ اتنے میں ایک شخص اُدھر سے گزرا اس نے دونوں کو سلام کیا۔ انہوں نے اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے پر بٹھالیا اور تینوں نے مل کر وہ سب روٹیاں کھائیں۔ کھانے سے فارغ ہو کر اس تیسرے شخص نے آٹھ درہم دیئے اور کہا آپس میں بانٹ لینا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میں پانچ درہم لوں گا کہ میری پانچ روٹیاں تھیں اور تم تین درہم لو کہ تمہاری تین ہی تھیں۔ تین روٹی والے نے کہا: نہیں بلکہ آدھے درہم ہمارے

ہیں اور آدھے تمہارے اس لیے کہ ہم دونوں نے مل کر روٹیاں کھائیں ہیں لہذا دونوں کا حصہ برابر چار چار درہم ہو گا۔

جب دونوں میں معاملہ طے نہ ہوا تو اس جھگڑے کا فیصلہ کرانے کے لیے دونوں حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے اجلاس میں پہنچے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سارا واقعہ سننے کے بعد تین روٹی والے سے فرمایا کہ تمہارا ساتھی جو تین درہم تم کو دے رہا ہے، لے لو۔ اس لیے کہ تمہاری روٹیاں کم تھیں تین روٹیوں والے نے کہا کہ میں اس غیر منصفانہ فیصلہ پر راضی نہیں ہوں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: یہ غیر منصفانہ فیصلہ نہیں ہے۔ حساب سے تو تمہارا ایک ہی درہم ہوتا ہے۔ اس نے کہا: آپ حساب ہمیں سمجھا دیجئے کہ تو ہم ایک ہی درہم لے لیں گے۔

حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: کان کھول کر سنو! تمہاری تین روٹیاں تھیں اور اس کی پانچ۔ کل آٹھ روٹیاں ہوئیں اور کھانے والے کل تین تھے۔ تو ان آٹھ روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کرو تو کل چوبیس ٹکڑے ہوئے۔ اب ان چوبیس ٹکڑوں کو تین کھانے والوں پر تقسیم کرو تو آٹھ آٹھ ٹکڑے سب کے حصہ میں آئے۔ یعنی آٹھ ٹکڑے تم نے کھائے آٹھ تمہارے ساتھی نے اور آٹھ اس تیسرے شخص نے۔ اب غور سے سنو! تمہاری تین روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کریں تو نو ٹکڑے بنتے ہیں اور تمہارے ساتھی کی پانچ روٹیوں کے تین تین

ٹکڑے کریں تو پندرہ ٹکڑے بنتے ہیں تو تم نے اپنے نو ٹکڑوں میں سے آٹھ ٹکڑے خود کھائے اور تمہارا صرف ایک ٹکڑا بچا جو اس تیسرے شخص نے کھایا لہٰذا تمہارا صرف ایک درہم ہوا اور تمہارے ساتھی نے اپنے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور اس کے سات ٹکڑے اس تیسرے شخص نے کھائے لہٰذا سات درہم اس کے ہوئے۔ یہ فیصلہ سن کر تین روٹی والا حیران ہو گیا۔ مجبوراً اسے ایک ہی درہم لینا پڑا اور دل میں کہنے لگا۔ اے کاش! میں نے تین درہم لے لیے ہوتے تو اچھا تھا۔ (۱)

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی کرامتیں

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بہت سی کرامتوں کا ظہور ہوا ہے۔ جن میں سے چند کرامتوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

یہ تیرا شوہر نہیں، بیٹا ہے:

حضرت علامہ عبد الرحمن جامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تحریر فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک روز حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے صبح کی نماز پڑھنے کے بعد

---

۱ ... (الصواعق المحرقۃ، الباب التاسع، الفصل الرابع، ص ۱۲۹)

ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں مقام پر جاؤ وہاں ایک مسجد ہے جس کے پہلو میں ایک مکان واقع ہے اس میں ایک مرد ایک عورت آپس میں لڑتے ہوئے ملیں گے انہیں ہمارے پاس لے آؤ۔ وہ شخص وہاں پہنچا تو دیکھا واقعی وہ دونوں آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حکم کے مطابق وہ ان دونوں کو ساتھ لے آیا۔ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: آج رات تم دونوں میں بہت لڑائی ہوئی۔ نوجوان نے کہا: اے امیر المومنین! میں نے اس عورت سے نکاح کیا لیکن جب میں اس کے پاس آیا تو اس کی صورت سے مجھے سخت نفرت ہوگئی۔ اگر میرا بس چلتا تو اس عورت کو میں اسی وقت اپنے پاس سے دور کر دیتا۔ اس نے مجھ سے جھگڑنا شروع کر دیا اور صبح تک لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بھیجا ہوا آدمی ہمیں بلانے کے لیے پہنچا۔

حاضرین کو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جانے کا اشارہ فرمایا۔ وہ چلے گئے ۔اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس عورت سے پوچھا: تم اس جوان کو پہچانتی ہو؟ اس نے کہا: نہیں، صرف اتنا جانتی ہوں کہ یہ کل سے میرا شوہر ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اب تُو اچھی طرح جان لے گی مگر سچ سچ کہنا جھوٹ ہر گز نہیں بولنا۔ اس نے کہا: میں وعدہ کرتی ہوں جھوٹ قطعی نہیں بولوں گی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: تم فلاں کی بیٹی فلاں ہو؟ اس نے کہا: ہاں حضور! میں وہی ہوں۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: تمہارا اچچازاد بھائی تھا جو تم پر عاشق تھا اور تُو بھی

اس سے بہت محبت کرتی تھی۔ اس نے اس بات کا بھی اقرار کیا۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: تُو ایک دن کسی ضرورت سے رات کے وقت گھر سے باہر نکلی تو اس نے تجھے پکڑ کر تجھ سے زنا کیا اور تُو حاملہ ہوگئی۔ اس بات کو تو نے اپنے باپ سے چھپا رکھا۔ اس نے کہا: بے شک ایسا ہی ہوا تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: مگر تیری ماں سارا واقعہ جانتی تھی اور جب بچہ پیدا ہونے کا وقت آیا تو رات تھی۔ تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی تجھے لڑکا پیدا ہوا تو نے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر دیوار کے پیچھے ڈال دیا اتفاق سے وہاں ایک کتا پہنچ گیا جس نے اسے سونگھا تو نے اس کتے کو پتھر مارا جو پتھر بچے کے سر پر لگا۔ جس سے وہ زخمی ہوگیا۔ تیری ماں نے اپنے ازار بند سے کچھ کپڑا اپھاڑ کر اس کے سر کو باندھ دیا پھر تم دونوں واپس چلی آئیں اور پھر تمہیں اس لڑکے کا کوئی پتہ نہ چلا۔ اس عورت نے جواب دیا: ہاں حضور! ایسا ہی ہوا تھا۔ مگر اے امیر المؤمنین! اس واقعہ کو میرے اور میری ماں کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں جانتا تھا؟

حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: جب صبح ہوئی تو فلاں قبیلہ اس لڑکے کو اُٹھا کر لے گیا اور اس کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ جوان ہوگیا کوفہ شہر میں آیا اور اب تجھ سے شادی کرلی۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس نوجوان سے کہا: اپنا سر کھولو۔ اس نے اپنا سر کھولا تو زخم کا اثر ظاہر تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: یہ تمہارا لڑکا ہے۔ خدائے عزوجل نے اسے حرام چیز سے محفوظ رکھا۔

فرمایا: لے، اسے اپنے ساتھ لے جا۔ تُو اس کی بیوی نہیں ماں ہے اور یہ تیرا شوہر نہیں بیٹا ہے۔[1]

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ **اللہ** کے محبوب بندے عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتے بلکہ ان کے اندر ایسا کمال ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے سارے حالات جانتے ہیں۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

حال تو دانند یک موبمو

زانکہ پر ہستنداز اسرار ہو

یعنی **اللہ** کے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمہارے ہر حال سے ذرہ ذرہ آگاہ ہیں اس لیے کہ ان کے اندر اسرارِ ربانی بھرے ہوئے ہیں۔

دریا پیچھے ہٹ گیا:

کوفہ والوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! اس سال دریائے فرات کی طغیانی کے سبب ہماری کھیتیاں برباد ہو رہی ہیں کیا ہی اچھا ہو اگر آپ **اللہ تعالیٰ** سے دُعا کریں کہ دریا کا پانی کم ہو جائے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اُٹھ کر مکان کے اندر تشریف لے گئے۔ لوگ گھر کے دروازہ پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکارِ اقدس

---

[1] ... (شواہد النبوۃ، رکن سادس دربیان شواھدودلایلی... الخ، ص ۲۱۳)

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جُبہ پہنے، عمامہ سرپر باندھے اور عصائے مبارک ہاتھ میں لیے ہوئے باہر تشریف لائے ایک گھوڑا منگوا کر اس پر سوار ہوئے اور فرات کی طرف روانہ ہوئے عوام و خواص میں سے بہت لوگ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیچھے پیچھے چلے۔

جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرات کے کنارے پہنچے تو گھوڑے سے اُتر کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اُٹھ کر عصائے مبارک ہاتھ میں لیا اور فرات کے پل پر آ گئے اس وقت حسنینِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما ان کے ساتھ تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **عصا سے پانی کی طرف اشارہ کیا تو پانی کی سطح ایک ہاتھ کم ہو گئی۔ آپ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے فرمایا: کیا اتنا کافی ہے...؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے پھر عصا سے پانی کی طرف اشارہ کیا پانی ایک ہاتھ اور کم ہو گیا۔ اس طرح جب تین فٹ پانی کی سطح نیچے ہو گئی تو لوگوں نے کہا: یا امیر المومنین! بس اتنا کافی ہے۔**[1]

سچ فرمایا مولانا روم علیہ الرحمۃ و الرضوان نے کہ...

یاد اور گر مونس جانت بود

ھر دو عالم زیر فرمانت بود

---

[1] ... (شواہد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد و دلایلی... الخ، ص ۲۱۴)

یعنی خدائے تعالٰی کی یاد اگر تمہاری جان کی ساتھی بن جائے تو دونوں عالم تمہارے تابع فرمان ہو جائیں۔

چشمہ جاری کر دیا:

جب حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم جنگِ صفین میں مشغول تھے۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھیوں کو پانی کی سخت ضرورت پڑی لوگوں نے بہت دوڑ دھوپ کی مگر پانی دستیاب نہ ہوا۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اور آگے چلو۔ کچھ دور چلے تو ایک گرجا نظر آیا۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس گرجا میں رہنے والے سے پانی کے متعلق دریافت کیا۔اس نے کہا: یہاں سے چھ میل کے فاصلے پر پانی موجود ہے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھیوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمیں اجازت دیجئے شاید ہم اپنی قوت کے ختم ہونے سے پہلے پانی تک پہنچ جائیں۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اس کی حاجت نہیں۔ پھر اپنی سواری کو مغرب کی طرف موڑا اور ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہاں سے زمین کھودو۔ابھی تھوڑی ہی زمین کھودی گئی تھی کہ نیچے سے ایک بڑا پتھر ظاہر ہوا جسے ہٹانے کے لیے کوئی ہتھیار بھی کارگر نہ ہو سکا۔حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: یہ پتھر پانی پر واقع ہے کسی طرح اسے ہٹاؤ۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھیوں نے بہت کوشش کی مگر اسے اپنی جگہ سے ہلا نہ سکے۔اب شیرِ خدا

نے اپنی آستینیں چڑھا کر انگلیاں اس پتھر کے نیچے رکھ کر زور لگایا تو پتھر ہٹ گیا اور اس کے نیچے نہایت ٹھنڈا، میٹھا اور صاف پانی ظاہر ہوا جو اتنا اچھا تھا کہ پورے سفر میں انہوں نے ایسا پانی نہ پیا تھا۔ سب نے شکم سیر ہو کر پیا اور جتنا چاہا بھر لیا۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس پتھر کو اٹھا کر چشمہ پر رکھ دیا اور فرمایا: اس پر مٹی ڈال دو۔ جب راہب نے یہ دیکھا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں کھڑے ہو کر نہایت ادب سے پوچھا! کیا آپ پیغمبر ہیں...؟ فرمایا: نہیں۔ پوچھا: کیا آپ فرشتہ مقرب ہیں...؟ فرمایا: نہیں۔ پوچھا: تو پھر آپ کون ہیں...؟ فرمایا کہ میں سیدنا محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا داماد اور ان کا خلیفہ ہوں۔ راہب نے کہا: ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا تو راہب نے کہا:

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے راہب سے دریافت فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تم اتنی مدت سے اپنے دین پر قائم تھے اور آج تم نے اسلام قبول کر لیا۔ اس نے کہا: حضور! یہ گرجا اسی ہاتھ پر فتح ہونا تھا جو اس چٹان کو ہٹا کر چشمہ نکالے اور ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اس چٹان کا ہٹانے والا یا تو پیغمبر ہوگا اور یا پیغمبر کا داماد۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے اس پتھر کو ہٹا دیا تو میری مراد پوری ہو گئی اور مجھے جس چیز کا انتظار تھا وہ مل گئی۔** جب راہب سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ بات سنی تو اتنا

روئے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی داڑھی کے بال تر ہو گئے۔ پھر فرمایا: سب تعریف خدائے تعالیٰ کے لیے ہے کہ میں اس کے یہاں بھولا بسرا نہیں ہوں بلکہ میرا ذکر اس کی کتابوں میں موجود ہے۔ (۱)

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں کہاں کیا چیز ہے اور یہ درحقیقت علمِ غیب ہے جو سرکارِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے و طفیل میں انہیں حاصل ہوتا ہے۔

۱... (شواہد النبوة، رکن سادس دربیان شواہد و دلایلی... الخ، ص ۲۱۶)

مشق

(١) **سوال:** آقا اور غلام کے جھگڑے کا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کس خوش اسلوبی سے فیصلہ فرمایا نیز دو عورتوں میں حقیقی ماں کا فیصلہ کس طرح ہوا......؟

(٢) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تین بندوں میں سترہ اونٹ کس طرح برابر برابر تقسیم فرمادیئے......؟

(٣) **سوال:** آٹھ دیناروں پر کتنے آدمی لڑ رہے تھے نیز ان کا فیصلہ کس طرح ممکن ہوا......؟

(۴) **سوال:** ''یہ تیرا شوہر نہیں بلکہ بیٹا ہے'' اس حکایت سے حضرت علی کی کن کن کرامات کا ظہور ہو رہا ہے نیز اہلسنت کے کن عقائد کی مؤید ہے......؟

(۵) **سوال:** راہب کے قبولِ اسلام کا واقعہ بیان کیجئے نیز دریائے فرات کس سبب سے تین فٹ پیچھے ہٹ گیا......؟

آپ کی خلافت

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کے بعد دوسرے روز حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما کے علاوہ مدینہ طیبہ کے سب رہنے والوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین ہوگئے۔ حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہم نے بصرہ پہنچ کر قاتلینِ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے قصاص لینے کا مطالبہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے شروع کیا اور بہت سے لوگ اس مطالبہ میں شریک ہوگئے۔ جب حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی عراق تشریف لے گئے بصرہ راستے میں ہی پڑتا تھا۔ یہاں جنگِ جمل ہوئی جس میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما شہید ہوگئے۔ ان کے علاوہ اور بھی دونوں طرف کے ہزاروں آدمی کام آئے۔ بصرہ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پندرہ روزہ قیام فرمایا اور پھر کوفہ تشریف لے گئے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کوفہ پہنچنے کے بعد حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر خروج کیا ان کے ساتھ شامی لشکر تھا۔ کوفہ سے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بھی بڑھے اور صفین کے مقام پر کئی روز تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر یہ جنگ ایک معاہدہ پر ختم ہوئی۔ طرفین کے لوگ

اپنے اپنے مقام کو واپس ہو گئے۔ حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شام اور حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کوفہ واپس چلے آئے۔

جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کوفہ تشریف لائے تو ایک جماعت جس کو "خارجی" کہا جاتا ہے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہو گئی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت سے انکار کر کے **"لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہ"** کا نعرہ بلند کیا یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جنگ کرنے کے لیے لشکر تیار کر لیا۔ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ان کا سر کچلنے کے لیے حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ فرمایا۔ **طرفین میں جنگ ہوئی خارجی شکست کھا کر کچھ تو علی مرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور کچھ بھاگ کر نہروان چلے گئے اور وہاں پہنچ کر لوٹ مار شروع کر دی۔ آخر شیرِ خدا** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے وہاں جا کر ان کو تہِ تیغ کر دیا۔**[1]

خارجیوں کی سازش:

تین خارجی یعنی عبد الرحمن بن ملجم، برک بن عبد اللہ اور عمرو بن بکیر مکہ معظمہ میں جمع ہوئے اور آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ ہم تینوں آدمی تین افراد

---

[1]... (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی مبایعۃ علی، ص ۱۳۸) (الطبقات الکبری، ذکر علی و معاویۃ و تحکیم الحکمین، ۳/۲۳)

حضرت علی بن ابی طالب، معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص کو قتل کر دیں گے۔ چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو، برک نے حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور عمرو بن بکیر نے حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک ہی معین تاریخ پر قتل کرنے کا عہد کیا اور تینوں بد بخت ان شہروں کو روانہ ہو گئے جہاں جہاں ان کو اپنے اپنے نامزد کردہ شخص کو قتل کرنا تھا۔ ان میں سب سے پہلے ابنِ ملجم کوفہ پہنچا وہاں خارجیوں سے رابطہ قائم کرکے ان پر اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ وہ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کی رات میں حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو شہید کر دے گا۔

امام سدی فرماتے ہیں کہ ابنِ ملجم ایک خارجیہ عورت پر عاشق ہو گیا تھا جس کا نام قطام تھا اس نے اپنا مہر تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک باندی اور حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کا قتل رکھا تھا۔ فرزدق شاعر نے اپنے اشعار میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فَلَمْ اَرَ مَهْرًا سَاقَه ذُوْسَمَاحَةٍ　　كَمَهْرِ قِطَامٍ بَيِّنًا غَيْرِ مُعْجَم

ثَلٰثَةُ اٰلَافٍ وَّ عَبْدٌ وَّ قَيْنَةٌ　　وَضَرْبُ عَلِيٍّ بِالْحُسَامِ الْمُصَمَّصَم

فَلَا مَهْرَ اَغْلٰى مِنْ عَلِيٍّ وَّاِنْ غَلَا　　وَ لَا قَتْلَ اِلَّا قَتْلَ اِبْنِ مُلْجِم

یعنی میں نے کسی سخاوت کرنے والے کو ایسا مہر دیتے نہیں دیکھا جیسا مہر کہ قطام کا مقرر ہوا۔ تین ہزار درہم ایک غلام، ایک باندی اور حضرت علی

کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا **قتل** تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **قتل** سے بڑھ کر کوئی مہر نہیں ہو سکا۔ اور ابنِ **ملجم** نے جو آپ کو دھوکے سے **قتل** کیا تو اس سے بڑھ کر کوئی قتل نہیں ہو سکتا۔ (۱)

آپ کی شہادت

حضرت **علی المرتضٰی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ۱۷ **رمضان المبارک ۴۰ھ** کو علی الصبح بیدار ہو کر اپنے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: آج رات خواب میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا: **یارسول اللہ** (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! آپ کی اُمت نے میرے ساتھ کجروی اختیار کی ہے اور سخت نزاع برپا کر دیا ہے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم ظالموں کے لیے دُعا کرو۔ تو میں نے اس طرح دُعا کی **یا الٰہ العالمین!** تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچادے اور میری جگہ ان لوگوں پر ایسا شخص مسلط کر دے جو بُرا ہو۔ ابھی آپ یہ بیان ہی فرمارہے تھے کہ ابنِ نباح مؤذن نے آواز دی **"اَلصَّلَاۃ اَلصَّلَاۃ"** حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم **نماز** پڑھانے کے لیے گھر سے چلے۔ راستے میں لوگوں کو نماز

---

۱ ... (المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب سبب شہادۃ علی، الحدیث: ۴۷۴۴، ۴/۱۲۱)

کے لیے آواز دے دے کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جگاتے جاتے تھے کہ اتنے میں ابنِ ملجم! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے آگیا اور اس نے اچانک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر تلوار کا بھرپور وار کیا اور وار اتنا سخت تھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جا کر ٹھہری۔ شمشیر لگتے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: **"فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَة" یعنی رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زخمی ہوتے ہی چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑ لیا۔[1]

آپ کی وصیت:

حضرت عقبہ بن ابی صہبا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں کہ جب بد بخت ابنِ ملجم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر تلوار کا وار کیا یعنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ زخمی ہو گئے تو حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روتے ہوئے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں آئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا: **بیٹے! میری چار باتوں کے ساتھ چار باتیں یاد رکھنا۔** حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: وہ کیا ہیں؟ فرمایئے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: اوّل سب سے بڑی

---

[1] ... (تاریخ مدینۃ دمشق، علی بن ابی طالب، ۴۲/۵۵۹)

تونگری عقل کی توانائی ہے۔ دوسرے بے وقوفی سے زیادہ کوئی مفلسی اور تنگدستی نہیں۔ تیسرے غرور گھمنڈ سب سے سخت وحشت ہے۔ چوتھے سب سے عظیم خلق کرم ہے۔

حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا کہ دوسری چار باتیں بھی بیان فرمائیں۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ اوّل احمق کی محبت سے بچو، اس لیے کہ نفع پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے لیکن نقصان پہنچ جاتا ہے۔ دوسرے جھوٹے سے پرہیز کرو۔ اس لیے کہ وہ دُور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کر دیتا ہے۔ تیسرے بخیل سے دُور رہو۔ اس لیے کہ وہ تم سے ان چیزوں کو چھڑا دے گا جن کی تم کو حاجت ہے۔ چوتھے فاجر سے کنارہ کش رہو۔ اس لیے کہ وہ تمہیں تھوڑی سی چیز کے بدلے میں فروخت کر ڈالے گا۔ (۱)

وصال پر ملال:

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم سخت زخمی ہونے کے باوجود جمعہ و ہفتہ تک بقید حیات رہے لیکن اتوار کی رات میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی روح بارگاہِ قدس میں پرواز کر گئی۔

۱... (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی نبذ من اخبار علی، ص ۱۴۵)

اور یہ بھی روایت ہے کہ ۱۹ رمضان المبارک جمعہ کی شب میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ زخمی ہوئے اور ۲۱ رمضان شب یکشنبہ ۴۰ھ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات ہوئی۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ"

.........**چار برس آٹھ ماہ نو دن آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے اُمورِ خلافت کو انجام دیا اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت عبد اللہ بن جعفر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھم **نے آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کو غسل دیا اور آپ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی نماز جنازہ حضرت امام حسن** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **نے پڑھائی۔**[1]

قاتل کا انجام:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دفن سے فارغ ہونے کے بعد امیر المؤمنین کے قاتل عبد الرحمن بن ملجم کو حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قتل کر دیا پھر اس کے ہاتھ پیر کاٹ کر ایک ٹوکرے میں ڈال دیا اور اس میں آگ لگادی جس سے

۱... (الریاض النضرۃ، الفصل العاشر، ذکر مقتلہ، ۲/۲۴۷، جزء۳) (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین فصل الصحابۃ، ص۶۰۲) (اسد الغابۃ، علی بن ابی طالب، ۴/۱۳۱)

اس کی لاش جل کر راکھ ہو گئی۔ (۱)

آپ کا مزارِ فائض الانوار

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو رات کے وقت دفن کیا گیا اور ایک مصلحت سے آپ کا مزار لوگوں پر ظاہر نہیں کیا گیا اس لیے وہ کہاں ہے؟ اس میں اقوال مختلف ہیں۔

ابو بکر بن عیاش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر شریف کو اس لیے نہیں ظاہر کیا گیا تھا کہ خارجی بد بخت کہیں اس کی بھی بے حرمتی نہ کریں۔

.... شریک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فرزند حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جسمِ مبارک کو دار الامارۃ کوفہ سے مدینہ طیبہ کی طرف منتقل کر دیا تھا۔

.... مبرد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے محمد بن حبیب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کی جانے والی پہلی نعش حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی تھی۔

---

۱ ... (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی مبایعت علی، ص ۱۳۹) (الطبقات الکبری، ذکر عبد الرحمن بن ملجم، ۳/۲۹)

.........اور ابنِ عساکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سعید بن عبد العزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم شہید ہو گئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جسمِ مبارک کو مدینہ منورہ لے جانے لگے تاکہ وہاں رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلوئے مبارک میں دفن کریں۔ **نعش ایک اونٹ پر رکھی ہوئی تھی رات کا وقت تھا وہ اونٹ راستہ میں کسی طرف کو بھاگ گیا اور اسکا پتہ نہیں چلا اسی لیے اہلِ عراق کہتے ہیں کہ آپ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **بادلوں میں تشریف فرما ہیں۔**

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تلاش و جستجو کے بعد وہ اونٹ سر زمین طے میں مل گیا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جسمِ مبارک کو اسی سر زمین میں دفن کر دیا گیا۔[1]

آپ کے اقوال زریں

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے بہت سے اقوال ہیں جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں ان میں سے چند آپ کے سامنے پیشِ کیے جاتے ہیں۔

---

[1]... (تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی مبایعۃ علی، ص ۱۳۹)

علم کی اہمیت:

۱.........علم مال سے بہتر ہے۔ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی، علم حاکم ہے اور مال محکوم۔ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ [۱]

۲.........عالم وہی شخص ہے جو علم پر عمل کرے اور اپنے عمل کو علم کے مطابق بنائے۔ [۲]

۳.........حلال کی خواہش اسی شخص میں پیدا ہوتی ہے جو حرام کمائی چھوڑنے کی مکمل کوشش کرتا ہے۔

۴.........تقدیر بہت گہرا سمندر ہے اس میں غوطہ نہ لگاؤ۔ [۳]

۵.........!خوش اخلاقی بہترین دوست ہے اور ادب بہترین میراث ہے۔ [۴]

۶.........جاہلوں کی دوستی سے بچو کہ بہت سے عقلمندوں کو انہوں نے تباہ کردیا ہے۔

۱...(کنز العمال، کتاب العلم، باب فی فضلہ وتحریض علیہ، الحدیث: ۲۹۳۷۷، ۵/۱۱۲، الجزء ۱۰)

۲...(تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی اخبارہ وقضایا، ص ۱۴۳)

۳...(المرجع السابق)

۴...(المرجع السابق)

۷........اپنا راز کسی پر ظاہر نہ کرو کہ ہر خیر خواہ کے لیے کوئی خیر خواہ ہوتا ہے۔(۱)

۸........انصاف کرنے والے کو چاہیے کہ جو اپنے لیے پسند کرے وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرے۔(۲)

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی نبی الکریم وعلی الہ واصحابہ وخلفائہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین

منقبت در حضرت علی المرتضیٰ

اے حبِّ وطن ساتھ نہ یوں سوئے نجف جا ہم اور طرف جاتے ہیں تو اور طرف جا

جیلاں کے شرف حضرت مولیٰ کے خلف ہیں اے ناخلف اٹھ جانب تعظیمِ خلف جا

پھنستا ہے وبالوں میں عبث اخترِ طالع سرکار سے پائے گا شرف بہر شرف جا

تفضیل کا جویا نہ ہو مولیٰ کی ولا میں یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہر خذف جا

مولیٰ کی امامت سے محبت ہے تو اے غافل اربابِ جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا

ہو جلوہ فضا صاحبِ قوسین کا نائب ہاں تیر دعا بہر خدا سوئے ہدف جا

کہہ دے کوئی گھیرا ہے بلاؤں نے حسن کو

اے شیرِ خدا بہر مدد تیغ بکف جا

۱...(تاریخ الخلفاء، علی بن ابی طالب، فصل فی اخبارہ وقضایاہ، ص ۱۴۵)

۲...(کنز العمال، کتاب العلم، باب فی فضلہ وتحریض علیہ، الحدیث: ۲۵۵۸۶، ۵/۷۷، حصہ ۹)

مشق

(۱) **سوال:** حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خلیفہ مقرر ہونے کا واقعہ مفصل بیان کیجئے......؟

(۲) **سوال:** خارجی کون لوگ تھے نیز انھوں نے کیا سازش تیار کی......؟

(۳) **سوال:** ابنِ ملجم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کیوں شہید کیا نیز اس بدبخت کا انجام کیا ہوا......؟

(۴) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کس سن میں ہوئی نیز واقعۂ شہادت مفصل ذکر کیجئے......؟

(۵) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وقت اخیر حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کیا وصیت فرمائی......؟

(۶) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کتنا عرصہ مسندِ خلافت پر متمکن رہے نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مزارِ فائض الانوار کہاں ہے......؟

(۷) **سوال:** آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کوئی پانچ اقوالِ زریں بیان فرمایئے......؟

تنظیم المدارس کے سالانہ امتحان میں "خلفائے راشدین" کی سیرت کے حوالے سے آنے والے سوالات

....

سالانہ امتحان "الشهادة الثانوية العامة" (برائے طالبات)

"بابت سال ۱۴۳۲ھ/2011"

چوتھا پرچہ... عقائد و خلفائے راشدین

★ **سوال:** دو آیاتِ قرآنیہ اور دو احادیثِ نبویہ کی روشنی میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل قلمبند کریں...؟

★ **سوال:** دو آیاتِ قرآنیہ اور دو احادیثِ نبویہ کی روشنی میں حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل قلمبند کریں...؟

★ **سوال:** حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت پر ایک مضمون لکھیں جس میں آپ کے اسلام لانے، آپ کی ہجرت، آپ کی شجاعت اور آپ کی علم جیسی خصوصیات کو اجاگر کیا گیا ہو...؟

★ **سوال:** درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں...؟

★ خلیفۂ دوم کا اسم گرامی، کنیت و لقب کیا تھا...؟

* خلیفۂ دوم کے والد گرامی اور والدہ کا نام کیا ہے اور آپ کی والدہ کن کی بیٹی تھیں...؟
* خلیفۂ دوم واقعہ فیل کے کتنے سال بعد پیدا ہوئے اور کون سی پشت میں آپ کا نسب حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جا کر ملتا ہے...؟
* خلیفۂ دوم کس عمر میں اسلام لائے اور اس وقت کتنی عورتیں اور کتنے مرد مسلمان ہو چکے تھے...؟

....

سالانہ امتحان "الشهادة الثانوية العامة" (برائے طالبات)

"بابت سال ۱۴۳۱ھ/2010ء"

چوتھا پرچہ... عقائد و خلفائے راشدین

* **سوال:** حضراتِ خلفائے اربعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہم کا آقائے دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ سلسلۂ نسب کہاں کہاں جا کر ملتا ہے...؟
* **سوال:** حضرات خلفائے اربعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہم میں سے ہر ایک کا اسم گرامی، کنیت، لقب اور عمر تحریر کریں...؟
* **سوال:** کوئی سے پانچ اجزاء کا جواب دیں...؟
* سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شجاعت بیان کریں...؟
* خلیفۂ اول کا حلیہ مبارک زینت قرطاس کیجئے...؟

★ سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کسی گورنر کی تقرری کس انداز سے فرماتے...؟

★ خلیفۂ دوم نے اپنے قبولِ اسلام کا اظہار کیسے فرمایا...؟

★ **سوال:** سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں ہونے والی فتوحات میں سے کسی تین کا مختصر ذکر کیجئے...؟

★ **سوال:** خلیفۂ ثالث کے جنگِ بدر اور بیعتِ رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ کیا تھی...؟

★ **سوال:** سیدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جنگِ صفین میں ظاہر ہونے والی کرامت کیا تھی...؟

★ **سوال:** خلیفۂ چہارم نے حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کیا وصیت فرمائی تھی...؟

....

سالانہ امتحان "الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ/ایف اے" (برائے طلباء)

"بابت سال ۱۴۳۰ھ/2009"

چھٹا پرچہ...سیرت وتاریخ

★ **سوال:** درج ذیل کے مختصر جوابات تحریر کریں...؟

★ سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حق میں نازل ہونے والی کوئی دو آیاتیں مع ترجمہ لکھیں...؟

★سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت میں وارد ہونے والی کوئی دو احادیث لکھیں...؟

★سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کا سبب لکھیں...؟

★ سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہجرت کا واقعہ تفصیلاً لکھیں...؟

★ **سوال:** درج ذیل کے مختصر جوابات تحریر کریں...؟

★ سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کوئی دو کرامات لکھیں...؟

★ اولیات حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تفصیلاً لکھیں...؟

★ سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت میں کوئی دو حدیثیں اور آپ کے کوئی دو اہم فیصلے لکھیں...؟

★ ذوالنورین کون سے صحابی کو اور کس وجہ سے کہتے ہیں...؟

★ **سوال:** درج ذیل میں سے کسی ایک پر تفصیلی نوٹ لکھیں...؟

★مسیلمہ کذاب سے جنگ ★جمع قرآن پاک

★ **سوال:** موافقاتِ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سپرد قلم کریں...؟

....

سالانہ امتحان "الشهادة الثانوية الخاصة/ایف اے" (برائے طلباء)

"بابت سال ۱۴۲۹ھ/2008"

چھٹا پرچہ...سیرت وتاریخ

★ **سوال:** آپ دلائل سے ثابت کریں کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اعلم الصحابہ اور اشجع الصحابہ تھے...؟

★ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدح میں کم از کم چار آیات کریمہ مع ترجمہ نقل کریں...؟

★ **سوال:** درج ذیل سوالات کے جوابات قلمبند کریں...؟

★ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کب اسلام لائے نیز اس وقت آپ کی عمر کیا تھی...؟

★ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب اسلام لائے اس وقت کتنے مرد اور کتنی عورتیں مسلمان ہو چکے تھے...؟

★ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں حضرت ابو بکر اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما کا کوئی ایک ایک قول نقل کریں...؟

★ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں فتح ہونے والے شہروں میں کسی دو ایسے شہروں کا نام لکھیں جن میں سے ایک بغیر جنگ کے فتح ہوا ہو اور ایک جنگ سے...؟

★ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کتنی احادیث مبارکہ مروی ہیں اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرنے والی کسی دو اہم شخصیتوں کا ذکر کریں...؟

★ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دس اولیات قلمبند کریں...؟

★ **سوال:** حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کب پیدا ہوئے، کس کی دعوت پر اسلام قبول کیا، کتنی مرتبہ ہجرت فرمائی اور کس کس طرف ہجرت فرمائی...؟

* حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی چھ اولیات قلمبند کریں...؟
* حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پانچ اقوال زرین اور دو اہم فیصلے سپرد قلم کریں...؟

....

سالانہ امتحان "الشهادة الثانوية الخاصة/ایف اے" (برائے طلباء)

"بابت سال ۱۴۲۸ھ/2007"

چھٹا پرچہ...سیرت وتاریخ

* **سوال:** حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شجاعت و بہادری اور انفاقِ مال کے بارے میں تفصیلی نوٹ لکھیں...؟
* بیعتِ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا واقعہ تفصیلاً تحریر کریں...؟
* **سوال:** دس موافقات فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تحریر کریں...؟
* حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دس پوشیدہ خصلتیں اور واقعہ شہادت تحریر کریں...؟
* **سوال:** احادیث کی روشنی میں حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت بیان کریں...؟
* حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولیات اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کے بارے میں تحریر کریں...؟

....

سالانہ امتحان "الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ/ایف اے" (برائے طلباء)

"بابت سال ۱۴۲۷ھ/2006"

چھٹا پرچہ...سیرت وتاریخ

★ **سوال:** حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اسم گرامی، کنیت، لقب اور مدتِ خلافت تحریر کریں...؟

★ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کس عمر میں اسلام قبول فرمایا نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا علمی مقام صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہم کے نزدیک کیا تھا...؟

★ **سوال:** حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام لانے کا واقعہ تفصیل سے لکھیں نیز آپ کو "فاروق" کا خطاب کس طرح ملا...؟

★ خلافتِ فاروقی میں اسلامی فتوحات کہاں تک ہوئیں؟ نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کا واقعہ، تدفین اور عمر مبارک تحریر کریں...؟

★ **سوال:** حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کس طرح ہوئی؟ تفصیل سے لکھیں...؟

★ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت میں وارد احادیث مبارکہ تحریر کریں نیز آپ کی شہادت کس طرح ہوئی؟ آپ کا قاتل کون تھا؟ اور آپ کی تدفین کہاں ہوئی...؟

ماخذومراجع

۱	القران الكريم	کلام الٰہی	مکتبۃ المدینہ کراچی
۲	الدر المنثور	امام جلال الدین بن ابو بکر سیوطی شافعی * متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۰۳ھ
۳	التفسير النسفي	امام عبداللہ بن احمد نسفی * متوفی ۷۱۰ھ	دار المعرفة بيروت ۱۴۲۱ھ
٤	التفسير الكبير	امام فخر الدین محمد بن عمر رازی * متوفی ۶۰۶ھ	دار احياء التراث بيروت ۱۴۲۰ھ
۵	تفسير البغوي	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی * متوفی ۵۱۶ھ	دار الكتب العلمية بيروت ۱۴۱٤ھ
٦	تفسير الخازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی * متوفی ۷۴۱ھ	اکوڑہ خٹک نوشہرہ
۷	لباب في علوم الكتاب	ابو حفص عمر بن علی حنبلی * متوفی ۸۸۰ھ	دار الكتب العلمية بيروت ۱٤۱۹ھ
۸	تفسير البيضاوي	امام ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی * متوفی ۶۸۵ھ	دار الفکر بيروت ۱٤۲۰ھ
۹	روح البيان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی * متوفی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ ۱۴۱۹ھ
۱۰	خزائن العرفان	مفتی نعیم الدین مراد آبادی * متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
۱۱	نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی * متوفی ۱۳۹۱ھ	مرکز الاولیاء لاہور
۱۲	صحيح البخاري	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری * متوفی ۲۵۶ھ	دار الكتب العلمية بيروت ۱٤۱۹ھ
۱۳	صحيح مسلم	امام ابو حسین مسلم بن حجاج قشیری * متوفی ۲۶۱ھ	دار المغني عرب شريف ۱٤۱۹ھ
۱٤	سنن أبي داود	امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی * متوفی ۲۷۵ھ	دار احياء التراث بيروت ۱٤۲۱ھ
۱۵	سنن الترمذي	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی * متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بيروت ۱٤۱٤ھ
۱٦	سنن ابن ماجة	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ * متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفة بيروت ۱٤۲۰ھ
۱۷	مؤطا امام مالك	امام مالک بن انس اصبحی * متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفة بيروت ۱٤۲۰ھ
۱۸	المسند للامام أحمد	امام احمد بن محمد حنبل * متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بيروت ۱٤۱٤ھ
۱۹	المصنف لعبد الرزاق	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی * متوفی ۲۱۱ھ	دار الكتب العلمية بيروت ۱٤۲۱ھ
۲۰	المصنف لابن شيبة	حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ * متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر بيروت ۱٤۱٤ھ
۲۱	صحيح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان * متوفی ۷۳۹ھ	دار الكتب العلمية بيروت ۱٤۱۷ھ
۲۲	مسند البزار	امام ابو بکر احمد عمرو بن عبد الخالق بزار * متوفی ۲۹۲ھ	مكتبة العلوم و الحكم ۱٤۲٤ھ
۲۳	السنن الكبري	امام احمد بن حسین بن علی بیہقی * متوفی ۴۵۸ھ	دار الكتب العلمية بيروت ۱٤۲٤ھ

۲٤	السنن الكبرى	امام احمد بن شعیب نسائی * متوفی ۳۰۳ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤١١هـ
۲٥	مشكاة المصابيح	علامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب * متوفی ۷۴۲ھ	دار الفكر بيروت ١٤٢١هـ
۲٦	كنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین برہان پوری * متوفی ۹۷۵ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤١٩هـ
۲۷	جمع الجوامع	امام جلال الدین بن ابو بکر سیوطی شافعی * متوفی ۹۱۱ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤٢١هـ
۲۸	جامع الاصول	امام ابو السعادات مبارک بن محمد ابن اثیر * متوفی ۶۰۶ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤١٨هـ
۲۹	المستدرك	امام محمد بن عبد اللہ حاکم نیشا پوری * متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفة بيروت ١٤١٨هـ
۳۰	المعجم الكبير	حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی * متوفی ۳۶۹ھ	دار احياء التراث بيروت ١٤٢٢هـ
۳۱	المعجم الأوسط	حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی * متوفی ۳۶۹ھ	دار احياء التراث بيروت ١٤٢٢هـ
۳۲	ارشاد الساري	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی * متوفی ۹۲۳ھ	دار الفكر بيروت ١٤٢١هـ
۳۳	شرح نووي على مسلم	محیی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی * متوفی ۶۷۶ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤٠١هـ
۳٤	فيض القدير	امام محمد عبد الرؤف مناوی * متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤٢٢هـ
۳٥	اتحاف الخيرة	امام احمد بن ابو بکر بوصیری * متوفی ۸۴۰ھ	مكتبة الرشد
۳٦	فتح الباري	امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی * متوفی ۸۵۲ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤٢٠هـ
۳۷	اشعة للمعات	شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی * متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ ۱۴۳۲ھ
۳۸	مدارج النبوة	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی * متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ لاہور ۱۹۹۷
۳۹	شواهد النبوة	مولانا عبد الرحمن جامی * متوفی ۸۹۸ھ	استنبول ترکی
٤۰	المواهب اللدنيا	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی * متوفی ۹۲۳ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤١٦هـ
٤۱	حجة الله العالمين	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی * متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا ہند
٤۲	السيرة النبوية	ابو محمد عبد الملک بن ہشام * متوفی ۲۱۳ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٣٩٧هـ
٤۳	السيرة الحلبية	علامہ ابو الفرج علی بن ابراہیم حلبی شافعی * متوفی ۱۰۴۴ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤٢٢هـ
٤٤	تاريخ طبري	امام ابو جعفر بن جریر طبری * متوفی ۳۱۰ھ	دار ابن كثير ١٤٢٨هـ
٤٥	حلية الاولياء	امام حافظ ابو نعیم اصفہانی * متوفی ۴۳۰ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤١٩هـ
٤٦	تاريخ مدينة دمشق	حافظ ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر * متوفی ۵۷۱ھ	دار الفكر بيروت ١٤١٥هـ
٤۷	تاريخ الخلفاء	امام جلال الدین بن ابو بکر سیوطی شافعی * متوفی ۹۱۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
٤۸	الرياض النضرة	ابو العباس احمد بن عبد اللہ طبری شافعی * متوفی ۶۹۴ھ	دار الكتب العلمية بيروت

٤٩	سير اعلاء النبلاء	امام شمس الدین محمد بن احمد ذھبی * متوفی ۷۴۸ھ	دار الفكر بيروت ١٤١٧هـ
٥٠	طبقات الكبري	امام محمد بن سعد الھاشمی البصری * متوفی ۲۳۰ھ	دار الكتب العلمية بيروت١٩٩٧ء
٥١	البداية و النهاية	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی * متوفی ۷۷۴ھ	دار الفكر بيروت١٤١٨هـ
٥٢	معرفة الصحابة	حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ شافعی * متوفی ۴۳۰ھ	دار الكتب العلمية بيروت
٥٣	الكامل في التاريخ	ابو الحسن علی بن محمد بن اثیر جزری * متوفی ۶۳۰ھ	عباس أحمد الباز ١٤١٨هـ
٥٤	الاصابة	امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی * متوفی ۸۵۲ھ	دار الكتب العلمية بيروت١٤١٥هـ
٥٥	اسد الغابة	امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی * متوفی ۸۵۲ھ	دار الكتب العلمية بيروت١٤١٧هـ
٥٦	الاستيعاب	ابو عمر یوسف عبداللہ بن محمد قرطبی * متوفی ۴۶۳ھ	دار الكتب العلمية بيروت١٤٢٢هـ
٥٧	الاكمال مع مشكاة	علامہ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب * متوفی ۷۴۲ھ	باب المدینہ کراچی
٥٨	الصواعق المحرقة	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی * متوفی ۹۷۴ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
٥٩	ازالة الخفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی * متوفی ۱۱۷۶ھ	باب المدینہ کراچی
٦٠	تحفة اثنا عشرية	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی * متوفی ۱۲۳۹ھ	دہلی
٦١	الفتاوى الخانية	علامہ عالم بن علاء دہلوی * متوفی ۷۸۶ھ	باب المدینہ کراچی
٦٢	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی * متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفة بيروت ١٤٢٠هـ
٦٣	الفتاوى الرضوية	امام الشاہ احمد رضا خان * متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
٦٤	فتاوى فيض رسول	فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی * متوفی ۱۴۲۲ھ	مرکز الاولیاء لاہور
٦٥	عيون الحكايات	امام عبد الرحمن بن علی بن جوزی * متوفی ۵۹۷ھ	دار الكتب العلمية بيروت
٦٦	سوانح كربلا	مفتی نعیم الدین مراد آبادی * متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
٦٧	ذوق نعت	شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا خان * متوفی ۱۳۲۶ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا ہند
٦٨	عاشق اكبر	ابو بلال مولانا الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ کراچی

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ کُتُب ورسائل مع عنقریب آنے والی کُتُب ورسائل

شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت:

اُردو کُتُب:

۰۱...راہِ خدامیں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّالْقَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَةِ الْجِيْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاء)(کل صفحات:۴۰)

۰۲...کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِمِ فِيْ اَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم)(کل صفحات:۱۹۹)

۰۳...فضائل دعا (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاء مَعَهٗ ذَيْلُ الْمُدَّعَاءِ لِاَحْسَنِ الْوِعَاء)(کل صفحات:۳۲۶)

۰۴...عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِيْدِ فِيْ تَحْلِيْلِ مُعَانَقَةِ الْعِيْد)(کل صفحات:۵۵)

۰۵...والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوْق)(کل صفحات:۱۲۵)

۰۶...الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے)(کل صفحات:۵۶۱)

۰۷...شریعت وطریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَّعُلَمَاء)(کل صفحات:۵۷)

۰۸...ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ)(اَلْيَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَة)(کل صفحات: ۶۰)

۰۹...معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح)(کل صفحات:۴۱)

۱۰...اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (إِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِي)(کل صفحات:۱۰۰)

۱۱...حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اَعْجَبُ الْاِمْدَاد)(کل صفحات:۴۷)

۱۲...ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ إِثْبَاتِ هِلَال)(کل صفحات:۶۳)

۱۳...اولاد کے حقوق (مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد)(کل صفحات ۳۱)

۱۴...ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان)(کل صفحات: ۷۴)

۱۵...اَلْوَظِیْفَۃُ الْکَرِیْمَۃ(کل صفحات:۴۶)

۱۶... کنزالایمان مع خزائن العرفان(کل صفحات:۱۱۸۵)

عربی کُتُب:

۱۷،۱۸،۱۹،۲۰،۲۱... جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَار ((المجلد الاول والثانی والثالث والرابع والخامس)) کل صفحات: ۵۷۰،۶۷۲،۷۱۳،۴۸۳،۶۵۰

۲۲...اَلتَّعْلِیْقُ الرَّضَوِی عَلٰی صَحِیْحِ الْبُخَارِی(کل صفحات: ۴۵۸)

۲۳...کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم(کل صفحات: ۷۴) ۲۴...اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ(کل صفحات: ۶۲)

۲۵...اَلزَّمْزَمَۃُ الْقَمَرِیَّۃ(کل صفحات:۹۳) ۲۶...اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِی(کل صفحات: ۴۶)

۲۷...تَمْہِیْدُ الْاِیْمَان(کل صفحات: ۷۷) ۲۸...اَجْلَی الْاِعْلَام(کل صفحات:۷۰)

۲۹...اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃ(کل صفحات: ۶۰)

عنقریب آنے والی کُتُب:

۰۱...جد الممتار (جلد ۵،۶،۷)

شعبہ تراجمِ کُتُب:

۰۱...اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء) پہلی جلد(کل صفحات:۸۹۶)

۰۲...مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلْبَاھِر فِیْ حُکْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاھِر)(کل صفحات:۱۱۲)

۰۳...سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟(تَمْہِیْدُ الْفَرْش فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَۃِ لِظِلِّ الْعَرْش)(کل صفحات:۲۸)

۰۴...نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّۃُ الْعُیُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن)(کل صفحات:۱۴۲)

۰۵...نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیثِ رسول (اَلْمَوَاعِظ فِی الْاَحَادِیْثِ الْقُدْسِیَّة)(کل صفحات:۵۴)

۰۶...جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِح فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح)(کل صفحات:۷۴۳)

۰۷...امام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کی وصیتیں (وَصَایَا اِمَامِ اَعْظَم عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ)(کل صفحات:۴۶)

۰۸...جہنم میں لے جانے والے اعمال * جلد اول (اَلزَّوَاجِر عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر)(کل صفحات:۸۵۳)

۰۹...نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْف وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَر)(کل صفحات:۹۸)

۱۰...فیضانِ مزاراتِ اولیاء (کَشْفُ النُّوْر عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر)(کل صفحات:۱۴۴)

۱۱...دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّھْد وَقَصْرُ الْاَمَل)(کل صفحات:۸۵)

۱۲...راہِ علم (تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم)(کل صفحات:۱۰۲)

۱۳...**عُیُوْنُ الْحِکَایَات** * مترجم، حصہ اول (کل صفحات:۴۱۲)

۱۴...**عُیُوْنُ الْحِکَایَات** * مترجم، حصہ دوم (کل صفحات:۴۱۳)

۱۵...احیاء العلوم کا خلاصہ (لُبَابُ الْاِحْیَاء)(کل صفحات:۶۴۱)

۱۶...حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق)(کل صفحات:۶۴۹)

۱۷...اچھے برے عمل (رِسَالَۃُ الْمُذَاکَرَۃ)(کل صفحات:۱۲۲)

۱۸...شکر کے فضائل (اَلشُّکْرُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ)(کل صفحات:۱۲۲)

۱۹...حسنِ اخلاق (مَکَارِمُ الْاَخْلَاق)(کل صفحات:۱۰۲)

۲۰...آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوْع)(کل صفحات:۳۰۰)

۲۱...آدابِ دین (اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن) (کل صفحات:۶۳)

۲۲...شاہراہ اولیا (مِنْہَاجُ الْعَارِفِیْن) (کل صفحات:۳۶)

۲۳...بیٹے کو نصیحت (اَیُّھَا الْوَلَد) (کل صفحات:۶۴)

۲۴...اَلدَّعْوَۃ اِلَی الْفِکْر (کل صفحات:۱۴۸)

۲۵...اصلاحِ اعمال * جلد اول (اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّۃ شَرْحُ طَرِیْقَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃ) (کل صفحات:۸۶۶)

۲۶... جہنم میں لے جانے والے اعمال * جلد دوم (اَلزَّوَاجِرعَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر) (کل صفحات:۱۰۱۲)

۲۷...عاشقانِ حدیث کی حکایات (اَلرِّحْلَۃ فِی طَلَبِ الْحَدِیْث) (کل صفحات:۱۰۵)

۲۸...احیاء العلوم جلد اول * احیاء علوم الدین (کل صفحات:۱۱۲۴)

عنقریب آنے والی کُتُب:

۰۱...اللہ والوں کی باتیں * جلد

۰۲... قوت القلوب * جلد اول

شعبہ درسی کُتُب:

۰۱...مراح الارواح مع حاشیۃ ضیاء الاصباح (کل صفحات:۲۴۱)

۰۲...الاربعین النوویۃ فی الأحادیث النبویۃ (کل صفحات:۱۵۵)

۰۳...اتقان الفراسۃ شرح دیوان الحماسہ (کل صفحات:۳۲۵)

۰۴...اصول الشاشی مع احسن الحواشی (کل صفحات:۲۹۹)

۰۵...نور الایضاح مع حاشیۃ النور والضیاء (کل صفحات:۳۹۲)

۰۶...شرح العقائد مع حاشیۃ جمع الفرائد (کل صفحات:۳۸۴)

۰۷...الفرح الکامل علی شرح مئة عامل (کل صفحات:۱۵۸)

۰۸...عنایة النحو فی شرح ھدایة النحو (کل صفحات:۲۸۰)

۰۹...صرف بہائی مع حاشیة صرف بنائی (کل صفحات:۵۵)

۱۰...دروس البلاغة مع شموس البراعة (کل صفحات:۲۴۱)

۱۱...مقدمة الشیخ مع التحفة المرضیة (کل صفحات:۱۱۹)

۱۲...نزھة النظر شرح نخبة الفکر (کل صفحات:۱۷۵)

۱۳...نحو میر مع حاشیة نحو منیر (کل صفحات:۲۰۳)

۱۴...تلخیص اصول الشاشی (کل صفحات:۱۴۴) ۱۵...نصاب النحو (کل صفحات:۲۸۸)

۱۶...نصاب اصولِ حدیث (کل صفحات:۹۵) ۱۷...نصاب التجوید (کل صفحات:۷۹)

۱۸...المحادثة العربیة (کل صفحات:۱۰۱) ۱۹...تعریفاتِ نحویة (کل صفحات:۴۵)

۲۰...خاصیات ابواب (کل صفحات:۱۴۱) ۲۱...شرح مئة عامل (کل صفحات:۴۴)

۲۲...نصاب الصرف (کل صفحات:۳۴۳) ۲۳...نصاب المنطق (کل صفحات:۱۶۸)

۲۴...انوار الحدیث (کل صفحات:۴۶۶) ۲۵...نصاب الادب (کل صفحات:۱۸۴)

۲۶...تفسیر الجلالین مع حاشیة انوار الحرمین (کل صفحات:۳۶۴)

شعبہ تخریج:

۰۱... صحابہ کرام رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا عشق رسول (کل صفحات:۲۷۴)

۰۲...بہار شریعت ★ جلد اوّل (حصہ اول تا ششم، کل صفحات:۱۳۶۰)

۰۳... بہار شریعت * جلد دوم (حصہ ۷ تا ۱۳) (کل صفحات: ۱۳۰۴)

۰۴... اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہن (کل صفحات: ۵۹)

۰۵... عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات: ۴۲۲)

۰۶... گلدستہ عقائد و اعمال (کل صفحات: ۲۴۴)

۰۷... بہار شریعت (سولہواں حصہ، کل صفحات ۳۱۲)

۰۸... تحقیقات (کل صفحات: ۱۴۲)

۰۹... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات: ۵۶)

۱۰... جنتی زیور (کل صفحات: ۶۷۹)

۱۱... علم القرآن (کل صفحات ۲۴۴:)

۱۲... سوانح کربلا (کل صفحات: ۱۹۲)

۱۳... اربعین حنفیہ (کل صفحات: ۱۱۲)

۱۴... کتاب العقائد (کل صفحات: ۶۴)

۱۵... منتخب حدیثیں (کل صفحات: ۲۴۶)

۱۶... اسلامی زندگی (کل صفحات: ۱۷۰)

۱۷... آئینۂ قیامت (کل صفحات: ۱۰۸)

۱۸ تا ۲۴... فتاوی اہل سنت (سات حصے)

۲۵... حق و باطل کا فرق (کل صفحات: ۵۰)

۲۶... بہشت کی کنجیاں (کل صفحات: ۲۴۹)

۲۷... جہنم کے خطرات (کل صفحات: ۲۰۷)

۲۸... کراماتِ صحابہ (کل صفحات: ۳۴۶)

۲۹... اخلاق الصالحین (کل صفحات: ۷۸)

۳۰... سیرت مصطفٰی (کل صفحات: ۸۷۵)

۳۱... آئینۂ عبرت (کل صفحات: ۱۳۳)

۳۲... بہار شریعت * جلد سوم (۳) (کل صفحات: ۱۳۳۲)

۳۳... جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ (کل صفحات: ۴۷۰)

۳۴... فیضانِ نماز (کل صفحات: ۴۹)

۳۵... ۱۹ دُرود و سلام (کل صفحات: ۱۶)

۳۶... سورۂ یٰس شریف اور اس کے فضائل (کل صفحات: ۱۶)

شعبہ فیضانِ صحابہ:

۰۱...حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:۵۶)

۰۲...حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:۷۲)

۰۳...حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:۸۹)

۰۴...حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:۶۰)

۰۵...حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:۱۳۲)

۰۶...فیضانِ سعید بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:۳۲)

۰۷...فیضانِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:۷۲۰)

عنقریب آنے والی کُتُب:

۰۱...فیضانِ عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ

شعبہ اِصلاحی کُتُب:

۰۱...غوثِ پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حالات (کل صفحات: ۱۰۶)

۰۲...تکبر کل صفحات:۹۷)

۰۳...فرامین مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (کل صفحات:۸۷)

۰۴...بدگُمانی (کل صفحات: ۵۷)

۰۵...قبر میں کام آنے والا دوست (کل صفحات:۱۱۵)

۰۶...نور کا کھلونا (کل صفحات: ۳۲)

۰۷...اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات:۴۹)

۰۸... فکرِ مدینہ (کل صفحات: ۱۶۴) ۰۹... امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات: ۳۲)

۱۰... ریاکاری (کل صفحات: ۱۷۰) ۱۱... قومِ جِنّات اور امیر اہلسنّت (کل صفحات: ۲۶۲)

۱۲... عشر کے احکام (کل صفحات: ۴۸) ۱۳... توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات: ۱۲۴)

۱۴... فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات: ۱۵۰) ۱۵... احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات: ۶۶)

۱۶... تربیتِ اولاد (کل صفحات: ۱۸) ۱۷... کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: ۶۳)

۱۸... ٹی وی اور مووی (کل صفحات: ۳۲) ۱۹... طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات: ۳۰)

۲۰... مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات: ۹۶) ۲۱... فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات: ۱۲۰)

۲۲... شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات: ۲۱۵) ۲۳... نماز میں لقمہ دینے کے مسائل (کل صفحات: ۳۹)

۲۴... خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ (کل صفحات: ۱۶۰) ۲۵... تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات: ۱۰۰)

۲۶... انفرادی کوشش (کل صفحات: ۲۰۰) ۲۷... آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات: ۶۲)

۲۸... نیک بننے اور بنانے کے طریقے (کل صفحات: ۶۹۶)

۲۹... فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات: ۳۲۵) ۳۰... ضیائے صدقات (کل صفحات: ۴۰۸)

۳۱... جنت کی دو چابیاں (کل صفحات: ۱۵۲) ۳۲... کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات: ۴۳)

۳۳... تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات: ۳۳)

۳۴... حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز کی حکایات (کل صفحات: ۵۹۰)

۳۵... حج وعمرہ کا مختصر طریقہ (کل صفحات: ۴۸) ۳۶... جلد بازی کے نقصانات (کل صفحات: ۱۶۸)

عنقریب آنے والی کُتُب:

۰۱... قسم کے احکام
۰۲... حسد
۰۳... جلد بازی
۰۴... فیضانِ دعا (غار کے قیدی)
۰۵... بخل
۰۶... فیضانِ اسلام

شعبہ امیر اہلسنت:

۰۱... سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیغام عطار کے نام (کل صفحات: ۴۹)
۰۲... مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات: ۴۸)
۰۳... اصلاح کا راز (مدنی چینل کی بہاریں * حصہ دوم) (کل صفحات: ۳۲)
۰۴... ۲۵ کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات: ۳۳)
۰۵... دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات: ۲۴)
۰۶... وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات: ۴۸)
۰۷... تذکرۂ امیر اہلسنّت * قسط سوم (سنّت نکاح) (کل صفحات: ۸۶)
۰۸... آدابِ مرشدِ کامل * مکمل پانچ حصے (کل صفحات: ۲۷۵)
۰۹... بلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات: ۴۸)
۱۰... قبر کھل گئی (کل صفحات: ۴۸)
۱۱... پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات: ۴۸)
۱۲... گونگا مبلغ (کل صفحات: ۵۵)
۱۳... دعوتِ اسلامی کی مدنی بہاریں (کل صفحات: ۲۲۰)
۱۴... گمشدہ دولہا (کل صفحات: ۳۳)
۱۵... میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات: ۳۳)
۱۶... جنوں کی دنیا (کل صفحات: ۳۲)
۱۷... تذکرۂ امیر اہلسنّت * قسط ( ) (کل صفحات: ۴۸)
۱۸... غافل درزی (کل صفحات: ۳۶)
۱۹... مخالفت محبت میں کیسے بدلی؟ (کل صفحات: ۳۳)
۲۰... مردہ بول اٹھا (کل صفحات: ۳۲)

۵۵... چمکتی آنکھوں والے بزرگ (کل صفحات: ۳۲)

۵۶... علم وحکمت کے ۱۲۵ مدنی پھول (تذکرہ امیر اہلسنت * قسط ۵)(کل صفحات: ۱۰۲)

۵۷... حقوق العباد کی احتیاطیں (تذکرہ امیر اہلسنت * قسط ۶)(کل صفحات: ۴۷)

۵۸... نادان عاشق (کل صفحات: ۳۲)

۵۹... سینما گھر کا شیدائی (کل صفحات: ۳۲)

۶۰... گونگے بہروں کے بارے میں سوال جواب * قسط پنجم (۵)(کل صفحات: ۲۳)

۶۱... ڈانسر نعت خوان بن گیا (کل صفحات: ۳۲)

۶۲... گلوکار کیسے سدھرا؟ (کل صفحات: ۳۲)

۶۳... نشے باز کی اصلاح کا راز (کل صفحات: ۳۲)

۶۴... کالے بچھو کا خوف (کل صفحات: ۳۲)

۶۵... بریک ڈانسر کیسے سدھرا؟ (کل صفحات: ۳۲)

۶۶... عجیب الخلقت بچی (کل صفحات: ۳۲)

عنقریب آنے والی کُتُب:

۰۱... اجنبی کا تحفہ

۰۲... جیل کا گویا

****

علم سیکھنے سے آتا ھے

فرمانِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم:

''علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور وفکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔'' (المعجم الکبیر، ج۱۹، ص۵۱۱، الحدیث: ۷۳۱۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرانِ وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی اِلتجا ہے۔ عاشِقانِ رسول کے **مَدَنی قافلوں** میں بہ نیّت ثواب سُنّتوں کی تربیّت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَریعے **مَدَنی اِنعامات** کا رسالہ پُر کرکے ہر مَدَنی ماہ کے ابتِدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ



مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردار آباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرّانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا): کھیارا مارکیٹ، بالمقابل جامع مسجد سید حامد علی شاہ۔ 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net